خصوصی نمبر

ماہنامہ الاتحاد ممبئی

عظمتِ صحابہ نمبر

www.KitaboSunnat.com

رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ

روئے زمین پر انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد سب سے مقدس اور پاکباز جماعت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ہے، اللہ تعالیٰ ان سے خوش ہوا اور وہ اللہ سے خوش ہوئے۔ اللہ نے انھی کے ایمان کو مومنوں کے لیے پیمانہ قرار دیتے ہوئے فرمایا: ''اگر وہ لوگ تم جیسا ایمان لائیں تو ہدایت پائیں گے۔'' (بقرہ: 137) اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلَا نَصِيفَهُ". ''میرے صحابہ کو برا مت کہو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کردے تو ان کے ایک مد، بلکہ آدھے مد (صدقے کے اجر وثواب) کو بھی نہیں پہنچ پائے گا۔'' (صحیح بخاری، ح:2540)

شعبۂ نشر واشاعت:
مدرسہ رحمانیہ گوونڈی، ممبئی

صفر ربیع الاول ۱۴۴۱ھ
اکتوبر نومبر ۲۰۱۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

مدرسہ رحمانیہ ایک نظر میں

مدرسہ رحمانیہ عروس البلاد ممبئی جیسے شہر کے گوونڈی علاقہ میں ۱۹۷۹ء میں قائم ہوا، جو اول یوم ہی سے اپنی ترقی کی راہ پر گامزن ہے اور درج ذیل شعبہ جات کے تحت سرگرم عمل ہے۔

۱۔ مکتب سے شعبۂ عربی کی جماعت ثانیہ تک کی تعلیم کا نظم۔
۲۔ شعبۂ حفظ وتجوید وناظرہ کا باصلاحیت وماہر قراء کے ذریعہ تعلیم کا بہترین انتظام۔
۳۔ بچیوں کی تعلیم کا الگ ومحفوظ انتظام۔
۴۔ خواتین کے لئے عربی کورس۔
۵۔ شعبۂ دعوت وتبلیغ۔
۶۔ عورتوں کے لیے خصوصی پروگرام۔
۷۔ دینی، علمی واصلاحی موضوعات پر یومیہ دروس۔
۸۔ شعبۂ نشر واشاعت۔
۹۔ ماہانہ مجلّہ ''الاتحاد'' کا اجراء۔
۱۰۔ چار سو بچے اور بچیوں کے لیے تعلیم کا منظم اہتمام، جس میں ایک سو سے زائد بچوں کی مکمل کفالت۔
۱۱۔ ''رحمانیہ چیریٹیبل ٹرسٹ دواخانہ'' میں کم قیمت ومناسب داموں میں علاقے کے افراد کا ماہر ڈاکٹروں کے ذریعہ بہترین علاج۔
۱۲۔ رحمانیہ مسجد عمارہ پارک کھڑولی ضلع تھانہ زیر تعمیر۔

مستقبل کے عزائم

۱۔ اساتذہ وطلبا کے لیے الگ دارالاقامہ (ہاسٹل) کی تعمیر۔
۲۔ رحمانیہ جامع مسجد کی تعمیر وتوسیع۔
۳۔ مطبخ کے لیے الگ جگہ کا انتظام۔

لہٰذا تمام دردمندان قوم وملت سے اپیل ہے کہ ان تمام نیک کاموں میں ادارے کا بھرپور تعاون کریں!

جَزَاكُمُ اللّٰهُ خَيْرًا

اپیل کنندہ: اراکین جامع مسجد اہل حدیث ومدرسہ رحمانیہ کملا رامن نگر بیگن واڑی ہائیوے روڈ گوونڈی ممبئی ۔۴۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا (آل عمران: ۱۰۳) اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوط تھام لو اور پھوٹ نہ ڈالو۔

مدرسہ رحمانیہ گوونڈی، ممبئی کا دینی، علمی اور اصلاحی ترجمان

ماہنامہ الاتحاد ممبئی

اکتوبر؍نومبر ۲۰۱۹ء

صفر؍ربیع الاول ۱۴۴۱ھ

جلد نمبر: ۷ شمارہ: ۷۸/۷۹

سرپرست

جلال الدین فیضی

مدیر	نائب مدیر	نائب مدیر	مدیر مسئول
ہلال ہدایت	**فیض شفیع رحمانی**	**کاشف شکیل**	**خالد جمیل مکی**

مجلس ادارت

- محمد ابو القاسم فاروقی
- ڈاکٹر شمس کمال انجم
- ڈاکٹر محمد اسلم مبارکپوری
- پروفیسر شمس الرب خان
- مصطفی اجمل مدنی
- رشید سمیع سلفی
- راشد حسن مبارکپوری

مجلس مشاورت

- عبد الکریم محمد مصطفی
- محمود احمد فیضی
- عبد الجلیل مکی
- محمد شفیق سلفی
- محمد انیس اثری
- محمد خلیل نسیم صدیقی
- رفیق اجمل اثری

بدل اشتراک: فی شمارہ ؍۲۰ روپے ✹ سالانہ: ؍۲۰۰ روپے ✹ خصوصی تعاون: ؍۵۰۰ روپے

خط وکتابت کا پتہ: ماہنامہ "الاتحاد" ممبئی۔ مدرسہ رحمانیہ کملا رامن نگر، بیگن واڑی ہائی وے روڈ، گوونڈی ممبئی۔ ۴۳ (مہاراشٹر، انڈیا)

Monthly AL-ITTEHAD, Mumbai

Madrasa Rahmania, Kamla Raman Nagar, Baiganwadi, Highway Road, Govandi,
Mumbai - 43. (Maharashtra , India) Mob.: 09820693189, Tell : 022 - 025571205
Email : alittehadmumbai@gmail.com

کمپوزنگ: ہلال احمد سلفی

پرنٹر، پبلشر عبد الاول ایس۔ کے۔ بکری 0987062213 نے انڈیا گرافکس سے چھپوا کر مدرسہ رحمانیہ گوونڈی ممبئی ۴۳ سے شائع کیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

کیٹلاگ

نمبر شمار	نوائے قلم	از قلم	صفحہ
1	صحابہ معیارِ ایمان وہدایت	ابن شفیع الرحمانی	5
2	صحابہ کرام: صدق وصفا کے پیکر	ڈاکٹر محمد اسلم مبارک پوری	7
	تاثرات		
3	پیغام	مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی	9
4	تہنیتی پیغام	مولانا صلاح الدین مقبول احمد مدنی	10
5	تاثر	مولانا عبد السلام سلفی	11
6	تہنیت وتبریک	مولانا جلال الدین فیضی	12
7	پیغام	مولانا عبد الجلیل انصاری	13
8	پیغام	مولانا محمد خلیل نسیم صدیقی	14
9	عظمتِ صحابہ نمبر پر مبارکباد	عبد الکریم شادؔ	15
	مضامین		
10	الصحابة كلهم عدول	مدیر	16
11	نبی پر تھی قربان جانِ صحابہ	کاشف شکیل	18
12	مقامِ صحابہ	مولانا عبد الغفار حسن رحمانی عمر پوریؒ	20
13	صحابہ کرام واجب الاحترام	عامر انصاری مدنی	22
14	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حقوق	حافظ فیض اللہ ناصر	26

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

15	اسلام کی نشر و اشاعت میں صحابۂ کرام کی خدمات	ڈاکٹر عبید الرحمن محمد حنیف المدنی	42
16	دین کے دفاع میں صحابہ کا کردار	سرفراز فیضی	51
17	صحابۂ کرام کے خلاف گمراہ کن بیانیہ کا علمی جائزہ	شعبان بیدار صفاوی	60
18	آل واصحاب کے نئے دشمن	حافظ عبد الحسیب عمری مدنی	67
19	سیدنا عثمان ؓ پر ایک جھوٹا الزام ''اقارب پرستی''	ابوبکر قدوسی	73
20	حضرت علی یا مولیٰ علی رضی اللہ عنہ؟	حافظ ابو یحییٰ نور پوری	76
21	حدیث ''لا أشبع اللہ بطنہ'' کا صحیح معنی و مفہوم	ڈاکٹر فاروق عبد اللہ نراین پوری	79
22	اسلام کے چشم دید گواہ اور معاصر معاندین	ابو اشعر فہیم	82
23	صحابہ کیسے ہی ہوں مگر۔۔۔؟	علامہ سید محمد یوسف بنوری	89
24	تنقید کا اُصول	مولانا وحید الدین خان	90
25	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ: علمائے احناف کی نظر میں	طارق اسعد	91
26	صحابۂ کرام کے مابین درجات و مراتب	عبد الحکیم عبد المعبود مدنی	94
27	مقامِ صحابہ اور عقیدۂ سلف	شمیم احمد عبد الحکیم الفوزی المدنی	98
28	مشاجرات صحابہ اور سلف صالحین کا موقف	محمد عرفان شیخ یونس سراجی	118
29	خلفائے راشدین کی زندگی کے مختصر احوال	ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی	121
30	ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل	عبید اللہ بن شفیق الرحمن اعظمی محمدی	125
31	ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کون؟	محمد خلیل نسیم صدیقی	127
32	راوی اسلام سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ	ابو الوفاء محمد حماد اثری	130
33	اہل بیت اور ان کا مقام و مرتبہ	مقبول احمد سلفی	135
34	فضائل اہل بدر	محمد عمران بنارسی	143

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

35	صحابہ ایمان وتقوی کے مینار	رشید سمیع سلفی	149
36	عظمتِ صحابہ	حافظ عبدالرب مدنی	153
37	محبت کی شمع سارے صحابہ ہیں	حافظ خلیل الرحمن عبدالستار سنابلی	154
38	اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر	عبدالمبین محمد جمیل سلفی	156
39	اسلام کی ترویج میں سفراء رسول کا کردار	محمد اقبال چشتی	159
40	گستاخِ رسول اور اس کا حکم	عبدالرحمن عالمگیر	165
41	عہدِ رسالت میں طبیب خواتین	ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی	168
42	سیدہ عائشہؓ کا علمی مقام اور خواتین کی علمی وابستگیاں	ام حبان	173
	اشعار		
43	اصحابِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم	مولانا ابوالمآثر حامد انصاری انجمؔ	175
44	عظمتِ صحابہ رضی اللہ عنہم	انصرؔ نیپالی	177
45	وہ اصحابِ نبی تھے کیسے	عبدالکریم شادؔ	178
46	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	علی اُویسؔ جعفری	179
47	عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ	عطاؔر حمانی رامپوری	180
48	عثمان رضی اللہ عنہ	کاشف شکیل	181
49	سیدنا علی رضی اللہ عنہ	جنید اکرم فاروقی	182
50	ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا	عطاؔر حمانی	183
51	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	عبدالغفار زاہدؔ	184

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

درس قرآن

صحابہ معیارِ ایمان وہدایت

ابن شفیع الرحمانی

''فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ'' (البقرہ:137)

ترجمہ: ''پھر اگر وہ اسی طرح ایمان لائیں، جس طرح تم ایمان لائے ہو تو وہ یقیناً ہدایت پر ہیں، اور اگر منہ موڑیں تو خلاف میں ہیں، اللہ ان سے عنقریب آپ کی کفایت کرے گا اور وہ خوب سننے اور جاننے والا ہے۔

تشریح: انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد صحابہ وصحابیات کی مقدس جماعت ہی تمام مخلوق میں سب سے افضل واعلیٰ ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین وہ نفوس قدسی ہیں جن کو خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال جہاں آرا سے اپنی آنکھیں روشن کرنے اور آپ کی مجلس نشینی کی سعادت نصیب ہوئی۔ محسن انسانیت کے فیض صحبت نے ان کے شرف انسانیت کو جیتی جاگتی تصویر بنا دیا۔ ان کا ہر فرد خشیت الٰہی، حق گوئی، ایثار، قربانی، تقویٰ، دیانت، عدل اور احسان کا پیکر جمیل تھا، انہیں دنیا میں ہی مغفرت، جنت اور رضائے خداوندی کی ضمانت دیدی گئی، اور ان سے عظمت ومحبت کا تعلق رکھنا ہر صاحب ایمان کے لئے لازمی قرار دیا گیا، اور ان کے ایمان کی طرح اپنے ایمان کو بنانے کا حکم دیا گیا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان کی گواہی اور ان پر اپنی رضا کا اظہار ہی نہیں فرمایا بلکہ انھیں معیارِ ایمان قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے: ''فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا (البقرہ:137) اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان کو معیار ہی قرار نہیں دیا بلکہ ان کے مسلک وموقف کو معیاری راستہ قرار دیتے ہوئے ان کی مخالفت کرنے والوں کو سخت ترین وعید بھی سنائی ہے۔ ''وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا'' (115:النساء) اور جو شخص باوجود راہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے بھی رسول کی مخالفت کرے اور مومنوں کے راستہ کے سوا (کسی اور راستہ) کی پیروی کرے ہم اسے اسی طرح پھیر دیں گے جس طرف وہ پھیرے گا اور ہم اسے جہنم میں ڈالیں گے وہ بری لوٹنے کی جگہ ہے۔ یہاں ''سبیل المومنین'' سے مراد اول وہلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا راستہ اور طریقہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے طریقہ سے جدا طریقہ اختیار کرنا سراسر ضلالت اور جہنم کا راستہ ہے، حدیث میں بھی گمراہی سے بچنے کا معیار یہ بیان ہوا ہے''۔ 'مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي' ''جس پر میں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اور میرے صحابہ ہیں (جامع الترمذی: 2641) آپ ﷺ نے فرمایا'' فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ'' میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو (ابوداؤد، ح:4697)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان کو نمونہ ہی نہیں قرار دیا بلکہ ان کے ایمان پر لب کشائی کرنے والوں کی منافقت و سفاہت پر مہر بھی ثبت کردی: ''وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَٰكِن لَّا يَعْلَمُونَ (البقرہ:13)'' اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ جس طرح لوگ ایمان لائے ہیں تو کہتے ہیں کیا ہم ایمان لائیں جیسے بیوقوف ایمان لائے ہیں، سن لو! بے شک وہ خود ہی بیوقوف ہیں لیکن وہ نہیں جانتے۔

سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اپنے ایک خط میں بدعتی قدری گروہ کو رسول اللہ ﷺ کی اتباع وفرمان برداری کے حکم کے ساتھ یہ بھی لکھا: ''تم اپنے لیے وہ طریقہ اختیار کرو جس کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اپنے لیے پسند کیا تھا کیونکہ وہ جس حد پر ٹھہرے علم کے ساتھ ٹھہرے اور جس چیز سے انھوں نے روکا بڑی ژرف نگاہی کی بنا پر روکا، وہی مشکل معاملات کو حل کرنے میں سب سے زیادہ دسترس رکھنے والے اور دین کے معاملے میں سب سے زیادہ فضلیت والے تھے، اگر ہدایت اس طریقہ میں تسلیم کی جائے جس پر تم ہو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ تم ہدایت میں ان سے سبقت لے گئے ہو، اور اگر تم یہ کہو کہ یہ چیزیں ان کے بعد پیدا ہوئی ہیں تو جان لو کہ ان کو ایجاد کرنے والے وہ لوگ ہیں جو ان کے راستہ پر نہیں اور اپنے آپ کو ان سے علیحدہ کرلیا ہے بے شک وہی سابقین ہیں جو دینی معاملات میں اتنا کلام کر گئے ہیں جو بالکل کافی ہے اور اتنا بیان کر گئے ہیں جو اطمینان دلانے والا ہے، پس ان کے طریقہ سے کمی وکوتاہی کرنے کی بھی گنجائش نہیں اور اس طریقہ پر اضافہ وزیادتی کا بھی کسی کو حوصلہ نہیں، بہت سے لوگ ان کے طریقہ میں کوتاہی کر کے جفا کے مرتکب ہوئے اور بہت سے لوگ ان کے طریقہ پر اضافہ کر کے غلو میں مبتلا ہو گئے جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم افراط وتفریط کے مابین صراط مستقیم پر ہیں (سنن أبی داؤد مع العون 333-334/4)

حقیقت تو یہ ہے کہ صحابہ کرام سے محبت وعقیدت کے بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت نہیں ہو سکتی اور صحابہ کرام کی پیروی کیے بغیر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا تصور محال ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام نے جس انداز میں زندگی گزاری ہے وہ عین اسلام اور اتباع سنت ہے اور ان کے ایمان کے کمال وجمال، عقیدہ کی پختگی، اعمال کی صحت واچھائی اور صلاح وتقویٰ کی عمدگی کی سند خود رب العالمین نے ان کو عطا کی ہے اور معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قولِ پاک سے اپنے جاں نثاروں کی تعریف وتوصیف اور ان کی پیروی کو ہدایت وسعادت قرار دیا ہے۔ ○○○

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

درس حدیث

صحابہ کرام: صدق وصفا کے پیکر

ڈاکٹر محمد اسلم مبارک پوری

استاد جامعہ سلفیہ (مرکزی دار العلوم) بنارس

عن أبي سعيد قال: كان بين خالد بن الوليد وبين عبد الرحمن بن عوف شيء، فسبه خالد۔ فقال رسول الله ﷺ: "لا تسبوا أحدًا من أصحابي، فإن أحدكم لو أنفق مثل أحد ذهبًا ما أدرك مُدَّ أحدهم ولا نصيفه"۔

تخریج: صحيح البخاري، كتاب فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب قول النبي ﷺ: لو كنت متخذًا خليلًا (۳۶۷۳) وصحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب تحريم سب الصحابة (۲۵۴۱)۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید (خدری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خالد بن ولید اور عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما کے درمیان کچھ اختلاف تھا۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا تو نبی ﷺ نے اس موقع سے فرمایا: میرے ساتھیوں کو برا بھلا مت کہو۔ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو وہ نہ ان کے ایک مد کے برابر ہوسکتا ہے اور نہ ہی آدھے مد کے برابر۔

تشریح: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روئے زمین کے سب سے زیادہ پاک باز، پاک طینت اور پاک صفت اور جملہ خصائل حمیدہ اور صفات ستودہ سے متصف انسان ہیں جن کے دل حقد وحسد سے مبرا، زبان صدق وصفا کی مجسم اور ذہن ودماغ محبت واخوت اور مودت ورحمت کا پیکر ہے۔ یہ وہ نفوس مطہرہ ہیں جن کو نبی اکرم ﷺ کی صحبت میسر ہوئی ہے اور زبان نبوی سے جنت کی بشارتیں سنائی گئی ہیں۔ قرآن کریم کے نزول کی کیفیت اور سیرت رسول ﷺ کے واقعات وحادثات کا بچشم خود مشاہدہ کیا ہے۔ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اللہ تعالی نے ان کی مدح سرائی کی ہے اور ان کی عظمت ومرتبے کو ایمان کا جز اور عقیدہ اسلامی کا ایک حصہ قرار دیا ہے۔ یہ وہ نفوس ہیں جو وحی الٰہی کے سب سے پہلے مخاطب تھے اور اسلام کی خاطر اپنی جانوں اور مالوں کو قربان کردیا تھا۔ شیوہ فرمانبرداری کی ایسی روشن مثال قائم کی جو رہتی دنیا کے لیے آئیڈیل اور نمونہ ہے۔

صحابہ کرام وہ کڑیاں ہیں جن کے ذریعہ ہم تک دین اسلام پہنچا ہے اور وہ سلسلے ہیں جو ہمیں نبی کریم ﷺ سے ملاتے ہیں۔ انہیں پر سنت کے عظیم ذخیروں اور نوشتوں کی بنیاد قائم ہے، اس لیے ان سے محبت کرنا، ان کی تعظیم کرنا اور ان کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لیے دعا کرنا ہم سب پر حق ہے۔ان سے بغض رکھنا، ان کو برا بھلا کہنا اور ان سے نفرت کرنا ایمان کا ضیاع اور کافروں کا شیوہ ہے اور اس ظلمت و تیرگی کی وجہ سے ہے جو کفر و نفاق کی وجہ سے راہ پاتی ہے اور ان سلسلوں کی بے حرمتی ہے جن سے ہمیں یہ مقدس دین نصیب ہوا ہے اور ان سے بغض کرنے میں اس بات کا اقرار ہے کہ دین اسلام کے چھوٹے بڑے تمام الٰہی احکام جو ہم تک ان نفوس مطہرہ کے ذریعہ پہنچے ہیں، وہ نا قابل اعتبار و اعتنا اور لائق دریا برد ہیں۔

زیر درس حدیث کا سبب ورود ایک اہم واقعہ سے تعلق رکھتا ہے۔ہوا یہ کہ ماہ شوال آٹھ ہجری میں نبی کریم ﷺ نے قبیلہ بنو جذیمہ کے پاس اسلام کی دعوت پیش کرنے کے لیے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک سریہ بھیجا ۔جب ان لوگوں کو اسلام کی دعوت پیش کی تو انہوں نے کہا کہ: صبأنا، صبأنا۔ ہم بددین ہوگئے ہم بددین ہوگئے۔

اس پر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جذبات میں آگئے اور انہیں قتل و قید کرنے کا حکم دے دیا۔ پھر ایک دن صحابہ کرام کو حکم دیا کہ جس کے پاس جو قیدی ہے اسے قتل کردے۔ مہاجرین اور انصار نے حضرت خالد کا یہ حکم ماننے سے انکار کردیا جس کی وجہ سے عبدالرحمن بن عوف اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کے مابین کچھ تو تو میں میں اور کہاسنی ہوگئی۔ جب یہ سریہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں واپس آیا تو انہیں اس کی خبر دی اور پورے واقعہ کو نبی اکرم ﷺ کے سامنے پیش کیا۔ اس موقع سے خاتم الانبیاء ﷺ نے اپنے ساتھیوں کی عظمت و منقبت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: **لا تسبوا أحدًا من أصحابي؛ فإن أحدكم لو أنفق مثل أحد ذهبًا ما أدرك مُدَّ أحدهم ولا نصيفه**۔ میرے اصحاب (ساتھیوں) کو برا بھلا مت کہو۔ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو وہ نہ ان کے ایک مد کے برابر ہوسکتا ہے اور نہ ہی آدھے مد کے برابر۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ہمیں صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلائے اور ان لوگوں کی اصلاح کرے جو ان کے بارے میں بے ہودہ خیالات و افکار رکھتے ہیں اور ان کی ثقاہت و عدالت پر زبان درازی کرتے ہیں۔ اے اللہ! تو ہمیں ان میں سے نہ بنا۔ ہمیں ان لوگوں میں بنا جو تیرے صحابہ کی عزت و تکریم کرتے ہیں اور ان کا دفاع کرتے ہیں، آمین۔

ooo

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

An All India Regd. Leading organization estd. 1906

مرکزی جمعیۃ أهل حدیث ھند

جمعیۃ أهل الحدیث المرکزیۃ لعموم الهند

MARKAZI JAMIAT AHL-E-HADEES HIND

Ref. No. 1733/MJA/19 Dated. 13/11/19

گرامی قدر جناب مولانا جلال الدین فیضی صاحب حفظہ اللہ
صدر مدرسہ رحمانیہ گوونڈی، ممبئی و سرپرست ماہنامہ الاتحاد، ممبئی
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
امید ہے کہ آپ بخیر وعافیت ہوں گے۔

آپ کا مکتوب موصول ہوا۔ یہ جان کر بڑی خوشی ہوئی کہ مدرسہ رحمانیہ گوونڈی ممبئی کا ترجمان ماہنامہ ''الاتحاد'' ممبئی اپنا خصوصی شمارہ ''صحابہ نمبر'' شائع کرنے جا رہا ہے جس کے لیے آپ حضرات دلی مبارکباد کے مستحق ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ یہ خصوصی شمارہ بھی دیگر خصوصی شماروں کی طرح ظاہری ومعنوی خصوصیات سے آراستہ ہو کر منصۂ شہود پر آئے گا اور اس سے قوم وملت، جماعت اور انسانیت رہنمائی حاصل کرے گی۔ ان شاء اللہ۔ آپ نے مجھ ناچیز سے اس خصوصی شمارہ کے لیے تاثرات لکھنے کی گزارش کی ہے۔ میں اس میں شریک ہونا اپنی سعادت سمجھتا ہوں اور موضوع اور مکان کی اہمیت مجھے اس سلسلہ میں بہت کچھ لکھنے پر آمادہ کر رہی ہے لیکن وقت اور صفحات کی تنگ دامانی اور سفر میں ہونے کی وجہ سے چند سطور پر اکتفا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے متعلق احساسات وجذبات اور محبت کو دنیا میں کامیابی اور آخرت کا توشہ بنائے۔ آمین

اس میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد سب سے بہترین مخلوق تھے۔ صداقت وولایت ان کی بلائیں لیتی تھیں۔ عظمت وعدالت ان کے قدم چومتی تھیں۔ روئے زمین کے سب سے بڑے متقی وپارسا تھے۔ قول کے سچے اور بات کے پکے تھے۔ سادگی وصفائے قلب، سنجیدگی ومتانت، رسوخ علم وبصیرت، عظیم نقہ وفراست اور اعلیٰ اخلاق وکردار ان کا امتیازی وصف تھا۔ سجدوں کے نشانات ان کی پہچان تھی، حلقہ یاراں میں بریشم کی طرح نرم تھے اور حق وباطل کے معرکوں میں فولادی عزم وہمت اور شجاعت کا مظاہرہ کرتے تھے۔ تصنع وتکلفات ان کو چھو کر بھی نہیں گزری تھی۔ وہ خلق الٰہی پر سب سے زیادہ مہربان، ان کے حقوق کے پاسبان اور وارث نبی سید الاخیار صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ انہوں نے قلیل مدت میں زمین کے بہت سے حصوں کو گرچہ مسخر کر لیا لیکن قلوب واذہان کو بھی سب سے پہلے زیادہ سے زیادہ فتح کیا۔ ان کے انمٹ نقوش اور انسانیت نواز اثرات ساری دنیا میں محسوس کیے گئے اور تا قیامت اس رعیل اول کے ثمرات وبرکات سے دنیا مستفیض ہوتی رہے گی۔ وہ امن وشانتی کے علمبردار اور انسانیت کے بہی خواہ تھے اور ان کی پارسائی، ستودہ صفاتی، اخلاص وسپردگی کے باوصف اللہ رب العزت نے ان کو ''رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ'' کا تمغہ امتیاز عطا فرمایا۔ آج بھی امت ان نفوس قدسیہ کے نقوش تابندہ کی پیروی کر کے دنیا وآخرت کی سعادت وکامرانی سے ہمکنار ہو سکتی ہے۔

امید ہے کہ یہ خصوصی شمارہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی حیات طیبہ کا حسین البم اور گلدستہ ہی نہیں بلکہ ایک عظیم آئینہ خانہ ثابت ہوگا، جس میں دیکھ کر لوگ ہر زمانے اور ہر ماحول میں اپنے ایمان واعمال اور اخلاق وکردار کو سنوارنے اور دنیا وآخرت کو بنانے کی کوشش کریں گے اس ایمانی وروحانی کاوش وکوشش کے لیے مدرسہ کے تمام ذمہ داران واساتذہ اور طلبہ کو ایک بار پھر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ ادارہ تعمیر وترقی کی جس کامیاب راہ پر گامزن ہے اور جس کا مشاہدہ میں کرتا رہتا ہوں اس میں ترقی کی ساری راہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل خاص سے مزید کھول دیں۔

ایں دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خادم جماعت

اصغر علی امام مہدی سلفی
امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

Ahle Hadees Manzil 4116, Urdu Bazar, Jama Masjid, Delhi-110006
Ph: 011-23273407, Fax: 011-23246613 Ahlehadees Complex Ph: 011-26946205
Website: www.ahlehadees.org, Email: jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

DARUS SAQAFAH (TRUST)
दारुस्सक़ाफ़ह (ट्रस्ट)
دار الثقافۃ (ٹرسٹ)

Ref. DS/05/19 Date 11-11-2019

تہنیتی پیغام

اسلام کے "رعیل اول" صحابہ کرام تاریخ کی زینت ہیں، انسانی تاریخ میں انبیاء و رسل کے بعد ان سے زیادہ باعظمت اور پاکیزہ سیرت افراد کا وجود عنقا ہے۔ تربیت نبوی نے جاہلیت کے ان سورماؤں کو تاریخ کی نادرۂ روزگار شخصیتوں میں تبدیل کر دیا، ان کی محبت "دین، ایمان اور احسان" ہے، ان سے بغض "کفر، نفاق اور طغیان" ہے۔ جو ان کی تنقیص کرے وہ زندیق ہے، کیوں کہ کتاب وسنت کے وہی اولین حاملین ہیں، انھیں وہ مجروح کر کے دونوں کو ساقط الاعتبار کرنا چاہتے ہیں، لہٰذا جارحیں خود قابل جرح اور زنادقہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں ان کی بےلوث خدمات کے صلے میں (رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ) کی سند عنایت کی ہے، جو خالق کی طرف سے اپنے بندے کے لیے سب سے اعلیٰ و افضل سند ہے۔

یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دارو رسن کہاں

اس تناظر میں "عظمت صحابہ نمبر" کی اشاعت وقت کی ضرورت ہے، تا کہ ایک طرف لوگ ان کی قربانیوں سے آگاہ ہوں تو دوسری طرف ان کے خلاف ان منافقین کی ریشہ دوانیوں کو سمجھیں، جن کا مذہب ہی ان کی توہین وتحقیر پر قائم ہے۔ لہٰذا اپنے جرائد و مجلات میں ان کے حق میں مضامین اور ان پر خصوصی اشاعات کے ذریعہ ان کو خراج عقیدت پیش کرنا دینی غیرت کا جزء لاینفک ہے۔

ع خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

قابل مبارکباد ہیں ماہنامہ "الاتحاد" ممبئی کے ذمہ داران جنھوں نے "عظمت صحابہ نمبر" کی اشاعت کا فیصلہ کیا۔ اور نہایت بابرکت ہے ان کا یہ اقدام (فلیتنافس المتنافسون)

صلاح الدین مقبول احمد
(صدر "دار الثقافہ للبحوث و الدرسات" نئی دہلی)

شاہین باغ - نئی دہلی
۲۰۱۹/۱۱/۱۱ء

F-41, Graund Floor, KH No.: 774/388, Shaheen Bagh, Abul Fazl Enclave-II, Jamia Nagar, Okhla, New Delhi-110025
Ph.: 011-26940804 | E-mail: darussaqafah@gmail.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

بسم اللہ الرحمن الرحیم
توحید اتباع تزکیہ
صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی
SUBAI JAMIAT AHLE HADEES, MUMBAI
REG NO E / 20719 / MUMBAI

Ref. No S.J.A.H. 5530/19 Date 17/11/2019

الحمدلله رب العالمين. والصلوة والسلام على رسوله النبي الكريم. وعلى اله و صحبه أجمعين. ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين. أمابعد :

یہ سن کر بڑی مسرت ہوئی کہ ماہنامہ الاتحاد ممبئی عظمت صحابہ پر عنقریب ایک گراں قدر نمبر شائع کر رہا ہے۔ آج اجتماعی انداز میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خلاف طوفان بدتمیزی بپا ہے، ان کی عدالت و ثقاہت کو مجروح کرنے کی کوششیں ہو رہی ہیں، لہٰذا اس خاص نمبر کی اشاعت وقت کا اہم ترین تقاضا تھا۔ کیونکہ اسلام کا اولین کاروان حق صحابہ کرام ہیں، وحی الٰہی کے اولین مخاطب اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت یافتہ یہی وہ نفوس قدسیہ ہیں جن کی فضیلت و منقبت، تقویٰ و طہارت اور ایثار و قربانی کے تذکرے نصوص کتاب و سنت میں بکھرے پڑے ہیں۔ یہی وہ جماعت ہے جس کے مقام و مرتبہ کو بعد کے لوگ کبھی نہیں پہنچ سکتے، ان کا اللہ کی راہ میں خرچ کیے ہوئے ایک مد کا مقابلہ احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کر کے بھی نہیں کیا جاسکتا۔ غیر صحابی کے چالیس سالوں کی عبادت ایک صحابی کے لمحہ بھر کی عبادت کے مقابلے میں ہیچ ہے۔ یہی معیار ایمان، معیار صداقت، معیار اطاعت اور معیار عبادت ہیں۔ اللہ نے ان کو اپنے نبی اور امت کے درمیان واسطہ بنایا ہے اور اللہ نے ان کا دفاع کیا ہے اور ان کے لئے کافی ہونے کا اعلان کیا ہے۔

يا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ (64:8 الأنفال)

ان سب سے اہم بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے اپنی رضامندی کا صراحت کے ساتھ اعلان کر دیا ہے۔ رضی اللہ عنہم۔ غرضیکہ ان کے فضائل و مناقب کا شمار نہیں ؎ سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لئے۔

اس مقدس جماعت کا تذکرہ اور اس کا دفاع کتاب و سنت، سلف صالحین اور ان کے سچے متبعین کی خالص پیروی ہے۔ حقیقی اہل سنت اہل حدیث کا ہر دور میں یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ صحابہ کے مقام و منصب کا علم بلند کرتے رہے ہیں اور اسے دینی و ایمانی فریضہ سمجھتے ہیں۔ ان کی توہین و گستاخی کو کفر، نفاق اور زندیقیت قرار دیتے ہیں۔ ماہنامہ الاتحاد کا عظمت صحابہ نمبر اسی سلسلہ کا مبارک امتداد ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مجلہ کے سرپرست مولانا جلال الدین صاحب فیضی اور اس کے جواں سال فاضل ایڈیٹران مولانا ہلال ہدایت، کاشف شکیل اور ان کی پوری ٹیم کے اس اہم غیرت مندانہ اقدام کو قبول فرمائے اور جزائے خیر دے۔ مجھے امید ہے کہ یہ خصوصی نمبر عظمت صحابہ کے اہم پہلوؤں پر ایک دستاویز ہوگا۔ اللہ تعالیٰ عظمت صحابہ میں کسی بھی قسم کی کوتاہی سے امت کی حفاظت فرمائے اور ہمیں انہی کے نقش قدم کا پیروکار بنائے۔

وصلى الله على نبينا محمد وبارك وسلم

خادم جماعت و جمعیت
عبدالسلام سلفی
(صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی)

SUBAI JAMIAT AHLEHADEES, MUMBAI
جمعیت اہل حدیث بالاتہامی
14/15, Chunawala Compound, Opp. Best Bus Depot, L.B.S. Marg, Kurla (W), Mumbai 400070.

۱۹ ربیع الاول ۱۴۴۱ھ
۱۷ نومبر ۲۰۱۹ء

14/15, Chunawala Compound, Opp. BEST Bus Depot, L.B.S Marg, Kurla (W)., Mumbai 400 070.
Tel.: 2652 0077 • Fax : 2652 0066 • email : ahlehadeesmumbai@gmail.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

B.P.T.REGD.NO. F10874/BOM/85 — SOCIETY REGN.NO. BOM / 803 / 85 G. B. B. S. D.

MADARSA RAHMANIA
Jamiat Ahlehadees Educational Society
Kamlaraman Nagar, Baiganwadi, Highway Road,
Govandi, Mumbai-400043.

Estd. 1979

مدرسہ رحمانیہ
جمعیت اہل حدیث ایجوکیشنل سوسائٹی
کملارامن نگر، بیگن واڑی، ہائی وے روڈ گوونڈی، ممبئی۔۴۳

15-11-2019

تہنیت وتبریک

الحمد للہ رب العالمین و الصلاۃ والسلام علی رسولہ الکریم امابعد!

ماہنامہ الاتحاد ممبئی مدرسہ رحمانیہ گوونڈی ممبئی سے الحمد للہ گزشتہ سات سالوں سے حتی الامکان پابندی سے بغیر کسی سرمایہ کے آپ احباب کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں، جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ یہ ادارہ ایسے علاقے میں واقع ہے جہاں زیادہ تر مزدور پیشہ، غریب لوگ رہتے ہیں۔ یہ محض اللہ کا فضل واحسان ہے کہ گزشتہ ۳۸ سالوں سے ادارہ اپنی بے سروسامانی کے ساتھ رواں دواں ہے۔ [illegible] بچے تعلیم حاصل کررہے ہیں نیز یہاں ہوسٹل میں مقیم طلباء کی تعداد 140 ہے جن کی کفالت مدرسہ کررہا ہے۔ اسی طرح چیریٹیبل [illegible] کے ذریعہ کم قیمت پر صرف دس روپیے میں علاج کیا جاتا ہے، جس سے یومیہ کم وبیش 400 لوگ استفادہ کررہے ہیں۔ اب [illegible] کے ذریعہ ایک انگلش اسکول کا قیام بھی عمل میں آچکا ہے جس میں ایک سو زیادہ بچے تعلیم حاصل کررہے ہیں، اسی طرح کھڑولی ضلع تھانے میں ایک صاحب نے بارہ گنٹھہ زمین مدرسہ کو وقف کیا ہے جہاں ایک نئی مسجد کا قیام عمل میں آچکا ہے اور باقی جگہ پر ان شاء اللہ ایک عصری ادارہ قائم کرنے کا عزم ہے۔

الاتحاد کا یہ خصوصی **"عظمت صحابہ نمبر"** آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس سے پہلے اللہ کے فضل وکرم سے **"علامہ محمد اسحاق بھٹی نمبر"** شائع ہوچکا ہے جس کی کافی پزیرائی ہوئی۔ اس عظمت صحابہ نمبر میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کارنامے، ان کی عظمت ورفعت، شان وشوکت، ان کی سادگی، ان کی ایمانداری، آپسی میل جول، عفو ودرگذر، شجاعت وبہادری، اللہ کے رسول ﷺ سے بے لوث محبت کا زبردست اظہار، حق وباطل تک کے بیچ بے مثال نمونے پیش کیا گیا ہے۔ وہ پاکباز ہستیاں صرف زبان کے گفتار نہیں بلکہ کردار کے غازی تھے۔ آپس میں نرم دل اور غیروں کے لیے چٹان تھے۔ جن کی بدولت ہمیں اسلام نصیب ہوا، اسلام کے لیے انہوں نے گھر بار چھوڑا اور دنیا کو دکھا دیا کہ اللہ ورسول ﷺ کے فرمان کے آگے ہم کسی کو نہیں مانتے۔ اللہ کے رسول ﷺ کے منادی نے آواز دی کہ جہاد کے لیے چلو جنت واجب ہوجائے گی ایک صحابی کھجور کھا رہے ہیں اس کو پھینک دیتے ہیں کہ کہیں جنت ہاتھ سے نکل نہ جائے، شب عروس میں بھی جہاد کی آواز کان میں پڑی نئی نویلی دولہن کو چھوڑ کر میدان کارزار میں کود جاتے ہیں۔ انہوں نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی [illegible] کے قدموں میں [illegible] اس لیے ایسی پاکباز ہستیوں کو اللہ نے بعد والوں کے لیے نمونہ بنا دیا۔

قابل مبارکباد ہیں مولانا بلال ہدایت سلفی، مولانا فیض الرحمن رحمانی اور مولانا کاشف شکیل سلفی، عبد الاول، عبد الباقی صاحب اور سب سے زیادہ جماعت کے ہمدرد و مدرسہ رحمانیہ کے صدر جناب عبد الکریم بھائی لکڑاوالے اور تمام اساتذہ مدرسہ رحمانیہ۔ ساتھ ہی ہم شکرگزار ہیں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر شیخ اصغر علی امام مہدی سلفی صاحب، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے سرپرست شیخ صلاح الدین مقبول احمد مدنی صاحب، صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے امیر شیخ عبد السلام سلفی صاحب، ایڈیٹر ماہنامہ امن کا پیغام ممبئی شیخ محمد خلیل نسیم صدیقی صاحب، شیخ عبد الجلیل مکی صاحب، عبد الکریم شاد صاحب کا جنہوں نے اپنے قیمتی تاثرات سے ماہنامہ الاتحاد کی عزت افزائی کی، اسی طرح ان تمام موقر مضمون نگاران کا جنہوں نے قیمتی [illegible] پیش کیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاص کی توفیق عطا فرمائے، اس ادارہ کو ترقی عطا فرمائے اور ہماری اس حقیر کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین

○○○

جلال الدین فیضی
سرپرست ماہنامہ الاتحاد ممبئی و جنرل سکریٹری جامع مسجد اہل حدیث
ومدرسہ رحمانیہ کملارامن نگر بیگن واڑی گوونڈی ممبئی 43-

جلال الدین فیضی
MADRASA. RAHMANIA
JAMIAT AHLEHADEES EDUCATION SOCIETY
Kamla Raman Nagar, Baiganwadi,
Highway Road, Govandi, Mumbai-43.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

پیغام

عبدالجلیل انصاری مکی

نائب ناظم صوبائی جمعیت اہلِ حدیث ممبئی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ممبئی کے مضافاتی حلقہ گوونڈی میں ہائیوے سے متصل مدرسہ رحمانیہ اپنی تعلیمی ودعوتی سرگرمیوں میں عرصہ سے بے سروسامانی کے باوجود اپنی بہترین خدمات کے لئے جانا پہچانا ادارہ ہے۔ اسی ادارہ سے ایک مجلہ "الاتحاد" کے نام سے بہترین طباعت اور عمدہ کاغذ پر معیاری مضامین کے ساتھ معینہ وقت پر شائع ہونا یہ محض اللہ کے فضل وکرم اور مدیر محترم مولانا ہلال ہدایت سلفی اور اس کے روح رواں مولانا جلال الدین فیضی صاحب کی مخلصانہ جدوجہد کا نتیجہ ہے۔

اور حالیہ ماہنامہ الاتحاد کا اپنا خصوصی شمارہ "**عظمت صحابہ نمبر**" شائع کررہا ہے، جس کے لیے ادارہ کو دل کی عمیق گہرائیوں سے مبارکباد، اللہ تعالی اس ادارہ کو مزید پروان چڑھائے۔ اور ترقی کی آخری منزل تک پہونچائے۔

ایں دعا از من واز جہاں آمین آباد

دعا گو: عبدالجلیل انصاری۔ مومن پورہ۔ ممبئی 11

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پیغام

محمد خلیل نسیم صدیقی

ایڈیٹر امن کا پیغام، ممبئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بہت بہت مبارک ہو ماہنامہ 'الاتحاد' ممبئی کے ایڈیٹر میرے عزیز ہلال ہدایت سلفی کو آپ ان باذوق اور اولوالعزم جوانوں میں سے ہیں جو ملت اور اہل علم وسماج کو اپنے مؤقر رسالہ کے ذریعہ موقع بہ موقع اہم مضامین سے مستفید کرتے رہتے ہیں۔اس مرتبہ خصوصی ضمیمہ ''عظمت صحابہ نمبر'' کے تعلق سے جو شائع کر رہے ہیں، وہ قابل تعریف ہے۔

ہماری جانب سے آپ کے تمام رفقاء اور منتظمین کو تہہ دل سے مبارکباد۔اللہ سے دعا ہے کہ آپ سبھی کی سعی بلیغ کو شرف قبولیت سے نوازے اور آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ ثابت ہو۔

آپ کا اپنا محمد خلیل نسیم صدیقی

ایڈیٹر امن کا پیغام، ممبئی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

عظمتِ صحابہ نمبر پر مبارک باد

عبدالکریم شاؔد

پیش کرتا ہوں مبارک باد ان ارکان کو
جو عیاں کرتے ہیں اصحابِ نبی کی شان کو

یہ مجلہ اس طرح سے قابل تعریف ہے
اس میں اصحابِ نبی کی عظمت وتوصیف ہے

یہ صدائے حق پہنچنی چاہیے ہر کان تک
روشنی یہ پھیل جائے ہند سے ایران تک

سب صحابہ جنتی ہیں قابل تعظیم ہیں
جن کا یہ ایمان ہے وہ لائق تکریم ہیں

جان ودل سے ہم صحابہ پر فدا ہو جائیں گے
ان کی ناموس وفضیلت کی ردا ہو جائیں گے

وہ جنھوں نے مصطفیٰ کے ساتھ مل کر عید کی
ان کی بابت کوئی گنجائش کہاں تنقید کی

ہر مسلماں کے لیے معیار ہے ان کی روش
دیکھ لیجے آئنہ بردار ہے ان کی روش

مسجد نبوی میں جن کی پرورش ہوتی رہی
جن کے احسانات سے ہم کو ملی ہے آگہی

ان پہ جو انگلی اٹھاتے ہیں ذلیل وخوار ہیں
منکر قرآن ہیں اور قلب کے بیمار ہیں

اے صحابہ کی جماعت! آپ پر لاکھوں سلام
آپ کے حصے میں آئی صحبتِ خیر الانام

یا الٰہی! کام یابی سے ہمیں تو شاؔد کر
دشمنوں کی سازشوں کو ہر طرح برباد کر

OOO

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اداریہ

الصحابة كلهم عدول

مدیر

محرم الحرام کا مہینہ شروع ہوتے ہی مسلمانوں میں ایک نام نہاد فرقہ اہل بیت اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام پر سامنے آجاتا ہے اور چند صحابہ کرام کو چھوڑ کر تمام کو مطعون گردانتا ہے، امہات المومنین کو گالی دیتا ہے، یہ فرقہ خود کو شیعان علی کہتا ہے تاہم ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تعلیم کا کوئی بھی عنصر نہیں پایا جاتا ہے۔ اسی طرح کچھ اہلسنت کا دم بھرنے والے رافضیت زدہ لوگ حب اہل بیت اور خلافت وملوکیت کے حوالے سے صحابہ کرام پر انگلی اٹھانے کی جسارت کرتے ہیں، صحابہ کو افضل مفضول کی فہرست میں رکھ کر مطعون کرنے کی سعی نامسعود کرتے ہیں، خلفائے راشدین اور عمر بن عبد العزیزؒ کے درمیان کی حکومت کو مطعون کرتے ہیں جس میں حب علی کے نام پر بغض معاویہؓ کا کھل کر اظہار کرتے ہیں۔ اہل بیت اور دیگر اصحاب رسول کے درمیان حد فاصل قائم کر کے اہل بیت سے محبت کا دم بھرتے ہیں اور امیر معاویہؓ سے محبت کو یا ان کو برا بھلا نہ کہنے والے کو ناصبی کہتے ہیں جو کہ خود صحابہ کرام اور اہل بیت کے عمل کے خلاف ہے۔ حب اہل بیت اور حب علی میں اس درجہ کجی کا شکار ہو چکے ہیں، سب سے مقدس اور عظیم ہستیوں پر لعن طعن کرتے ہیں۔ پچھلے کچھ سالوں سے خود کو حسنی کا دعویٰ کرنے والا ایک بپھرا ہوا شخص جونہی محرم کا آغاز ہوتا ہے رافضیوں کے سُر میں سُر ملا کر ایسے بکواس کرتا ہے جیسے اس دور میں موجود رہا ہو، متفق علیہ صحابی کی تعریف کو نا مانتے ہوئے خود سے صحابی کی تعریف وضع کر کے کہتا ہے "صحابی وہ ہے جو اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ سال دو سال رہا ہو یا کم سے کم ایک دو غزوہ میں شریک رہا ہے۔ وہ صحابی کیسے ہو سکتا ہے جس نے حج کے دوران یا کسی مجلس میں دور سے نبی کا دیدار کیا ہو" اور مصطلحین ومحدثین کی اصطلاح کو نہیں مانتا۔ حالانکہ درست اور متفق علیہ تعریف یہ ہے: "صحابی وہ شخص ہے جس نے بحالتِ ایمان نبی ﷺ سے ملاقات کی ہو اور اسلام کی حالت میں وفات پائی ہو، گرچہ درمیان میں مرتد ہو گیا ہو"۔

یہ شخص شیخین کو غاصب کہتا ہے۔ شہادت عثمانؓ پر انگلی اٹھاتا ہے اور کہتا ہے کہ انہوں نے دباؤ میں آکر کچھ ایسے فیصلے کیے جس کی بنیاد پر انقلاب آیا۔ حضرت عائشہ، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم پر جنگ جمل برپا کرنے کی تہمت لگاتا ہے، عدالت صحابہ پر شک کا اظہار کرتا ہے۔ یہاں تک کہا کہ جب صحابہ میں سے بعض مرتد ہو سکتے ہیں یا کبائر کا ارتکاب کر سکتے ہیں تو پھر دوسرے گناہ کا ارتکاب کیوں نہیں کر سکتے ہیں، قرآن نے تو انہیں معصوم عن الخطا نہیں کہا ہے، صحابہ کو صرف روایت حدیث کے سلسلے میں عادل مانا جائے گا۔ یہ اور اس جیسے متعدد الزامات لگا کر صحابہ کرام کو طعن وتشنیع کا نشانہ بناتا ہے۔ بزعم خویش کہتا ہے کہ اللہ نے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مجھے زبان اور قلم کی طاقت دی ہے، میں حق بات کہوں گا، گرچہ اب وحی کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے لیکن قرآنی آیات میں حق کہنے کا حکم دیا گیا ہے اور میں حق بات کہوں گا۔ حالانکہ اگر دیکھا جائے تو جب اس نے قرآن کے نزولی ترتیب کا انکار کیا، اس ترتیب کا انکار کیا جس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کی موجودگی میں کاتبین وحی سے درست کروا کے امت مسلمہ پر عظیم احسان کیا ہے۔ اور خود قرآن کی ترتیب وضع کر کے امت میں افتراق وانتشار پیدا کرتا ہے۔ اب بھلا بتائیں کہ جو شخص بغض صحابہ میں اس درجہ پہنچ جائے کہ خلفائے راشدین اور امت کے ناقلین وحی ورسالت پر چھینٹا کشی کرے، بعض صحابہ پر تبراء بازی کرے تو اس کو کیا کہا جائے گا سوائے اس کے کہ اس کے ایمان کی خیر منائی جائے۔ حالانکہ اہل سنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام سب کے سب عادل ہیں، حب علی اور حب اہل بیت دراصل حب صحابہ ہی کے زمرے میں ہے، کسی بھی صحابی کو طعن وتشنیع کا نشانہ بنانا اہل سنت کے عقیدے کے خلاف ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''خیر النَّاسِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ'' (بخاری، ح: 2458) لوگوں میں سب سے بہترین میرے زمانہ والے ہیں؛ پھر وہ جو ان کے بعد ہیں، پھر وہ جو ان کے بعد ہیں۔ صحابہ کرام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تم کو ایمان کی محبت عطا فرمائی اور ایمان کو تمہارے دلوں میں مرغوب کر دیا، کفر وفسق (گناہِ کبیرہ) عصیان (گناہِ صغیرہ) سے تم کو نفرت عطا کی، ایسے ہی لوگ اللہ کے فضل وانعام سے راہِ راست پر ہیں''۔ (الحجرات: 7) دوسری جگہ کہا: ''ان لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور ان کو اپنے فیضِ غیب سے مضبوطی عطا فرمائی''۔ (المجادلہ: 22) فیصلہ آپ ہی کریں کہ جن کی غیبی مدد اللہ کر رہا ہے اور خود انکے ایمان کی گواہی دیکر آنے والوں کے لیے مشعلِ راہ اور نمونہ بنایا ہو، ان کا کیا مقام ومرتبہ ہے۔ کیا تبراء بازی سے ان کا کچھ نقصان کر سکتے ہیں۔

ادارہ ماہنامہ الاتحاد ممبئی نے فیصلہ کیا کہ وہ ''**عظمتِ صحابہ نمبر**'' شائع کر کے صحابہ کے حوالے سے اہل سنت والجماعت کے موقف کو واضح کرے اور قرآن واحادیث کے ناقلین کی عظمت ورفعت کو عیاں کرے۔ دراصل یہی چیز اس نمبر کا محرک ہے۔ الحمد للہ بہت حد تک ہم اس مشن میں کامیاب ہوئے، یہ خصوصی شمارہ آپ کے ہاتھوں میں ہے، آپ فیصلہ کریں کہ ہم اپنی کوشش میں کہاں تک پہنچے۔ ہم شکر گزار ہیں ان تمام دوست احباب اور اپنے مؤقر مضمون نگاران کے جنہوں نے اسلام کے خلاف ہونے والی ہرزہ سرائی پر قلم اٹھائی اور بیک آواز ہو کر ان کے خلاف سینہ سپر ہوئے۔ ہم ممنون ومشکور ہیں اپنے معزز تاثرات لکھنے والے اعیان جماعت وجمعیت کے جنہوں نے اپنے قیمتی مشوروں اور ہمت افزاء کلمات سے نوازا۔

اللہ ہمیں انھیں نفوس قدسیہ کے دفاع کے صدقے جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

ooo

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جوائنٹ اداریہ

نبی پر تھی قربان جانِ صحابہ

کاشف شکیل (نائب مدیر)

انبیاء کرام کے بعد سب سے برگزیدہ جماعت صحابہ کی جماعت ہے۔ یہ اپنے اقوال و اعمال سے دین کو ہم تک پہنچانے والے ہیں یہ اللہ کا انتخاب اور آفتاب رسالت سے روشنی حاصل کرنے والے ماہتاب ہیں۔ جو چیز جنت میں جانے کے بعد سب سے بڑے انعام کے طور پر اہل جنت کو ملے گی وہ اللہ نے صحابہ کو دنیا ہی میں عطا فرما دی۔ قرآن میں رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کہہ کر ہر صحابی سے اپنی رضامندی کا اعلان کر دیا۔ صحابہ کرام راہ خدا کے سپاہی اور مصطفی کے فدائی تھے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب کفار قریش کے ایلچی عروہ بن مسعود ثقفی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کے تعلق خاطر کا منظر دیکھا تو بے ساختہ پکار اٹھا کہ اے میری قوم کے لوگو! میں نے ایران وروم جیسی عظیم سلطنتوں کے فرمانرواؤں کو دیکھا، حبشہ کے بادشاہ سے ملاقات کی لیکن بخدا قیصر و کسریٰ اور نجاشی کی اس کے ساتھی اتنی تعظیم و توقیر نہیں کرتے جتنی محمد کے ساتھی محمد کی کرتے ہیں۔ خدا کی قسم وہ کھنکار بھی تھوکتے ہیں تو کسی نہ کسی کے ہاتھ پر پڑتا ہے اور وہ شخص اسے اپنے چہرے اور جسم پر مل لیتا ہے۔ جب وہ کوئی حکم دیتے ہیں تو صحابہ اس کی بجا آوری کے لئے دوڑ پڑتے ہیں۔ جب وہ وضو کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ لوگ وضو کے پانی کے لیے لڑ پڑیں گے۔ جب وہ بولتے ہیں تو صحابہ یوں گوش بر آواز ہو جاتے ہیں گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔ وہ کبھی بھی اپنی آواز اپنے پیغمبر کی آواز سے بلند نہیں کرتے اور فرط تعظیم کے سبب آپ کو بھرپور نظر سے نہیں دیکھتے۔

صحابہ عظمتوں کا عنوان اور احترام کا موضوع ہیں۔ ہر دھوپ چھاؤں میں انہوں نے نبی کا ساتھ دیا۔ مکہ میں کفار کا مشق ستم بنے، گھر بار چھوڑ کر ہجرت کی، غزوات میں جاں فروشی کے ساتھ لڑے ہر مصیبت برداشت کی مگر پائے ثبات میں ذرا بھی لغزش نہ آئی بلکہ ایمان میں اضافہ ہی ہوا: "فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ" (آل عمران: 146) یعنی جو مصیبتیں ان پر راہِ خدا میں واقع ہوئیں ان کے سبب انہوں نے نہ تو ہمت ہاری اور نہ بزدلی کی نہ (کافروں سے) دبے اور اللہ استقلال رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ صحابہ کرام کی قربانیوں کا ایک لمبا سلسلہ ہے، ان کی زندگی کا ہر لمحہ رسول اللہ کے لئے جانثاری کا ایک باب ہے، کبھی بلال کے پسینہ سے تر ہونے والی مکہ کی گرم ریت نظر آتی ہے تو کبھی سیدنا ابو سلمہ کا گھر بار، بیوی، لخت جگر اور ساری آسائشیں چھوڑ کر عازم مدینۃ الرسول ہونا۔ ہر طرف ایک داستان ہے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خلوص ووفا کی، ایثاروقربانی کی، بےلوثی وسرفروشی کی۔ صحابہ توصحابہ صحابیات نے فدائیت کا جونمونہ پیش کیا تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ جب جنگ احد میں یہ افواہ پھیلی کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہوگئے تو مدینہ کی عورتیں گھبراہٹ کے عالم میں گھروں سے نکل کر رستے پر کھڑی ہوگئی اور بے تابی سے ادھرادھر دیکھتیں کہ کوئی اس طرف سے آتا دکھائی دے اوراس سے رسول اللہ ﷺ کے احوال دریافت کریں۔ ایک انصاریہ کوایک شخص احد سے واپس آتا دکھائی دیا تواس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھا، اس شخص نے صحابیہ کے سوال کا کوئی جواب نہ دیا لیکن یہ کہا کہ جنگ میں تمہارا باپ شہید ہوگیا ہے۔ صحابیہ نے کہا کہ مجھے میرے باپ کے بارے میں نہیں بلکہ رسول اللہ کے بارے میں بتاؤ۔ رسول اللہ کیسے ہیں؟ اس آدمی نے کہا کہ اس غزوے میں تمہارا بھائی بھی مارا گیا۔ صحابیہ نے تڑپ کر کہا کہ مجھے میرے بھائی کے بارے میں بتانے سے پہلے رسول اللہ کے حال کی خبر دو۔ اس آدمی نے کہا کہ رزم حق وباطل میں تمہارا سہاگ بھی اجڑ چکا۔ عورت نے کہا کہ صبر کا امتحان مت لو، بس مجھے میرے محبوب حقیقی، میرے پیغمبر کی خیریت سے آگاہ کرو، مجھے اللہ کے فرستادے کی عافیت مطلوب ہے۔ اس کے بعد جب اس نے رسول اکرم کو صحیح سلامت واپس ہوتے دیکھا تو اطمینان کا سانس لیا اور بے اختیار کہہ اٹھی ''کل مصیبة بعدک جلل یارسول اللہ'' اے اللہ کے رسول اگر آپ سلامت ہیں تو دنیا بھر کی ساری مصیبتیں ہیچ ہیں۔

مقام افسوس ہے کہ جن سے عرش والا راضی ہوا ان سے کچھ نام نہاد مسلمان نالاں ہیں۔ جن کو اللہ نے معافی کا پروانہ دیا روافض ان کا گریبان چاک کرنے پر آمادہ ہیں۔ جن کے دلوں کو اللہ نے جھانک کر دیکھا اوران کے گزشتہ اور آئندہ کے سارے گناہوں کی معافی دے دی یہ نیم رافضی ان کو خاطی اور باغی قرار دے رہے ہیں۔ جن سے اللہ نے بھلائی (جنت) کا وعدہ کیا ہے یہ بے ضمیر لوگ ان کے بارے میں براسوچتے ہیں۔ جنہوں نے اپنا لہو نچوڑ کر شجر اسلام کو سیراب کیا وہ رافضیوں اور نیم رافضیوں کے لیے ہدف تنقید بنے ہوئے ہیں۔ ایسے میں ضرورت تھی کہ شاتمین صحابہ کا نوٹس لیا جائے اوران کے اعتراضات کا عقل وشرع سے جواب دیا جائے اور مقام صحابہ کو واضح کیا جائے۔ ماہنامہ الاتحاد کا ''**عظمتِ صحابہ نمبر**'' اسی سلسلے کی ایک کوشش ہے۔ اللہ اسے قبول فرمائے۔ آمین۔ یہ خصوصی نمبر اپنے مشمولات کے حوالے سے ان شاء اللہ مفید اور معلوماتی ثابت ہوگا۔ ہم نے جہاں مضامین میں تنوع کو ملحوظ رکھا ہے وہیں اسلوب بھی ایک حد تک نئے طرز کا اور ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ تاکہ قاری کسی قسم کی اکتاہٹ کا شکار نہ ہو۔ سو اب مجلہ آپ کے ہاتھ میں ہے اور فیصلہ بھی۔ اللہ حافظ

ooo

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مقامِ صحابہ

مولانا عبدالغفار حسن رحمانی عمرپوریؒ

عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال: مَن کانَ مُستَنًّا، فَلْیَستَنّ بمن قد ماتَ، فإنَّ الحيَّ لا تُؤمَنُ علیه الفِتنَۃُ، أولئک أصحابُ محمدٍ صلی اللہ علیه وسلم، کانوا أفضلَ هذہ الأمة، أبرَّها قلوبًا، وأعمقَها علمًا، وأقلَّها تکلُّفًا، اختارهم اللہ لصُحبة نبيّه، ولإقامة دِینه، فاعرِفوا لهم فضلَهم، واتّبعُوهم علی آثارهم، وتمسَّکوا بما استَطَعتُم من أخلاقِهم وسیَرِهم، فإنهم کانوا علی الهُدَی المستقیم۔ [(رواہ رزین) جامع بیان العلم وفضلہ (947/2، رقم:1810) نیز اسی مفہوم کا اثر دیکھیں: حلیۃ الاولیاء (1/ 305،306) عن عبداللہ بن عمر۔]

"حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے، انہوں میں فرمایا: جو پیروی کرنا چاہتا ہے تو اُن کی پیروی کرے جو گزر چکے ہیں۔ اس لئے کہ زندہ انسان فتنہ میں مبتلا ہونے کے اندیشے سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ یہ گزرنے والے نبی ﷺ کے صحابہ کرام ہیں جن کی شان یہ تھی کہ اس امت میں سب سے افضل اور بہتر تھے۔ ان کے دل نیک تر اور پاکیزہ تر تھے۔ علم کے لحاظ سے وہ انتہائی گہرے اور باکمال تھے (ان تمام اوصاف کے باوجود) ان میں تکلف کم سے کم پایا جاتا تھا (یا بالکل ہی ناپید تھا)۔ اللہ تعالیٰ نے ان پاک ہستیوں کو اپنے نبی ﷺ کی رفاقت اور دین کے قائم کرنے کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ ان کے فضل وکمال کو پہچانو اور ان کے نقشِ قدم کی پیروی کرو، اور جہاں تک ہوسکے ان کے اخلاق وسیرت کا دامن تھامنے کی کوشش کرو۔ اس لئے کہ وہ صراطِ مستقیم پر گامزن تھے۔"

تشریح:

(ا) اس روایت میں پہلی بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ زندہ انسانوں کے بجائے جو لوگ وفات پاچکے ہیں۔ ان کی سیرت وکردار کو مشعلِ راہ بنانے میں نقصان کا پہلو کم پایا جاتا ہے۔ زندہ انسان کا کوئی اعتبار نہیں کب لڑھک جائے اور غلط راہ پر چل پڑے اور کسی فتنہ میں مبتلا ہوجائے۔ کتنے ایسے انسان ہیں جن کی عملی زندگی کا آغاز نہایت شاندار تھا لیکن انجام نہایت افسوسناک۔ لیکن گزرے ہوئے انسانوں کی زندگی کے دونوں دور (آغاز اور انجام) سامنے ہوتے ہیں۔ اس لئے وہاں کسی تبدیلی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

(۲) یہ گزرے ہوئے انسان بھی ہر دور کے مراد نہیں ہیں، بلکہ ان سے وہ لوگ مراد ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ کی رفاقت و

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صحبت کا شرف حاصل ہوا ہے جن کے نمایاں اوصاف یہ تھے:

(الف) ان کے دل ہر قسم کے کھوٹ اور نفاق سے پاک، انتہائی صاف اور پاکیزہ، یعنی ان کے دل برّ و تقویٰ سے پوری طرح بھرپور تھے۔ دل کی پاکیزگی کو اس لئے اہمیت دی گئی ہے کہ یہی سرچشمہِ صلاح اور مرکزِ فساد ہے۔ جسم کے تمام اعضاء اسی کے تابع ہیں۔ جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے: ''أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ۔'' (صحیح البخاری: کتاب ال إیمان، باب فضل من استبرأ لدینہ]رقم الحدیث: 52[، صحیح مسلم: کتاب البیوع، باب أخذ الحلال وترک الشبہات]رقم الحدیث: 1599[)

''سنو! جسم میں ایک ایسا حصہ ہے کہ اگر وہ درست رہے تو پورا جسم درست رہتا ہے اور اگر اس میں بگاڑ پیدا ہو جائے تو پورے جسم کا نظام تہ و بالا ہو جاتا ہے۔''

دل کی اس مرکزی حیثیت کے پیش نظر صحابہ کرام کی صفت 'ابرّھا قلوبًا' کو زیادہ اہمیت دیتے ہوئے پہلے بیان کیا گیا ہے۔

(ب) علم کی گہرائیوں تک پہنچے ہوئے ہیں، یعنی کتاب وسنت کا علم ان کا سطحی نہیں ہے بلکہ بہت ہی عمیق اور تفقہ کی نعمت سے مالا مال ہے۔

(ج) ان کی زندگی سادہ اور تکلّفات سے پاک ہے (عربی زبان میں قلت کا لفظ نفی کے معنیٰ میں بھی مستعمل ہوتا ہے) یا اگر تکلّف ہے بھی تو بہت ہی کم صرف ناگزیر حد تک۔

(۳) تیسری بات اس روایت سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ جن لوگوں میں مذکورہ اوصاف زیادہ سے زیادہ مقدار میں پائے جائیں گے۔ وہ اقامتِ دین کے مقدس فرض کو اس کی صحیح شکل میں انجام دے سکتے ہیں۔ لیکن جو لوگ ان اوصاف سے تہی دامن ہوں وہ اس فرض کی ادائیگی کی سعادت حاصل نہیں کر سکتے۔

انہی اوصاف کی بناء پر صحابہ کرام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس نبی کی رفاقت اور دینِ حنیف کی اقامت کے لئے چُن لیا تھا۔ آج بھی اقامتِ دین کی کوئی جدوجہد اسی وقت کامیاب ہو سکتی ہے جب کہ اس کے کارکن ان مذکورہ بالا اوصاف سے بہرہ مند ہوں۔۔ (ہفت روزہ المنیر، لائل پور: ۱۹ر جولائی ۱۹۵۸ء)

☆☆☆

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

صحابۂ کرام واجب الاحترام

عامر انصاری مدنی

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وہ بزرگ ہستیاں تھیں جن کو رب العالمین نے اپنے نبی کی صحبت کے لیے چن لیا، ان کی آنکھوں نے نبی کو دیکھا، انہوں نے نبی سے سیکھا، اسلام کے لیے انہوں نے بڑی قربانیاں دیں، اسلام کے لیے سب کچھ چھوڑا، ان کا جینا اور مرنا اللہ ہی کے لیے تھا ''محیایَ ومماتِی للہ رب العالمین'' کی وہ اچھی اور سچی تصویر تھے۔ قرآن انہوں نے یاد کیا، ضبط صدر بھی کیا اور ضبط کتاب بھی۔ حدیثوں کو یاد کیا اور ہم تک پہنچایا۔ دین کے لیے سب کچھ قربان کیا پھر ہم تک اسلام پہنچا۔ وہ رہبان باللیل تھے، اور فرسان بالنہار بھی، ان کی عظمت کی گواہی زمین بھی دے رہی ہے اور آسمان بھی، ان کی فضیلت کے گن آفتاب بھی گا رہا ہے اور ماہتاب بھی۔ اللہ کا کلمہ بلند کرنے کے لیے ان نفوس قدسیہ نے سمندر میں بھی گھوڑے دوڑائے اور جب فارسی مجوسیوں نے یہ منظر دیکھا تو ''دیو آمدند دیو آمدند'' کہتے ہوئے بھاگے۔

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑادئے گھوڑے ہم نے

قرآن کے اولین مخاطب وہی تھے، وہ اپنوں پر نرم تھے تو غیروں پر گرم قرآن نے انھیں ''أشداء علی الکفار، رحماء بینهم'' کہا ہے۔ انہیں کے ایمان کو قرآن نے معیار و میزان قرار دیا۔ انہیں کو ''یؤثرون علی أنفسهم ولو کان بهم خصاصة'' کے وصف سے متصف کیا، وہ خود نہیں کھاتے تھے دوسروں کو کھلا دیتے تھے، ان کے یہ کارنامے دیکھ رب العالمین بھی خوش ہوتا تھا۔ ان کے فکر وفہم اور طرز عمل، طریق حیات سے اعراض کرنے والوں کو قرآن نے ''سفہاء'' کہا ہے۔ ان کے کارناموں سے ان کا رب راضی ہوا اور وہ بھی اپنے رب سے راضی ہوئے۔ ہم مسلمان ہیں انہیں کے طفیل، ہم تک اسلام آیا انہیں کے طفیل، قرآن پڑھتے ہیں انہیں کے طفیل، حدیثیں پڑھتے ہیں انہیں کے طفیل۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ''بشر'' تھے مگر وہ ''خیر البشر'' کے تربیت یافتہ تھے۔ وہ اسی دنیا میں تھے مگر ان کا زمانہ ''خیر القرون'' تھا اور وہ ''خیر امت'' تھے۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن سیکھا اور دنیا والوں کو سکھایا۔ قرآن ان کی عظمت کے گن گاتا ہے۔ ان کے بعد آنے والے لوگ ان کی خاکِ پا کے برابر بھی نہیں ہوسکتے۔ ہم پہاڑ کے برابر خرچ کرکے ان کے معمولی خرچ کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ان میں سے کتنوں کو نبی کی زبان سے جنت کی بشارت ملی۔کوئی ''صدیق'' ہے، ''یار غار'' ہے، سفر وحضر میں آپ کا ''رفیق'' ہے، سفر ہجرت میں ''ہم سفر'' ہے۔کسی کو دیکھ کر شیطان بھاگتا ہے، اوران کی تائید وموافقت میں قرآن کی آیتیں نازل ہوتی ہیں۔کوئی ''ذوالنورین'' اور ''شرم وحیا کا پیکر'' ہے۔کوئی ''حیدر'' اور ''فاتح خیبر'' ہے۔کوئی ''امینِ امت'' ہے۔کوئی ''حواری رسول'' ہے، اور نبی ان کو اپنی زبان پاک سے ''فداک ابی وامی'' کہہ رہے ہیں۔کوئی ''حِب رسول'' ہے۔کوئی ''مصلح بین الفئتین'' ہے۔کوئی ''ریحانۃ الرسول'' ہے۔کوئی ''سیف من سیوف اللہ'' ہے۔کوئی ''فقیہ'' ہے۔کسی کو جبریل سلام کہہ رہے ہیں۔کسی کی مہمان نوازی رب کو اتنی پسند آتی ہے کہ وہ ہنسنے لگتا ہے اوران کی مدح میں قرآن کی آیت نازل ہوتی ہے۔کسی کی موت پر رحمن کا عرش حرکت میں آجاتا ہے۔کوئی نبی کا ''رازداں'' ہے۔اور بھی بے شمار اوصاف حسنہ سے وہ نفوس قدسیہ متصف تھیں جن کی تفصیلات کتب احادیث کے ''کتاب المناقب'' میں مرقوم ہیں۔رضی اللہ عنہم اجمعین

کسی بھی صحابی کو سب وشتم کرنا، ہدف تنقید بنانا حرام ہے:

حدیث رسول:عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: ''لا تسبوا أصحابي، فلو أن أحدكم أنفق مثل أحد ذهبا ما بلغ مد أحدهم ولا نصيفه'' وفي رواية مسلم: ''لا تسبوا أحدا من أصحابي'' [البخاري: كتاب فضائل أصحاب النبي. رقم الحديث 3673 ومسلم: كتاب فضائل الصحابة. باب تحريم سب الصحابة. رقم الحديث 2541]

حدیث کا مفہوم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''میرے کسی بھی صحابی کو سب وشتم نہ کرو، ان کو برا بھلا نہ کہو، کیونکہ اگر تم احد پہاڑ کے برابر بھی اللہ کی راہ میں خرچ کروگے تو بھی ان کے معمولی خرچ کو نہیں پہنچ سکتے۔''

فائدہ: حدیث کی تفصیل کے لئے حافظ ابن حجر کا ''جزء في طُرق حديث لا تسبوا أصحابي'' کا مطالعہ کریں جو علامہ البانی کے شاگرد مشہور حسن سلمان کی تحقیق سے مطبوع ہے۔یہ رسالہ مشہور حسن سلمان کی سائٹ پر دستیاب ہے۔

حدیث رسول:عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ''من سب أصحابي فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجعين، لا يقبل الله منه صرفا ولا عدلا''۔[الشريعة. رقم الحديث 1994-1995 والصحيحة برقم 2353]

حدیث کا مفہوم: ''جس نے میرے صحابہ کو سب وشتم کیا اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو، اللہ اس کے نفل

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وفرض کو قبول نہیں فرمائے گا۔''

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول: ''لاتسبوا أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم فإن الله عز وجل أمرنا بالاستغفار لهم وهو يعلم أنهم سيقتتلون'' [الشريعة. رقم الحديث 1969. واللالكائي في اصوله. رقم الحديث 2339و 2353]

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''صحابہ کرام کو سب وشتم نہ کرو، کیونکہ اللہ نے ہم کو ان کے لئے مغفرت طلب کرنے کا حکم دیا ہے، حالانکہ اللہ رب العزت بخوبی جانتا ہے کہ وہ باہم قتال کریں گے''

ایوب سختیانی کا قول: قال أيوب السختياني: ''....من أحسن الثناء على أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقد برء من النفاق، ومن ينتقص أحدا منهم أو بغضه لشيء كان منه فهو مبتدع، مخالف للسنة والسلف الصالح. والخوف عليه أن لا يرفع له عمل إلى السماء حتى يحبهم جميعا، ويكون قلبه لهم سليما'' [أصول السنة لابن أبي زمنين. رقم الحديث 189 ص 268. واللالكائي في أصوله مختصرا. رقم الحديث 2333]

ایوب سختیانی کہتے ہیں: ''جس نے صحابہ کرام کی مدح وثناء کی وہ نفاق سے بری ہوگیا، اور جس نے کسی بھی صحابی کی تنقیص کی یا ان سے بغض رکھا وہ بدعتی ہے، سنت اور سلف صالحین کا مخالف ہے، اس بات کا خوف ہے کہ اس کا کوئی بھی عمل قبول نہ ہو یہاں تک کہ وہ تمام صحابہ کرام سے محبت کرے، اور اس کا دل صحابہ کرام کے لئے صحیح وسالم ہو''

امام نووی شارح مسلم کا قول: قال النووي رحمه الله: ''واعلم أن سب الصحابة رضي الله عنهم حرام من فواحش المحرمات، سواء من لابس الفتن منهم وغيره، لأنهم مجتهدون في تلك الحروب، متأولون'' [شرح النووي: كتاب فضائل الصحابة. باب تحريم سب الصحابة. رقم الحديث: 2541]

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں'' جان لو کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سب وشتم کرنا فحش محرمات میں سے ہے، خواہ وہ صحابہ ہی کیوں نہ ہوں جن کی باہم لڑائی ہوئی، کیونکہ اس لڑائی کے بارے میں ان کا اجتہاد تھا اور وہ مجتہد تھے (اور معلوم ہے کہ مجتہد خطا کرجائے تو بھی اس کو ایک اجر ملتا ہے)''

امام آجری کا قول: آجری فرماتے ہیں: ''جس نے بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر سب وشتم کیا وہ خسارہ میں رہا، کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی۔ اس پر اللہ کی لعنت، رسول کی لعنت، فرشتوں کی لعنت اور تمام مومنین کی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

لعنت ہے۔اس کی فرض ونفل کوئی بھی عبادت قبول نہیں ہوگی۔وہ دنیا میں ذلیل ہے۔اللہ ان کی قبروں میں اضافہ کرے اور ان کے گھروں کو ان سے خالی کردے"۔[الشریعۃ 5/ 2507-2508]

عمر بن عبدالعزیز کا قول: قال عمر بن عبد العزیز: ''تلک دماء کفَّ اللہ عنها یدی، لا أرید أن ألطخ بها لسانی''[جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبدالبر تحقیق: ابو الأشبال الزهیری رقم الحدیث 1778]

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس خون سے اللہ نے میرے ہاتھ کو پاک وصاف رکھا ہے، میں اپنی زبان اس سے آلودہ نہیں کرنا چاہتا''

حاصل کلام: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مدح وثنا اور فضیلت ومنقبت میں بے شمار آیات، احادیث، علماء سلف کے اقوال، محدثین وفقہاء کے کلام اور عربی اشعار وارد ہیں جن کا احاطہ مشکل ہے۔شیخ الاسلام نے ''الصارم المسلول'' کے آخر میں شتم صحابہ کے مسئلہ پر گفتگو کی ہے جو لائق مطالعہ ہے۔شاتم رسول کی بحث کے خاتمے میں آپ فرماتے ہیں: ''وإذا قد ذكرنا حكم الساب للرسول عليه الصلاة والسلام فنردِفه بما هو مِن جنسِه مما قد تقدَّم في الأدلة المذكورة بأصلِ حُكمِه، فإن ذلك مِن تمامِ الكلامِ في هذه المسألة على ما لا يخفَى، ونفصِّله فُصولا''[الصارم المسلول بتحقیق محی الدین عبدالحمید ص 545]

یعنی شاتم رسول کے احکام ذکر کرنے کے بعد اب ہم اس سے متعلق دیگر مسائل کو چند فصلوں میں بیان کرتے ہیں۔ پھر آپ نے چار اہم فصلوں میں گفتگو کی ہے: (1) اللہ پر سب وشتم کرنے کا حکم۔(2) کسی نبی پر سب وشتم کرنے کا حکم۔ (3) ازواج مطہرات پر سب وشتم کرنے کا حکم۔(4) صحابہ پر سب وشتم کرنے کا حکم۔

☆☆☆

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے حقوق

حافظ فیض اللہ ناصر (لاہور)

رُوئے زمین پر انبیاء ورُسل کے بعد سب سے محترم ومکرم ہستیاں حضرات صحابہ کرام ہی ہیں۔سب سے عظمت والے یہی لوگ ہیں کہ جن سے محبت اور دوستی رکھنا بھی واجب ہے اور اور ان کی دشمنی سے پرہیز کرنا بھی ضروری ہے۔ ان کی ولایت سے اللہ ورسول کی محبت حاصل ہوتی ہے اور ان سے عداوت پر اللہ ورسول کی نظر میں لائق نفرت ہونا حتمی قرار پاتا ہے۔ان کی رفعتِ شان کے لیے یہی کافی ہے کہ خدائے بزرگ وبرتر نے انہیں اپنے نبی ﷺ کی صحبت کے لئے منتخب فرمایا ہے۔مزید ان کی فضیلت کی انتہایوں کردی کہ خود رب تعالیٰ نے ہی فرمادیا:''رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ''[البينة:8]

''اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اس سے خوش ہو گئے۔''

رسولِ مکرم ﷺ نے اپنے ان پیارے جاں نثاروں کے فضائل میں بے شمار فرامین صادر فرما کر ان کی عظمت کو دو چند کر دیا اور اپنے ماننے والوں پر واضح کر دیا کہ تمہارا ایمان ان ہی کی محبت سے مکمل ہوگا اور اگر تمہیں ان سے پیار نہیں تو گویا تم مجھ سے پیار نہیں کرتے۔اب ہم ان مبارک شخصیات کے حقوق کا تذکرہ کرتے ہیں۔

(1) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ محبت کا التزام:

اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام کے ساتھ ہر مسلمان کو رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر سچی محبت ہونی چاہیے۔جو لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ صدق وخلوص پر مبنی محبت رکھتے ہیں؛ بلاشبہ وہ کمالِ ایمان سے متصف ہوتے ہیں، کیونکہ حُبِ صحابہ دلیلِ ایمان ہے۔جیسا کہ سیدنا انس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''آيَةُ الإِيمَانِ حُبُّ الأَنْصَارِ، وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الأَنْصَارِ''''انصار صحابہ سے محبت ایمان کی نشانی ہے اور انصار سے بغض نفاق کی علامت ہے۔''(صحيح البخاری:17۔صحيح مسلم،:74)

جب انصار صحابہ سے محبت ایمان کا معیار قرار پائی ہے تو مہاجرین صحابہ کے ساتھ محبت تو بالاولیٰ شرطِ ایمان ہے،اس لیے کہ وہ مجموعی طور پر افضل ہیں۔اسی طرح قرآن وسنت کے وہ تمام دلائل اور فضائل جو ''اَلْحُبُّ فِي اللّٰهِ'' کے بارے میں وارد ہوئے ہیں؛ وہ صحابہ کرام کو بالاولیٰ شامل ہیں، کیونکہ یہ برگزیدہ ہستیاں تمام مسلمانوں سے افضل ہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

امام مالک رحمہ اللہ نے اس سلسلے میں بہت ہی پیاری بات بیان فرمائی ہے کہ: كَانَ السَّلَفُ يُعَلِّمُونَ أَوْلَادَهُمْ حُبَّ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ كَمَا يُعَلِّمُونَ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ. ''اسلاف اپنی اولاد کو سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ محبت کرنا یوں ہی سکھایا کرتے تھے جیسے وہ انہیں قرآن کی کوئی سورت سکھاتے تھے۔'' (شرح اعتقاد أهل السنة والجماعة: 7/1240۔ تاريخ مدينة دمشق: 44/383۔ الحجة في بيان المحجة: 2/338)

اسی طرح شعیب بن حرب بیان کرتے ہیں کہ: ''عاصم بن محمد کے پاس امام سفیان ثوری کا تذکرہ ہوا، تو لوگوں نے ان کی خوبیاں کا تذکرہ کرنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ پندرہ خوبیاں بیان کر دیں۔ پھر عاصم بن محمدؒ نے ان سے کہا: میں ان کی ایک ایسی خوبی بھی جانتا ہوں جو ان تمام خوبیوں سے افضل ہے، وہ یہ ہے کہ ان کا سینہ اصحابِ محمد ﷺ کے بارے میں صاف شفاف تھا (یعنی کسی قسم کے بغض کا شکار نہ تھا)۔'' (حلية الأولياء لأبي نعيم: 7/ 27)

(2) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل سے آگاہی:

اس میں دو رائے نہیں ہیں کہ فضیلت، نیکی، تقویٰ اور امورِ خیر کے اہتمام کے لحاظ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسا کوئی بھی اس دنیا میں نہیں ہے۔ اس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔ نیز ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ قرآن وسنت میں وارد ہونے والے صحابہ کرامe کے فضائل سے آگاہ ہو۔ یوں تو فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم سے متعلق بے شمار آیات واحادیث موجود ہیں لیکن ہم چند ایک کا ہی تذکرہ کریں گے۔ ان برگزیدہ ہستیوں کے صدق وخلوص، کمالِ ایمان، محبتِ دین، وفورِ عقل اور امانت ودیانت کے باعث قرآن بھی ان کے متعلق ضیاء پاشیاں فرماتا ہے۔ ان تمام قرآنی مقامات کے بیان کا یہ محل نہیں ہے، صرف چند آیات کو زینتِ قرطاس بناتا ہوں۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ''وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ'' [التوبہ: 100]

''مہاجرین اور انصار میں سے سبقت کرنے والے سب سے پہلے لوگ اور وہ لوگ جو نیکی کے ساتھ ان کے پیچھے آئے، اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اس سے راضی ہو گئے اور اس نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کیے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔''

اسی طرح فرمایا: ''وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ'' [الانفال: 74] ''جو لوگ ایمان لائے، ہجرت کی، اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جن

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

لوگوں نے ٹھکانہ دیا اور مدد کی، یہی لوگ حقیقت میں اہلِ ایمان ہیں، ان کے لیے مغفرت اور بڑا پاکیزہ رزق ہوگا۔'

ایک مقام پر فرمایا: "وَلٰکِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَیْکُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَهٗ فِیْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَیْکُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ اُولٰٓئِکَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ" [الحجرات: 7] "اللہ تعالیٰ نے تمہاری نگاہ میں ایمان کو محبوب بنادیا اور اسے تمہارے دِلوں میں مزین کردیا اور اس نے کفر، گناہ اور نافرمانی کو تمہارے لیے ناپسندیدہ بنادیا، یہی لوگ ہدایت والے ہیں۔"

نیز فرمانِ باری تعالیٰ ہے: "قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی" [النمل: 59]

"(اے پیغمبر!) کہہ دیجیے کہ تمام تعریفات اللہ کے لیے ہیں اور اس کے ان بندوں پر سلامتی ہو جن کا انتخاب اس نے خود کیا ہے۔"

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور امام سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان بندوں سے مراد صحابہ کرامؓ ہیں۔

تفسیر ابن کثیر: 6/201۔ فتح القدیر للشوکانی: 4/195

سیدنا ابوبردہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اَلنُّجُومُ أَمَنَةٌ لِلسَّمَاءِ، فَإِذَا ذَهَبَتِ النُّجُومُ أَتَى السَّمَاءَ مَا تُوعَدُ، وَأَنَا أَمَنَةٌ لِأَصْحَابِي، فَإِذَا ذَهَبْتُ أَتَى أَصْحَابِي مَا يُوعَدُونَ، وَأَصْحَابِي أَمَنَةٌ لِأُمَّتِي، فَإِذَا ذَهَبَ أَصْحَابِي أَتَى أُمَّتِي مَا يُوعَدُونَ" (صحیح مسلم، ح: 2531)

"ستارے آسمان کے لیے امان (اور سلامتی کی ضمانت) ہیں، جب ستارے ختم ہو جائیں گے تو آسمان پر وہ مرحلہ آجائے گا جس کی اسے خبر دی گئی ہے (یعنی آسمان پھٹ جائے گا)۔ میں اپنے صحابہ کے لیے امان ہوں۔ جب میں چلا جاؤں گا تو میرے اصحاب پر وہ (فتنے) آجائیں گے جن سے ان کو ڈرایا گیا ہے۔ میرے صحابہ میری اُمت کے لیے امان ہیں، سو جب یہ چلے جائیں گے تو میری اُمت پر وہ (فتنے) آجائیں گے جن سے ان کو ڈرایا گیا ہے۔"

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ جب تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود رہیں گے دِین قائم رہے گا، حق کا غلبہ رہے گا اور دین کے دشمنوں کے خلاف مدد حاصل رہے گی، لیکن جب صحابہ کرامؓ اس دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو خواہش پرستی کا غلبہ ہو جائے گا، دشمن دھاوا بول دیں گے اور دینی معاملات میں دِن بہ دِن نقص آتا جائے گا، حتیٰ کہ زمین پر کوئی اللہ کا نام لینے والا بھی باقی نہیں رہے گا۔ [المفھم: 6/485]

سیدنا ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلَا نَصِيفَهُ". "میرے صحابہ کو بُرا مت کہو، کیونکہ اس ذات کی قسم

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی خرچ کردے تو ان کے ایک مُد، بلکہ آدھے مُد (صدقے کے اجر وثواب) کو بھی نہیں پہنچ پائے گا۔“ (صحیح البخاری، ح: 2540)

امام شوکانیؒ نے اس حدیث پر بڑی عمدہ تعلیق لگائی ہے۔ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جب یہ فرمایا تو آپ کے مخاطب متاخرین صحابہ تھے۔ تو جب متاخرین صحابہ کا اُحد پہاڑ کے برابر صدقہ متقدمین صحابہ کے ایک یا نصف مُد صدقے کو بھی نہیں پہنچ سکتا، تو پھر ہمارا اُحد پہاڑ کے برابر صدقہ کرنا تو اُن کے گندم کے ایک دانے یا نصف دانے کے برابر بھی نہیں ہوسکتا۔ (إرشاد السائل إلی دلائل المسائل: 45)

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: ”خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ“۔ ”سب سے بہترین لوگ میرے زمانے کے ہیں، پھر جو ان کے قریب ہیں، پھر جو ان کے قریب ہیں۔“ (صحیح البخاری، ح: 2533)

اس حدیثِ مبارکہ میں صحابہ کرام ﷺ کی تعدیل اور ان کے سب سے بہترین ہونے کی گواہی اس ہستی نے دے دی ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے نہیں بولتے، بلکہ جو ان کی طرف وحی کیا جاتا ہے؛ وہی بولتے ہیں۔ تو اس سے بڑھ کر عدالت وفضیلتِ صحابہ کی گواہی کیا ہوسکتی ہے؟!

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ نَظَرَ فِي قُلُوبِ الْعِبَادِ فَاخْتَارَ مُحَمَّدًا فَبَعَثَهُ بِرِسَالَاتِهِ، ثُمَّ نَظَرَ فِي قُلُوبِ النَّاسِ بَعْدَهُ فَاخْتَارَ لَهُ أَصْحَابَهُ فَجَعَلَهُمْ أَنْصَارَ دِينِهِ وَوُزَرَاءَ نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (مسند أبی داود الطیالسی: 243) ”یقیناً اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دِلوں میں دیکھا تو محمد ﷺ کو منتخب فرمایا، پھر انہیں اپنے پیغامات دے کر (دنیا میں) بھیجا، پھر ان کے بعد لوگوں کے دِلوں میں دیکھا اور آپ ﷺ کے لیے آپ کے ساتھیوں کا انتخاب فرمایا، پھر انہیں اپنے دِین کے مددگار اور اپنے نبی ﷺ کے وُزراء بنادیا۔“

اور شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بہت ہی خوب صورت بات فرمائی: وَمَنْ نَظَرَ فِي سِيرَةِ الْقَوْمِ بِعِلْمٍ وَبَصِيرَةٍ، وَمَا مَنَّ اللّٰهُ بِهِ عَلَيْهِمْ مِنَ الْفَضَائِلِ، عَلِمَ يَقِينًا أَنَّهُمْ خَيْرُ الْخَلْقِ بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ، لَا كَانَ وَلَا يَكُونُ مِثْلُهُمْ، وَأَنَّهُمْ هُمُ صَفْوَةُ الصَّفْوَةِ مِنْ قُرُونِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ، الَّتِي هِيَ خَيْرُ الْأُمَمِ وَأَكْرَمُهَا عَلَى اللّٰهِ. ”جو شخص علم وبصیرت کے ساتھ ان لوگوں کی سیرت پر نگاہ ڈالے گا اور جن فضائل کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ان کو ممنون ٹھہرایا ہے؛ ان کا مطالعہ کرے گا تو وہ یقینی طور پر

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

جان لے گا کہ یہ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد ساری مخلوق میں سے بہترین لوگ ہیں۔ ان جیسا کوئی تھا اور نہ ہوگا۔ یہ ایسی اُمت کے تمام تر ادوار میں سے چنیدہ دور کے منتخب لوگ ہیں؛ جس اُمت کو اللہ کے ہاں تمام اُمتوں میں سے بہترین اور معزز ہونے کا شرف حاصل ہے۔'' العقیدۃ الواسطیۃ: 122۔ مجموع الفتاوی: 3/103

(3) صحابہ کرام ﷺ کی عدالت کا اعتراف:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عدالت کے اعتراف سے مراد یہ ہے کہ انہیں عادل مانا جائے۔ اہل السنۃ والجماعۃ کا اس پر اتفاق ہے کہ: اَلصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ عَدُولٌ ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سارے کے سارے عادل ہیں۔'' الاستیعاب: 1/19

عادل سے کیا مراد ہے؟ عدالت کی اصطلاح فقہاء اور محدثین کے ہاں یکساں طور پر استعمال ہوتی ہے۔ قرآنِ کریم میں یہ لفظ گواہی کے بیان میں آیا ہے، جس سے عادل کا معنی یہ نکلتا ہے کہ جس کی گواہی قبول کی جاتی ہو، یعنی معتبر شخص۔ امام ابن المبارکؒ سے عادل کی صفات کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: مَنْ كَانَ فِيهِ خَمْسُ خِصَالٍ: يَشْهَدُ الْجَمَاعَةَ، وَلَا يَشْرَبُ هٰذَا الشَّرَابَ، وَلَا تَكُونُ فِي دِينِهِ خَرْبَةٌ، وَلَا يَكْذِبُ، وَلَا يَكُونُ فِي عَقْلِهِ شَيْءٌ. (الکفایۃ: 79۔ دراسات فی الجرح والتعدیل: 229) ''عادل وہ ہوتا ہے جس میں پانچ خوبیاں پائی جاتی ہوں: (1) نماز باجماعت پڑھتا ہو (2) شراب نہ پیتا ہو (3) اس کے دِین میں کوئی عیب نہ پایا جاتا ہو (4) جھوٹ نہ بولتا ہو (5) عقل کے لحاظ سے بالکل ٹھیک ہو۔''

مذکورہ خصائل اور خوبیاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں۔

اب ہم عدالتِ صحابہ پر قرآن کی صرف ایک گواہی آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

''لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا'' [الفتح: 18] ''یقیناً اللہ تعالیٰ مومنوں (یعنی صحابہ) سے راضی ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے آپ ﷺ کی بیعت کر رہے تھے، اللہ نے جان لیا جو کچھ ان کے دِلوں میں ہے، پھر اس نے اس پر سکینت نازل فرمائی اور عنقریب فتح سے ہمکنار بھی کرے گا۔''

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کی عدالت بیان کی۔ دل کی خبر صرف اللہ ہی دے سکتا ہے اور اس آیت میں قلبی اور باطنی حالت کی ہی تصدیق کی گئی ہے کہ یہ پختہ ایمان والے لوگ ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان سے راضی ہونے کا اعلان فرمایا ہے۔ علامہ ابن حجر ہیثمیؒ فرماتے ہیں: وَمَنْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ تَعَالٰى لَا يُمْكِنُ مَوْتُهُ عَلَى الْكُفْرِ، لِأَنَّ الْعِبْرَةَ بِالْوَفَاةِ عَلَى الْإِسْلَامِ، فَلَا يَقَعُ الرِّضَا مِنْهُ تَعَالٰى إِلَّا عَلٰى مَنْ عَلِمَ مَوْتَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ. (الصواعق المحرقۃ علی اہل

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

الرفض والضلال والزندقة: 2/605) [دراسات فی الجرح والتعدیل: 229] یعنی اللہ تعالیٰ جس سے اپنی رضا کا اعلان کردے، ممکن ہی نہیں ہے کہ وہ حالتِ کفر میں فوت ہو۔ اس لیے کہ اعتبار توبہ حالتِ اسلام وفات کا ہوتا ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ کی طرف سے رضامندی صرف اسی شخص کو حاصل ہوسکتی ہے جس کے متعلق اسے علم ہو کہ اس کی موت حالتِ اسلام میں ہی ہوگی۔

اور امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: أَخْبَرَنَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنَّهُ عَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ فَلَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ التَّوَقُّفُ فِي أَمْرِهِمْ وَلَا الشَّكُّ فِيهِمْ الْبَتَّةَ. (الفصل فی الملل والأهواء والنحل: 4/148) ''اللہ تعالیٰ نے ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان کی خبر دی، وہ ان سے راضی ہوا اور ان پر سکینت نازل کی، سو کسی کے لیے بھی جائز نہیں ہے کہ وہ ان کے ایمان میں ذرہ برابر توقف کرے یا شک کی گنجائش رکھے۔''

لہٰذا ہر مسلمان کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ محبت رکھنے اور ان کے فضائل سے آگاہ ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے عادل ہونے کا بھی معترف ہونا چاہیے۔

(4) ان کا تذکرۂ خیر اور بیانِ محاسن کا التزام:

جس شخص کو جس سے محبت ہو وہ اس کا تذکرۂ خیر کرتا ہی رہتا ہے اور ہر جگہ اس کے محاسن اور خوبیوں کو بیان کرنے میں بھی لطف محسوس کرتا ہے۔ لہٰذا اہلِ ایمان کے دل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت اور ان کا تذکرۂ خیر لازم وملزوم ہو کر رہتے ہیں، کیونکہ یہ اعتقادی امر ہے۔ جیسا کہ امام ابن ابوزمنین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَمِنْ قَوْلِ أَهْلِ السُّنَّةِ أَنْ يَعْتَقِدَ الْمَرْءُ الْمَحَبَّةَ لِأَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَنْ يَنْشُرَ مَحَاسِنَهُمْ وَفَضَائِلَهُمْ. (أصول السنة لابن أبی زمنین: 263)
''اہل السنۃ کا موقف ہے کہ آدمی اصحابِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا عقیدہ رکھے اور ان کے محاسن وفضائل کو پھیلائے۔''

(5) ان کے جنتی اور مستحقِ رحمت ہونے کا عقیدہ:

اہل السنۃ والجماعۃ کا یہ عقیدہ ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنتی ہیں۔ اس کی دلیل ربِ کریم کا وہ فرمان ہے جو پہلے بیان ہو چکا ہے کہ: ''وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ'' [التوبۃ: 100]
''مہاجرین اور انصار میں سے سبقت کرنے والے سب سے پہلے لوگ اور وہ لوگ جو نیکی کے ساتھ ان کے پیچھے آئے، اللہ ان سے راضی ہوگیا اور وہ اس سے راضی ہوگئے اور اس نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کیے ہیں جن کے نیچے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نہریں بہتی ہیں، ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔"

اسی طرح ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "وَكُلًّا وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى" [الحدید:10] "اللہ تعالیٰ نے تمام (صحابہ کرامؓ) سے اچھائی (رحمت اور جنت) کا وعدہ کر رکھا ہے۔"

(6) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے دعا اور استغفار کا اہتمام:

جب کسی سے محبت ہو اور اس کی اُلفت وعقیدت سے دِل لبریز ہو، تو پھر انسان کے منہ سے اس کے حق میں دعا خود بہ خود ہی نکلتی رہتی ہے۔ یہی حالت ایک مسلمان کی ہونی چاہیے کہ اس کے دِل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت اس قدر زیادہ ہو کہ ان کے لیے زبان مصروفِ دعا رہے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "وَسَائِرُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ فَإِنَّهُمْ مُجْمِعُونَ عَلَى أَنَّ الْوَاجِبَ الثَّنَاءُ عَلَيْهِمْ وَالْاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ وَالتَّرَحُّمُ عَلَيْهِمْ وَالتَّرَضِّي عَنْهُمْ." (الصارم المسلول علی شاتم الرسول: 1085) "تمام اہل السنۃ والجماعۃ کا اس پر اجماع ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعریف بیان کرنا، ان کے حق میں دعائے مغفرت کرنا، ان کے بارے میں رحم دِلی رکھنا اور ان کے لیے 'رضی اللہ عنہ' کہنا واجب ہے۔"

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: أُمِرُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِأَصْحَابِ مُحَمَّدٍ فَسَبُّوهُمْ. (صحیح مسلم، کتاب التفسیر، ح: 3022) لوگوں کو حکم دِیا گیا تھا کہ اصحابِ رسول کے لیے مغفرت کی دعا کریں، لیکن انہوں نے (دعا کرنے کے بجائے) انہیں بُرا بھلا کہا۔

استغفار کا یہ حکم اس آیت میں بیان ہوا ہے: "وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ" [الحشر:١٠]

"جو لوگ ان (صحابہ رضی اللہ عنہم) کے بعد آئیں گے وہ دعا کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہماری اور ہمارے ان بھائیوں کی مغفرت فرما جو ایمان میں ہم پر سبقت لے چکے ہیں اور ہمارے دِلوں میں اہلِ ایمان کے لیے بغض وکینہ مت پیدا فرما۔ اے ہمارے رب! بلاشبہ تو بہت ہی شفقت کرنے والا، رحم فرمانے والا ہے۔"

بُرا بھلا کہنے والوں سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مراد بعض اہل مصر تھے جو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو بُرا کہتے تھے، یا اہل شام تھے جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بُرا کہتے تھے، اور خارجی وحروریہ دونوں کو ہی بُرا کہتے تھے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(7) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اجتہادی خطاؤں پر سکوت:

یاد رکھیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی انسان ہی تھے، ان سے کچھ مواقع پر بشری تقاضوں کے تحت لغزشیں ہوئی ہیں لیکن ان لغزشوں کو معاف کرنے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ان اجتہادی خطاؤں کو صرف معاف ہی نہیں کیا بلکہ اس معافی نامہ کو قرآن کریم کی آیات میں نازل فرما کر قیامت تک کے لیے ان ہستیوں پر تنقید و تبصرہ کا دروازہ ہی بند کر دیا۔ پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ان کے ایمان کی صداقت اور اپنی پسندیدگی کی سند بھی بخشی ہے۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص صحابہ کرام e پر نقد کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کو علمائے حق نے نفس پرست اور گمراہ قرار دیا ہے۔ بلکہ ایسے شخص کو اپنے ایمان اور اسلام کی فکر کرنی چاہیے، کیونکہ اسلاف نے اس بارے میں بہت واضح ارشادات فرمائے ہیں۔

ان اصحابِ سعادت کی شان و منزلت کے کیا کہنے کہ جن کی محبت بندے کا دین و ایمان پرکھنے کی کسوٹی بن گئی ہو!! جن ہستیوں کا مقام اتنا بلند ہو اور ان کی فضیلت اس قدر عالی ہو؛ ان کے متعلق ہرزہ سرائی کرنے سے بھلا کوئی کامل مسلمان رہ سکتا ہے؟! لہٰذا ان کی اجتہادی خطاؤں کا معاملہ ان کے اور ان کے پروردگار کے درمیان ہی چھوڑ دینا چاہیے اور ان امور پر تجزیہ و تبصرہ کرنے کی بہ جائے ان کے ساتھ دِل و جان سے عقیدت رکھ کر اپنا ایمان کامل کرنے کی فکر کرنی چاہیے۔ شریعت نے تو عام مسلمان کے متعلق بھی یہ مطالبہ کیا ہے کہ حسن ظن رکھا جائے اور بدگمانی سے اجتناب کیا جائے، تو پھر مسلمانوں کی سادات شخصیات کے متعلق بدگمانی کیونکر جائز ہو سکتی ہے؟! اگر بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کچھ لغزشیں ہوئی بھی ہیں تو ہمارا ایمان ہونا چاہیے کہ وہ اللہ کے ہاں مغفور ہیں۔ یہ بات درج ذیل پانچ صورتوں کی بنیاد پر کہی جا سکتی ہے:

1 . . . انہوں نے رب کے حضور توبہ کر لی ہوگی، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ شخصیات ہیں جو خطا سرزد ہونے پر بہت جلد توبہ کر لیا کرتے تھے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ: ''اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ'' ''گناہ سے توبہ کرنے والا ایسے شخص جیسا ہو جاتا ہے جس کا کوئی گناہ ہی نہ ہو۔'' [حسن] سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر التوبة، ح: 4250

چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توبہ تو جلدی قبول ہوتی ہوگی، کیونکہ ان کا مقام و مرتبہ سب اُمتیوں سے بالا ہے۔

2......ان کی دِینی خدمات اور عظیم نیکیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کی یہ لغزشیں معاف فرما دے گا، کیونکہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

''إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ'' [هود: 114] ''بلاشبہ نیکیاں؛ برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔''

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نیکیاں بھی اجر و ثواب کے لحاظ سے عظیم تر ہوتی ہیں، چنانچہ وہ تو خطاؤں کا بالاولیٰ کفارہ بن گئی ہوں گی۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

3 ... اسلام میں سبقت اور رسول اللہ ﷺ کی معیت میں جہاد کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو بخش دے گا۔ جیسا کہ نبی مکرم ﷺ نے غزوہ بدر میں شریک ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق فرمایا تھا: "وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يَكُونَ قَدِ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ" [صحیح البخاری، ح: 3007۔ صحیح مسلم، ح: 2994]

"کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ بدر کو دیکھ کر فرمایا ہے کہ تم جو چاہو عمل کرو؛ یقیناً میں تمہیں بخش چکا ہوں۔"

4..... ان کو نبی ﷺ کی شفاعت کے باعث بخش دیا جائے گا اور اس میں شک نہیں ہے کہ وہ شفاعت کے حق دار ٹھہریں گے، کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: "لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ، فَتَعَجَّلَ كُلُّ نَبِيٍّ دَعْوَتَهُ، وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَهِيَ نَائِلَةٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا"۔ (صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب اختباء النبی ﷺ دعوة الشفاعة لأمته، ح: 199) "ہر نبی کی ایک دعا نے (یقینی طور پر) شرفِ قبولیت پایا ہے، ہر نبی نے اپنی دعا جلدی مانگ لی، لیکن میں نے اپنی دعا قیامت کے دِن اپنی اُمت کی شفاعت کے لیے موخر کر دی۔ چنانچہ یہ دعا ان شاء اللہ میری اُمت کے ہر اس فرد کو پہنچے گی جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہوا فوت ہوا ہوگا۔"

جب عام موحدین بھی شفاعتِ رسول کے حق دار ہیں تو پھر سردارانِ موحدین اور مقربینِ رسول ﷺ کیسے محروم رہ سکتے ہیں؟! بلاشبہ وہ شفاعت کے بالاولیٰ مستحق ہوں گے۔

5..... دنیا میں آزمائشوں، مصائب اور تکالیف میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کی خطاؤں کا کفارہ کر دے گا۔ جیسا کہ نبی مکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: "مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ، وَلَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ وَلَا أَذًى وَلَا غَمٍّ، حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا، إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ" (صحیح البخاری، ح: 5642۔ صحیح مسلم، ح: 2573)

"مسلمان کو جو بھی پریشانی، مصیبت، رنج، دُکھ، تکلیف اور غم پہنچتا ہے، یہاں تک کہ اگر اسے کوئی کانٹا بھی چبھ کر تکلیف دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے بھی اس کے گناہوں کا کفارہ فرما دیتا ہے۔"

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "جب (مصائب و آلام کی وجہ سے) ثابت شدہ گناہوں کی معافی ممکن ہے، تو ان امور کی معافی کیسے نہیں ہو سکتی جن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اجتہاد کیا تھا؟ بلکہ اگر ان کا اجتہاد درست ہوا تو انہیں دوگنا اجر ملے گا اور اگر ان سے خطا ہوئی ہوگی تو ایک اجر ملے گا جبکہ غلطی معاف ہو جائے گی۔" (مجموع الفتاوی: 3/155)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(8) مشاجراتِ صحابہ کے متعلق بحث سے اجتناب:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے باہم مشاجرات وتنازعات میں ایک عام مسلمان کو خاموش ہی رہنا چاہیے اور اس سلسلے میں کسی قسم کی بحث، تمحیص، تبصروں اور موشگافیوں سے پرہیز ہی کرنا چاہیے۔ ہماری اسی میں بقاء اور سلامتی ہے کہ ہم ایسے امور میں تبصرے نہ کریں۔اس کی متعدد وجوہات ہیں:

1......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں تبصروں سے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی منع فرمادیا تھا، جیسا کہ ارشادِ گرامی ہے:

((إِذَا ذُكِرَ أَصْحَابِي فَأَمْسِكُوا)) "جب میرے اصحاب کا تذکرہ کیا جائے تو (منفی تبصروں سے) باز رہو۔"

(المعجم الكبير للطبراني: 2/96۔ سلسلة الأحاديث الصحيحة: 34)

اس ممانعت کے باوجود زبان درازی کرنا نہ صرف اہانتِ صحابہ ہوگی بلکہ رسولِ کریم a کی بھی صریح نافرمانی ہوگی، جس کی سزا میں بندہ جنت سے محروم ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ b بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى)) "میری اُمت کے تمام لوگ جنت میں جائیں گے، سوائے اس کے جس نے جنت میں جانے سے خود ہی انکار کردیا۔" صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بھلا جنت میں جانے سے کون انکار کرے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى)) "جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں جائے گا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے (گویا جنت میں جانے سے) انکار کردیا۔" (صحیح البخاری، ح: 7280)

2......ایسی کسی بھی بحث کا کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا اور جو کام بے فائدہ اور بے مقصد ہو؛ اسلام اس سے دُور رہنے کی تاکید کرتا ہے، کیونکہ یہ مقاصد شریعت کے ہی خلاف ہے کہ لایعنی امور میں وقت اور صلاحیتیں برباد کی جائیں۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ))

"آدمی کے اسلام کا حسن اسی میں ہے کہ وہ فضول اور بے فائدہ باتوں کو ترک کردے۔" ([صحیح] سنن الترمذی، ح: 2317۔ سنن ابن ماجہ، ح: 3976)

سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اس ضمن میں بہت ہی پیاری بات فرمائی کہ جب اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھوں کو صحابہ کرام کے خون سے محفوظ رکھا ہے، تو پھر میں ان کے متعلق نازیبا باتیں کرکے اپنی زبان کو خون آلود کیوں کروں؟! حلیة الأولياء لأبی نعیم: 9/114

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

3 ......مشاجراتِ صحابہ کے بارے میں بحث بازی کرنے سے انسان راہِ راست سے بھٹک سکتا ہے، گمراہی کا شکار ہو سکتا ہے اور اس کے دِل میں کسی صحابی کے متعلق نفرت پیدا ہو سکتی ہے۔ لہٰذا سدِ ذریعہ کے طور پر اس بحث سے ہی باز رہا جائے جو ضلالت کا باعث بن سکتی ہو۔ ذرا سی بے احتیاطی اور زبان کی لغزش سے انسان اللہ کی ناراضی مول لے کر جہنم کا ایندھن بن سکتا ہے۔ جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''إِنَّ العَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللَّهِ، لاَ يُلْقِي لَهَا بَالًا، يَرْفَعُهُ اللَّهُ بِهَا دَرَجَاتٍ، وَإِنَّ العَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللَّهِ، لاَ يُلْقِي لَهَا بَالًا، يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ'' [صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب حفظ اللسان، ح: 6478]

''بلاشبہ بندہ اللہ تعالیٰ کو راضی کر دینے والی کوئی بات زبان سے نکالتا ہے جسے وہ کوئی اہمیت نہیں دیتا تو اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے درجات کو بلند فرما دیتے ہیں، اور بلاشبہ بندہ کبھی اللہ تعالیٰ کو ناراض کر دینے والی ایسی بات بھی زبان سے نکال دیتا ہے کہ اسے وہ کوئی اہمیت نہیں دے رہا ہوتا؛ لیکن اسی بات کی وجہ سے وہ جہنم میں جا گرتا ہے۔''

نیز امام بربہاری فرماتے ہیں: تم صحابہ کرام کی لغزشوں، جنگوں اور ان کے ایسے اعمال کے بارے میں رائے زنی نہ کرو جو تمہاری موجودگی میں ہوئے ہی نہیں ہیں، نہ ہی ایسی باتیں کسی سے سنو، کیونکہ جب تم سنو گے تو تمہارا سینہ سلامت نہیں رہے گا (یعنی صحابہ کے متعلق بغض کا شکار ہو سکتا ہے)۔'' شرح السنة للبربهاري: 112، 113۔ سير أعلام النبلاء: 10/92

4......مشاجراتِ صحابہ میں اس لیے بھی بحث و کلام نہیں کرنا چاہیے کہ جھوٹے، منافق اور بدعتی تاریخ دانوں اور تاریخ کے راویوں نے اس میں ایسے ایسے جھوٹ شامل کر دِیے ہیں کہ حقائق دھندلا کر رہ گئے ہیں، رطب و یابس سب تاریخ کا حصہ بن چکے ہیں، من گھڑت اور موضوع روایات سے استدلال کیا جاتا ہے اور مستند اور غیر مستند کی تمیز نہیں کی جاتی۔ ایسے تاریخ دانوں پر اعتماد کیسے کیا جا سکتا ہے کہ جن کی اپنی حیثیت ہی مسلّم نہ ہو؟ لہٰذا ہر مسلمان کو اپنا ایمان محفوظ رکھنے اور گمراہی سے بچنے کے لیے اس موضوع میں طبع آزمائی سے کامل طور پر اجتناب کرنا چاہیے۔

امام ابن دقیق العید اس ضمن میں فرماتے ہیں: صحابہ کرام کے باہم اختلافات اور مشاجرات سے متعلق جو روایات منقول ہیں؛ ان میں بہت سی جھوٹی اور باطل روایتیں ہیں، جو قابلِ التفات ہی نہیں ہیں اور جو روایات صحیح ہیں؛ ان کی بھی ہم اچھی تاویل کریں گے، اس لیے کہ ان راویوں سے بہت پہلے اللہ تعالیٰ خود ان کی تعریف بیان فرما چکا ہے، جبکہ بعد میں ہونے والی کلام میں تاویل کا احتمام یقینی طور پر موجود ہے، پھر ایک مشکوک اور موہوم بات ایسی فضیلت کو باطل نہیں کر سکتی جو مستند اور

www.KitaboSunnat.com

ثابت ہو۔(شرح الفقہ الاکبر:102)

5......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آخری دور میں چونکہ فتنے رونما ہونا شروع ہو گئے تھے،اس لیے ان سنگین احوال وحوادث کی بنا پر کسی ایک مؤقف کی کُلیۃً حمایت کرنا اور دوسرے کی مکمل تردید کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے، کیونکہ اس دور کے امور کا بہت اختلاط ہو گیا تھا اور بہت سے معاملات اور واقعات کی صحیح صورت سامنے نہیں آسکی۔لہٰذا اس سلسلے میں بحث وتمحیص سے مکمل طور پر گریز ہی بہتر اور لازم ہے۔

ضروری بات:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حوالے سے ایک بنیادی بات ذہن نشین کر لیجیے کہ ہمیں ان پر جج نہیں مقرر کیا گیا، کہ ہم ان کے فیصلے کرنے بیٹھ جائیں۔کسی آیت یا کسی حدیث سے ہمیں یہ اجازت نہیں ملتی کہ ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے باہمی اختلافات میں فیصلے کا ترازو لے کر بیٹھ جائیں اور فیصلہ کرنے لگیں کہ کون صحیح تھا اور کون غلط،کون حق پر تھا اور کون باطل پر،کون ظالم تھا اور کون مظلوم۔وہ بڑی ہی اعلیٰ،مکرم اور محترم ہستیاں تھیں۔ہم ان کی خاکِ پا بھی نہیں ہیں۔لہٰذا جو شخص ایسی فضول بحثوں میں پڑ جاتا ہے وہ لامحالہ گمراہی کا شکار ہو جاتا ہے، کیونکہ فریقین میں سے کوئی بھی اعتدال کا دامن نہیں تھام رکھتا،حتیٰ کہ علماء بھی اس سلسلے میں کوتاہی کا شکار ہو جاتے ہیں، چہ جائیکہ عوام الناس شدتِ احتیاط سے کام لیں۔

ان معاملات میں تاریخی روایات کی جو حیثیت ہے وہ اہلِ علم سے مخفی نہیں ہے۔تو ایسی صورتِ حال میں خاموشی ہی بہترین حل ہے۔ہم خاموش رہیں گے تو عافیت ونجات پائیں گے، اگر بولیں گے تو اللہ نہ کرے ہماری زبان سے کوئی ایسا جملہ نکل جائے جس سے کسی صحابی کی عفت وعصمت پر حرف آئے اور یہی بات ہمارے اعمال کی بربادی کا باعث بن جائے۔

(9) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا باہم تقابل کرنے سے گریز:

یہ بات سمجھ لیجیے کہ صحابی؛ صحابی ہی ہوتا ہے،خواہ بڑا ہو یا چھوٹا۔السابقون الأوّلون میں سے ہو یا آخری دورِ نبوی میں مشرف بہ اسلام ہوا ہو۔اگر وہ حالتِ اسلام میں رسولِ کریم ﷺ سے ملاقات کرتا ہے اور اسلام ہی کی حالت میں وفات پاتا ہے،تو وہ ’’رضی اللہ عنہ‘‘ کا مصداق ہے۔

دوسری اہم بات یہ ذہن نشین کر لیجیے کہ صحابہ کرامؓ کا باہم تقابل نہیں کرنا چاہیے، کہ ایک کو افضل قرار دینے کے لیے دوسرے کو نیچا ثابت کیا جائے۔یہ قطعاً درست بات نہیں ہے اور نہ ہی یہ اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا

’’محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ‘‘

www.KitaboSunnat.com

خلفائے راشدین یا سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو تقابل کیا جاتا ہے، تو یہ بھی انتہائی غلط روش ہے، کیونکہ جب ہم دو لوگوں کے بارے میں مقابلہ کریں گے تو لازماً کسی ایک کو بالا اور دوسرے کو پست ثابت کریں گے، جو کہ قطعاً درست نہیں ہے۔ اس بات میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بہت بلند ہے، لیکن جس انداز میں کوئی ایک فریق مقابلے کی صورت پیدا کر دیتا ہے، اس سے کسی ایک صحابی کی فضیلت کو نمایاں کرنا کم؛ جبکہ دوسرے کی تنقیص کو بیان کرنا زیادہ پیشِ نظر رہتا ہے، جو کہ انتہائی تکلیف دہ اور باعثِ گناہ عمل ہے۔ لہٰذا صحابہ کرامؓ کے مابین فضائل کا تقابل کیا ہی نہ جائے اور عوام الناس کو اس سے خاص طور پر روکنا چاہیے۔

اسی طرح یہ بات بھی بالخصوص ملحوظ رہے کہ سیدنا حسینؓ اور یزید بن معاویہ کا تقابل کرنا بھی سوائے جہالت کے کچھ نہیں، کیونکہ ایک صحابی ہیں جبکہ دوسرا تابعی ہے۔ ایک کروڑ تابعی مل جائیں تو ایک صحابی کا مقابلہ نہیں کر سکتے، چہ جائیکہ ایک تابعی کو کثیر فضائل کے حامل نواسہ رسول سیدنا حسینؓ کے مقابلے میں لا کھڑا کیا جائے۔ نیز یہ بھی واضح رہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شان اور مقام بیان کرنے کے لیے ضروری نہیں ہے کہ یزید بن معاویہ کو گالیاں دی جائیں اور اس پر لعن طعن کی جائے۔ یہ تو کسی بھی مسلمان کے متعلق شرعاً جائز نہیں ہے۔

نوٹ:

یہ بات ملحوظ رکھنا بھی ضروری ہے کہ واقعہ کربلا کے علاوہ سیدنا حسینؓ کے دیگر معرکے، جہادی سرگرمیاں، عبادات اور جملہ خصائل اور خوبیاں بھی بیان کی جائیں۔ ایسا تو نہیں ہے کہ ان کی زندگی میں صرف ایک کربلا کا واقعہ ہی پیش آیا ہے یا یہی ان کی فضیلت کا باعث ہے، بلکہ ان کی زندگی میں حسنات کی ایک طویل فہرست ہے، ان کی جرأت و بہادری کے کارنامے ہیں، ان کی فصاحت و بلاغت ہے، ان کے خطبات اور اقوالِ زرّیں ہیں، لیکن ان سب کو فراموش کر کے صرف واقعہ کربلا کو پکڑ لیا جاتا ہے، جو کہ ان کی زندگی کے بالکل آخر میں پیش آیا۔

(10) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ناموس کا دفاع:

ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عزت و ناموس کا دفاع کرے اور اگر کسی بدبخت کو صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان میں ہرزہ سرائی کرتے دیکھے تو اسے ہاتھ سے روکے، یعنی اس کو اس قبیح اور شنیع عمل سے باز رکھنے کے لیے عملی اقدام کرے۔ اگر اتنی طاقت نہ ہو تو اس کو زبان سے منع کرے اور سمجھائے، اگر اتنی استطاعت بھی میسر نہیں تو پھر کم از کم اس عمل کو دِل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے ضرور بُرا جانے۔ نبی کریم ﷺ نے کسی بھی برائی کو ختم کرنے کے یہی تین درجے بیان فرمائے ہیں اور صحابہ e کی توہین تو سب سے بڑی برائیوں میں شمار ہوتی ہے۔ رسولِ کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "مَنْ رَأى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذَالِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ"۔ (صحیح مسلم، ح: 49)

"تم میں سے جو شخص برائی کو دیکھے، تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے ہاتھ سے اس کو ختم کرے، لیکن اگر اس کے پاس اس کی استطاعت نہ ہو تو اپنی زبان سے منع کرے اور اگر وہ اس کی بھی استطاعت نہ رکھے تو اپنے دِل سے ہی بُرا جانے، اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔"

واضح رہے کہ آخری درجے، یعنی دِل سے بُرا جاننے کی استطاعت ہر ایک مسلمان میں ہی موجود ہے، کوئی شخص اس کے متعلق عذر نہیں تراش سکتا، لہٰذا اگر کوئی شخص اس درجے پر بھی عمل پیرا نہیں ہے تو اسے اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے، کیونکہ اسے ایمان کا کمزور ترین درجہ قرار دیا گیا ہے، چنانچہ جو شخص اس سے بھی تہی دامن ہوگا؛ گویا وہ ایمان سے ہی محروم ہو چکا ہے۔

سیدنا ابوالدرداء رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ أَخِيهِ رَدَّ اللهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" ([صحیح] سنن الترمذی: 1931) "جو شخص اپنے (مسلمان) بھائی کی عزت کا دفاع کرتا ہے، اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کے چہرے کو (جہنم کی) آگ سے بچالے گا۔"

یہ فضیلت تو عام مسلمان کی عزت کے دفاع کی ہے، صحابہ کرام e تو اس اُمت کے سب سے بہترین لوگ ہیں، ان کی عزت وناموس کے دفاع کی فضیلت کس قدر زیادہ ہوگی؟!

(12) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض رکھنے والوں سے نفرت:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت رکھنا، ان کے محبین سے محبت رکھنا اور ان سے بغض رکھنے والوں سے نفرت کرنا ہمارے ایمان کا تقاضا ہے۔ یہی اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے، جیسا کہ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَنُبْغِضُ مَنْ يُبْغِضُهُمْ وَبِغَيْرِ الْخَيْرِ يَذْكُرُهُمْ. (شرح العقیدۃ الطحاویۃ: 1/364)

"ہم ایسے شخص سے بغض رکھتے ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض رکھتا ہو اور ان کا تذکرہ برے انداز میں کرتا ہو۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض رکھنے والوں سے بغض اور نفرت رکھنا ایمان کا مضبوط ترین عمل ہے، کیونکہ یہ البغض فی اللہ کا اوّلین مصداق ہے۔ جس کے متعلق سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"أَوْثَقُ عُرَى الْإِيْمَانِ: الْمَوَالَاةُ فِي اللّٰهِ وَالْمُعَادَاةُ فِي اللّٰهِ، وَالْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ"

"ایمان کا سب سے مضبوط عمل اللہ کی رضا کی خاطر دوستی، اللہ ہی کی خاطر عداوت، اللہ کے لیے محبت اور اللہ ہی کے لیے نفرت رکھنا ہے۔" [إسناده حسن] شرح السنة للبغوی: 3/429۔ سلسلة الأحاديث الصحيحة: 998

اور سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ الْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ)) [حسن لغيره] مسند أحمد: 21303

"یقیناً اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے محبوب عمل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر محبت کی جائے اور اللہ ہی کی خاطر نفرت کی جائے۔"

لہٰذا ضروری ہے کہ نبی کریم ﷺ کی نسبت کی خاطر اور رضائے الٰہی کے حصول کے لیے ان مبارک ہستیوں کے ساتھ محبت رکھی جائے اور ان سے بغض رکھنے والوں کے ساتھ نفرت کی جائے۔

(11) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو راہبر ماننا اور ان کی اقتدا:

یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ اس اُمت میں سب سے پختہ علم بھی صحابہ ہی کا تھا اور سب سے مضبوط عمل بھی ان ہی مبارک ہستیوں کا تھا۔ یعنی ان کا دور عہد نبوت سے بالکل ملا ہونے کی وجہ سے علم و ہدایت اور تقویٰ و ورع کا دور تھا۔ پھر جوں جوں دور گزرتا گیا وہ ثمرات کم ہوتے گئے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو نبی کریم ﷺ کے صحابہ کی اقتداء بھی کرنی چاہیے اور انہیں راہبر بھی تسلیم کرنا چاہیے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: أَنَّ مِنْ أُصُولِ السُّنَّةِ التَّمَسُّكُ بِمَا كَانَ عَلَيْهِ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ وَالْاِقْتِدَاءُ بِهِمْ. "اصولِ سنت میں سے ہے کہ نبی ﷺ کے صحابہ کی اقتدا کی جائے اور ان امور کو مضبوطی سے تھاما جائے جن پر صحابہ عمل پیرا ہوتے تھے۔" اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ" [لقمان: 15] "اور اس شخص کی راہ پر چلو جو میری جانب جھکا ہوا ہو۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف جھکا ہوا ہو؟! اسی طرح صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "فَإِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ" [البقرة: 137] "اگر لوگ بھی اسی طرح ایمان لے آئیں جس طرح تم ایمان لائے ہو تو یقیناً وہ ہدایت سے سرفراز ہو جائیں گے اور اگر وہ (تم سے) رُوگردانی کریں تو بلاشبہ وہ صریح اختلاف میں ہیں۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہدایت یافتہ اور مقتدیٰ ہونے کی گواہی خود نبی کریم ﷺ نے دی ہے، جیسا کہ اسی طرح

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً'' ''یقیناً بنی اسرائیل 72 فرقوں میں بٹ گئے تھے جبکہ میری اُمت 73 فرقوں میں تقسیم ہوگی، جو سب کے سب جہنمی ہوں گے، سوائے ایک ملت کے۔'' لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! وہ ایک ملت کون سی ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي''۔ ''جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پر قائم ہوں گے۔'' [حسن] سنن الترمذي، أبواب الإيمان، ما جاء في افتراق هذه الأمة، ح: 2641

اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرامؓ کی شان وعظمت کے متعلق کیا خوب فرمایا: مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُسْتَنًّا فَلْيَسْتَنَّ بِمَنْ قَدْ مَاتَ، فَإِنَّ الْحَيَّ لَا تُؤْمَنُ عَلَيْهِ الْفِتْنَةُ، أُولَئِكَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانُوا أَفْضَلَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ، أَبَرَّهَا قُلُوبًا، وَأَعْمَقَهَا عِلْمًا وَأَقَلَّهَا تَكَلُّفًا، قَوْمٌ اخْتَارَهُمُ اللّٰهُ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهِ وَإِقَامَةِ دِينِهِ، فَاعْرِفُوا لَهُمْ فَضْلَهُمْ، وَاتَّبِعُوهُمْ فِي آثَارِهِمْ، وَتَمَسَّكُوا بِمَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ أَخْلَاقِهِمْ وَدِينِهِمْ، فَإِنَّهُمْ كَانُوا عَلَى الْهُدَى الْمُسْتَقِيمِ۔ (شرح الطحاوية لابن أبي العز الحنفي: 1/383)

''آپ لوگوں میں سے جو بھی شخص کسی طریقے کو اپنانا چاہتا ہے، اسے چاہیے کہ وہ اُن کے طریقے کو اپنائے جو (اس وقت صحابہ کرام میں سے) رحلت فرما چکے ہیں، کیونکہ زندہ انسان کی فتنے سے بچنے کی کوئی ضمانت نہیں، اور وہ لوگ محمد ﷺ کے صحابہ ہی ہیں، جو اس امت کے افضل لوگ تھے، انتہائی نیک دِل، راسخ علم والے اور کم سے کم تکلف کرنے والے تھے۔ وہ ایسی ہستیاں تھیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی صحبت اور اقامتِ دین کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ لہٰذا تم ان کی فضیلت کو پہچانو، اُن کے نقش قدم پر چلو اور جتنا ممکن ہو ان کے اخلاق اور دین کو اپناؤ؛ کیونکہ وہ صراطِ مستقیم پر تھے۔''

★★★

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اسلام کی نشر واشاعت میں صحابہ کرام کی خدمات

ڈاکٹر عبید الرحمن محمد حنیف المدنی

مدیر مرکز امام بخاری التعلیمی والخیری ممبئی

اللہ رب العالمین نے ایک عالمی دین دے کر انسانیت کے ایک عظیم محسن اور رحمت ومحبت کے پیکر دونوں جہانوں کے سردار خاتم الانبیاء والمرسلین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تا کہ آپ کے ذریعہ سے یہ پیغام رحمت دنیا کے چپے چپے اور گوشے گوشے میں پہونچ سکے، اور انسانیت اس کے چھاؤں تلے آکر سکون اور اطمینان کی زندگی گزارتے ہوئے منزل کی طرف پوری قوت سے رواں دواں ہو سکے، درحقیقت اس قدر عظیم ذمہ داری کا بوجھ آپ کے کندھوں پر رب ذوالجلال نے اس وجہ سے ڈالا کیونکہ روئے زمین پر اس عظیم المرتبت امانت کے اٹھانے اور اس سے عہدہ برآ ہونے والا آپ سے افضل اور بہتر انسان نہیں تھا چنانچہ آپ نے دین حق کے عظیم پیغام کو سرا وجہرا لوگوں تک عام کیا، جس کا آغاز گھر اور قریبی متعلقین سے کرتے ہوئے خاندان اور تمام رشتہ داروں کے علاوہ دیگر تمام لوگوں تک خاموشی اور علانیہ طور پر پہونچایا، اور اسے خوب خوب پھیلایا، جس میں حکمت ودانائی، رحمت ومودت، حلم وبردباری، نرمی اور رقت قلبی کی رعایت کے باوصف پوری اپنائیت بلکہ دیوانہ وار چاہت اور رغبت کے ساتھ مکہ کی خارزار وادیوں، مشہور بازاروں، اور اجتماع گاہوں کے علاوہ بستی سے کوسوں دور رہنے والوں تک پہونچنے اور رب کریم کا یہ عظیم پیغام پہونچانے کی کوشش کیا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ مکہ ہی کی زندگی میں آپ کی یہ دعوت نجاشی کے دربار تک پہونچی اور مقامی دعوت آفاقی دعوت بن گئی، جس میں مزید قوت اور جلاء مدینہ طیبہ کی زندگی میں حاصل ہوئی، جہاں سے آپ نے آس پاس اور دور دراز کے لوگوں کو اسلام سے روشناس کرانے کے لئے اپنے دعاۃ کو ارسال فرمایا، نیز مختلف ممالک کے بادشاہوں اور حکمرانوں کے نام خطوط جاری فرمایا، اور کھلے لفظوں میں انہیں اسلام قبول کرنے کی ترغیب دلائی، جس کا اثر اور نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کی زندگی ہی میں لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے، اور اسلام کے تعلق سے گھر گھر چرچے ہونے لگے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے اس عظیم الشان راہ کے بہترین راہی بن کر صحابہ کرام اٹھے اور اس عظیم پیغام کو دنیا کے کونے کونے تک پہونچانے کا عزم لے کر میدان دعوت میں پوری قوت سے اترے اور اس فریضہ کی انجام دہی میں خلوص وللہیت سے جٹ گئے، اور آپ کے اسوہ اور نمونہ پر چلتے ہوئے جہاں بھی قدم رنجا ہوئے رحمت وسعادت بن کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انسانیت نوازی کی مثال قائم کرتے رہے۔ فرضی اللہ عنہم وارضاہم۔

اسلام کی نشر واشاعت میں صحابہ کرام کی خدمات کا تنوع:

صحابہ کرام نے جس تندہی کے ساتھ دین اسلام کو اوروں تک پہونچایا، اس کا بھرپور اندازہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ان تمام پہلوؤں پر نگاہ رکھی جائے جو ان کی کوششوں کا مرکز بنیں، مندرجہ ذیل سطور میں اجمالی طور پر اس کی طرف اشارہ کرنا مناسب خیال کرتا ہوں:

- مصادر دعوت کا اہتمام، اور اسکی حفاظت پر بھرپور توجہ
- مضامین دعوت پر ترکیز، اور اس کے خلاف رونما ہونے والے افکار پر رد
- وسائل اور اسالیب کے اختیار میں حکمت
- داعیانہ کردار کا اہتمام
- مدعو کے حالات کی رعایت اور ان کے ساتھ اچھا تعامل

اگر صحابہ کرام کی کوششوں اور خدمات پر ایک اور انداز سے نگاہ ڈالی جائے تو اسے دو بڑے حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

۱۔ صحابہ ءکرام کی دعوتی خدمات پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی میں۔

۲۔ صحابہ ءکرام کی دعوتی خدمات پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کے بعد۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں صحابہ ءکرام کی دعوتی خدمات:

صحابہ کرام کی خدمات کا دائرہ اسلام کی نشر واشاعت کے تعلق سے جو انہوں نے عصر نبوت میں صرف کیا بہت ہی وسیع ہے، نہایت ہی اختصار سے ذیل میں چند اہم امور کے ذکر پر اقتصار کیا جاتا ہے:

- کفار ومشرکین کو اسلام سے متعارف کرانا، اور حلقہ بگوش اسلام کرنے کی سعی پیہم کرنا
- اس تعلق سے صحابہ کرام کی کوششیں چند اہم حصہ پر مشتمل رہی ہیں

۱) گھر میں دعوت اسلام:

اپنے اپنے گھر میں انتہائی تن دہی سے اسلام سے متعارف کرانے کی کوشش صحابہ کرام نے پیارے نبی ﷺ ہی سے سیکھا اور اس پر گامزن ہو گئے، یہی حکم ربانی، اور منہج نبوی ہے، اور اسی پر سلف صالحین قائم ودائم نظر آتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرۃ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میری امی مشرک تھیں، اور میں انہیں اسلام کی دعوت دیتا تھا، چنانچہ ایک دن انہوں نے پیارے نبی ﷺ کی شان میں نازیبا کلمات کہہ دیئے جو مجھے بہت برا لگا، اور میں روتے ہوئے پیارے رسول ﷺ کی خدمت میں پہونچا، اور پورا واقعہ سناتے ہوئے درخواست دیا کہ آپ میری ماں کی ہدایت کے لئے دعاء فرما دیجئے، چنانچہ آپ نے اپنے ہاتھوں کو اٹھا کر دعاء فرمائی، نتیجہ یہ نکلا کہ وہ مسلمان ہوگئیں۔ (مسند أحمد (۸۲۵۹، بسند حسن)۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کوششوں سے ان کے والد ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا اسی سلسلے کی ایک سنہری کڑی ہے۔

۲) خاندان اور قبیلے کے لوگوں کو دعوت دینا:

فرمان باری تعالی: "وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ" اپنے قریبی رشتہ داروں کو خبردار کرو، کے تقاضہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے صحابہء کرام گھر والوں پر محنت اور کوشش کے بعد رشتہ داروں اور خاندان وقبیلہ کے لوگوں کو اس عظیم الشان نعمت سے فیضیاب کرنے کے لئے کوشاں نظر آتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (طفیل بن عمرو دوسی اور ان کے رفقاء پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور کہا: قبیلہء دوس نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے اور نافرمانی کا راستہ اختیار کر لیا ہے، اے اللہ کے رسول آپ اس پر بددعاء فرما دیجئے، لوگوں کا خیال ہوا: کہ قبیلہء دوس اب تباہ و برباد ہو جائیگا، مگر آپ ﷺ نے ان پر بددعاء کے بجائے دعاء کرتے ہوئے فرمایا: (اللهم اهد دوسا وأت بهم) اے اللہ قبیلۂ دوس کے لوگوں کو ہدایت سے سرفراز فرما کر میرے پاس لے آ۔ (صحیح بخاری (۲۹۳۷)۔

معلوم ہوا کہ طفیل بن عمرو اور ان کے رفقاء کار قبیلہ کے لوگوں کو دعوت دینے میں کافی عرق ریزی کا مظاہرہ کر چکے تھے۔ ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی اسی سلسلے کی ایک سنہری کڑی ہے، چنانچہ وہ مدینہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے، اور کچھ سوالات وجوابات کے بعد نہایت ہی اطمینان سے کہا: (آمنت بما جئت به، وأنا رسول من ورائي من قومي، وأنا ضمام بن ثعلبة) میں ضمام بن ثعلبہ آپ پر ایمان لاتا ہوں، اور میں آپ کی طرف سے اپنی قوم کے سامنے یہ پیغام رکھتا ہوں۔ (صحیح بخاری: ۶۳)۔ چنانچہ وہ پلٹ کر اپنی قوم میں گئے اور انہیں اسلام کی دعوت دی، راوی کہتے ہیں کہ شام ہوتے ہوتے قوم کے سارے مرد وخواتین مسلمان ہوگئے، اور ضمام بن ثعلبہ جیسا فاضل پیغام رساں دیکھا گیا نہ سنا گیا۔ (دیکھئے: سیرۃ ابن ہشام (۳۴۲/۴) وغیرہ۔

۳) عام کفار اور مشرکین کو دعوت دینا:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسلام وہ رحیق مختوم ہے کہ اگر کوئی شخص ایک بار اس کی مٹھاس چکھ لے، اور اس کا لبریز جام نوش کر لے تو دیوانہ وار اس کا ایسا رسیا ہو جاتا ہے کہ خاموشی سے بیٹھ جانے کے بجائے دعوت حقہ کا علمبردار بن کر لوگوں کو اس کی طرف بلاتا ہوا نظر آتا ہے۔ چنانچہ تاریخ اسلام پر سرسری نگاہ ڈالنے کے بعد یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ مردوں میں اول اسلام لانے والے عظیم صحابی رسول صدیق اکبر، آپ کے یار غار جب مشرف بہ اسلام ہوئے، تو دوسروں کو اس کی طرف دعوت دینے کی خاطر آگے بڑھے، اور پوری سعی اور جدو جہد اس میدان میں صرف کر دی، جس کے نتیجہ میں اللہ رب العالمین نے بہت سے کبار صحابہ کو آپ کے ہاتھ پر اسلام کی دولت سے شاد کام فرمایا، جن میں سر فہرست: حضرت عثمان بن عفان، زبیر بن عوام، عبد الرحمن بن عوف، سعد بن أبي وقاص، اور طلحۃ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہم وغیرہ کا نام سیرت کی عام کتابوں میں مرقوم ہے۔

اسی طرح عبد الرحمن بن عوف۔ جو حضرت أبو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مساعی جمیلہ کا ایک حصہ ہیں۔ ان کی کوششوں سے دومۃ الجندل میں بنو کلب کے سردار اصبغ بن عمرو الکلبی، جعفر بن طیار کی سعی پیہم سے حبشہ کے بادشاہ نجاشی، اور مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی انتھک لگن اور دعوت سے اوس وخزرج کے سرداران مسلمان ہو کر اپنی قوم وملت کے لئے اسلام کا راستہ ہموار کرتے ہوئے نظر آئے۔ دیکھئے: السیرۃ النبویۃ ۳/ ۳۹۷ د/ علی محمد الصلابی۔ (الشاملۃ)

یہ اور اس جیسے بے شمار واقعات ہیں جو صحابہء کرام کی زندگیوں میں بھرے پڑے ہیں، ان سے یہ حقیقت بخوبی روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ انہوں نے دعوت الی اللہ کے فریضے کو جان جوکھم میں ڈال کر انجام دیا، حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ معروف ومشہور ہے، چنانچہ دونوں ایک دوسرے کے بارے میں پوچھتے ہوئے ڈر محسوس کرتے رہے، نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ عمل کہ جب میں خطرے کی کوئی چیز محسوس کروں گا تو دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو جاؤں گا یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ جوتا ٹھیک کر رہا ہوں تو تم رکے بغیر آگے بڑھ جانا، پھر جب وہ اسلام لے آئے تو نبی کریم ﷺ نے ان سے اسلام کے تعلق سے فرمایا: (اكتم هذا الأمر، وارجع الى بلدك، فاذا بلغك ظهورنا فأقبل) اسے چھپا کر رکھو، اور اپنی بستی میں لوٹ جاؤ، جب میرے غالب ہونے کا معاملہ سننا تو تشریف لانا، مگر وہ نہ مانے اور قریش کے بیچ جا کر اسلام کا اعلان کر دیئے جس کی وجہ سے انہیں مکہ والوں نے بہت مارا پیٹا) (صحیح بخاری: ۳۸۶۱)

مصادر دعوت یعنی وحی الہی کے حفظ وضبط اور فہم ومعرفت کا اہتمام کرنا:

وحی الہی ہی دراصل وہ غذا ہے جس کے بغیر انسان زندہ لاش بن کر رہ جاتا ہے، فرمانِ باری تعالی ہے: ''وَكَذَٰلِكَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا مَا كُنتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَٰكِن جَعَلْنَاهُ نُورًا نَّهْدِي بِهِ مَن نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا“ (الشوری/ ۵۲) اسی طرح ہم نے آپ کی طرف اپنے امر میں سے ایک روح وحی کی ہے، جس کے آنے سے پہلے آپ نہ قرآن جانتے تھے نہ ہی ایمان، جس روح کو ہم نے نور بنایا ہے، جس کی روشنی سے ہم جسے چاہیں گے ہدایت سے سرفراز کریں گے۔

معلوم ہوا کہ وحی الٰہی روح کی مانند ہے، وہ ہے تو انسان زندہ ہے ورنہ نہیں۔ ایک اور جگہ اللہ رب العالمین نے اسے یوں بیان فرمایا ہے: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ) (الأنفال/ ۲۴) اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی پکار پر لبیک کہو اس سے تمہیں زندگی ملے گی۔

زندگی کا دارومدار اللہ رب العالمین اور اس کے پیارے رسول کے فرامین (یعنی وحی الٰہی) کے ماننے اور تسلیم کرنے میں ہے، جس نے مانا وہ زندہ، ورنہ مردہ۔ وحی الٰہی یعنی صحیح اسلام کے اولین مخاطب صحابۂ کرام نے والہانہ انداز میں اس عظیم الشان نعمت کا پرتپاک استقبال کرتے ہوئے گلے لگایا، اسے فقط سینہ ہی سے نہیں لگایا بلکہ سینہ کے اندر بسایا، اور قلب وقالب سے اس کے ظاہری اور معنوي حفظ وضبط کے سارے طریقے اپنائے، چنانچہ قرآن مجید کی تمام تر آیات مبارکہ کو نوٹ اور تحریر کرنے کے لئے کئی کئی صحابۂ کرام نے کتابت کے فرائض انجام دیئے اور اس عظیم الشان شرف ومنزلت سے ہمکنار ہوئے جسے امت نے (کتاب وحی) کے لقب سے جانا۔ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضي اللہ عنہ کے دور خلافت میں حفاظ قرآن۔ جنہیں قراء کہا جاتا تھا۔ کا کثرت سے قتل وشہادت کے معاملے کو سامنے رکھ کر یہ تجویز پاس ہوئي کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید کے جمع وتدوین کی مہم پر لگا کر ساری آیات قرآنیہ کو ضائع ہونے سے بچا کر محفوظ کر لیا جائے۔ (صحیح بخاري/ ۴۹۸۶)۔ اتنا ہی نہیں بلکہ قراءت کے اختلاف سے امت کو بچانے کے لئے حضرت عثمان بن عفان رضي اللہ عنہ نے چار افراد پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دے دي جن کے نام یہ ہیں: (زید بن ثابت، عبد اللہ بن زبیر، سعید بن العاص، اور عبد الرحمن بن حارث بن ہشام) اور انہیں حکم دیا کہ اختلاف کی شکل میں قریش کے لہجہ اور زبان کو ترجیحی شکل دیں۔ (صحیح بخاري/ ۴۹۸۷) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایسا اس لئے کیا تاکہ امت کسی بھي معاملہ میں ایک دوسرے سے برسر پیکار نہ ہو، خاص طور سے مصدر رشد وہدایت کے معاملے میں پورے طور پر متفق ومتحد ہو سکیں۔

اسی طرح آیات کے فہم ومعرفت کے باب میں واضح خطوط متعین فرما کر امت مسلمہ کو ضلالتِ تاویل سے محفوظ فرما کر احسان عظیم فرمایا: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (وعليه ينزل القرآن وهو يعرف تأويله, وما عمل به من شيء

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

عملنابه) رواه مسلم (۱۲۱۸)۔ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید کا نزول ہورہا تھا، جس کے معانی ومفاہیم سے آپ پورے طور پر آگاہ تھے، چنانچہ آپ جو کچھ کرتے پیچھے ہم بھی وہی کام انجام دیتے۔

معلوم ہوا کہ صحابہء کرام کی علمی وعملی زندگی پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فہم وحی پر موقوف ہے، جو کہ عین ہدایت ہے۔اسی طرح عبداللہ بن عباس رضي اللہ عنہما نے خوارج سے مخاطب ہوتے ہوئے ان اہم ترین اصولوں کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: (أتيتكم من عند أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم: المهاجرين والأنصار، ومن عند ابن عم النبي صلى الله عليه وسلم وصهره، وعليهم نزل القرآن، فهم أعلم بتأويله منكم، وليس فيكم منهم أحد) ۔ السنن الكبرى للنسائي (۸۵۲۲) وجامع بيان العلم لابن عبد البر (۱۸۳۴)۔ میں تمہارے پاس مہاجرین اور انصار صحابۂ کرام، نیز آپ کے چچیرے بھائی اور داماد علی بن أبی طالب کی طرف سے آیا ہوں، سنو قرآن مجید انہیں کے درمیان اترا جس کے معاني ومفاہیم وہ تم سے زیادہ جانتے اور سمجھتے ہیں، جبکہ تم میں کا کوئی بھی شخص صحابی نہیں۔

مصدر دعوت کے دوسری عظیم شاہکار سنت مطہرہ کے حفظ وضبط کا اہتمام:

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جہاں ایک طرف آیات قرآنیہ کا پورا پورا کما حقہ اہتمام فرمایا، وہیں دوسری طرف احادیث نبویہ کے تئیں کچھ کم محنت وعرق ریزی نہیں کی۔ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (نضر الله امرءا سمع منا شيئا فبلغه كما سمع، فرب مبلغ أوعى من سامع) جامع الترمذی (۲۶۵۷) اللہ رب العالمین اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے ہم سے کچھ سنا اور بعینہ بلا کم وکاست دوسروں تک پہونچایا، اس لئے کہ بسا اوقات سننے والے سے کہیں زیادہ محفوظ رکھنے والا وہ شخص ہوتا ہے جس تک بات پہونچائی جائے۔

سنت مطہرہ کو ہر طرح کی کمی وبیشی سے محفوظ رکھنے کے لئے صحابہ کرام کی کوششوں کا دائرہ بہت وسیع ہے ذیل میں چند اہم نقاط ملاحظہ فرمائیں:

- **سنتِ مطہرہ کی تدریس وتعلیم:** امیر معاویہ بن أبی سفیان رضی اللہ عنہ احادیث مبارکہ کی تدریس کرتے تھے، دیکھئے: المنتخب لعبد بن حمید (۱/۴۹۱)، نیز آپ نے عبدالرحمن بن شبل کے پاس خط لکھا کہ لوگوں کو پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی باتیں سکھائیں۔ المصدر نفسه (ص ۳۹)۔
- **حفظ حدیث کے لئے اپنے آپ کو مکمل طور پر فارغ کر لینا:** حضرت أبو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہمارے مہاجر بھائی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تجارتی کاموں میں، اور انصاری بھائی کسانی میں مشغول ہوجایا کرتے تھے، البتہ میں نے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ملازمت اختیار کرلی، مجھے کھانے کی جو چیز بھی میسر آجاتی اس پر قناعت کرتے ہوئے آپ کی رفاقت کا خواہاں ہوتا، اس لئے مجھے جو چیزیں حفظ ہوتیں دوسروں کو نہیں ہوتیں۔ (صحیح بخاری ۱۱۸/) نیز حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کے حفظ وضبط صدر کے پیچھے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی دعاء بھی تھی۔ (صحیح بخاری ۱۱۹/)۔

○ **مذاکرۂ حدیث کا اہتمام:** عروۃ بن زبیر فرماتے ہیں کہ حدیث (ان اللہ لایقبض العلم انتزاعا) کے بارے میں حضرت عائشہ سے پوچھا کہ کیا آپ نے ایسا کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا نہیں، میں نے عبداللہ بن عمرو سے سنا ہے، عروۃ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرو سے ایک سال کے بعد میری ملاقات طواف کے دوران ہوئی، چنانچہ میں نے پوچھا توانہوں نے کہا ہاں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ (الإرشاد في معرفة علماء الحديث ۳۰۴/۱)۔

ابوالزعیزعۃ مروان کے کاتب فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کو مروان نے طلب کیا اور مجھے پردے کے پیچھے بٹھادیا، چنانچہ میں نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی باتوں کو نوٹ کرلیا، ایک سال کے بعد دوبارہ انہیں طلب کیا گیا، اور بعینہ وہی باتیں پوچھی گئیں جو ایک سال قبل پوچھی گئی تھیں، راوی کا بیان ہے: (فما زاد ولا نقص، ولا قدم ولا أخر) المستدرک (۶۱۶۴) یعنی انہوں نے جواب میں سابقہ باتوں میں کچھ بھی کمی بیشی نہیں کی نہ ہی کچھ تقدیم وتاخیر کا معاملہ کیا۔ دیکھئے: (مقاييس نقد متون السنة للدكتور مسفر الدميني)۔

○ **کتابت حدیث کا اہتمام:** حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (صحابہ ٔکرام میں مجھ سے زیادہ احادیث رسول کا راوی کوئی نہیں تھا سوائے عبداللہ بن عمرو کے، کیونکہ وہ لکھنے کا اہتمام کرتے تھے، اور میں نہیں کرتا تھا۔ صحیح بخاری (۱۱۳)۔ صحابۂ کرام کی ایک بڑی تعداد ہے جنہوں نے عصر رسالت میں اور اس کے بعد احادیث رسول کی کتابت کا اہتمام فرمایا، اور انہیں مختلف صحیفوں میں مدون کردیا، جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں: أبوأمامة الباهلي، أبوأيوب الانصاري، أبوبكر الصديق، أبوسعيد الخدري، أبوموسى الاشعري، أبوشاه، أبي بن كعب، انس بن مالک رضی اللہ عنہم، وغیرہ۔

درج بالا صحابۂ کرام کے علاوہ بھی بہت سے صحابہ ٔکرام نے کتابت احادیث کا اہتمام فرمایا ہے جن کی مجموعي تعداد (۵۲) تک پہونچتی ہے، جس کا تفصیلی ذکر فضیلۃ الشیخ الدکتور محمد مصطفی الاعظمی نے اپنی معروف کتاب: دراسات في الحديث النبوي (۹۲/۱-۱۴۲) میں کیا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

○ روایت کرنے والے شخص کی ثقاہت کی جانچ کا اہتمام:

بُشیر عدوی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور احادیث بیان کرنے لگے مگر ابن عباس ان کی طرف متوجہ نہیں ہوئے، پوچھنے پر ابن عباس نے فرمایا: (ہمارا حال یہ تھا کہ اگر پیارے رسول کا نام کانوں سے ٹکرا جائے تو نگاہیں اس شخص کا پیچھا کرتیں، اور کان ہمہ تن گوش ہوجاتے، مگر جب لوگوں نے بے احتیاطی برتی اور ہر طرح کے لوگوں سے حدیثیں لینے لگے تو (لم نأخذ من الناس الا ما نعرف) ہم صرف وہی حدیثیں لیتے ہیں جنہیں جانتے ہیں، یعنی قابل اعتماد لوگوں کے واسطہ سے آئی ہوئی روایتیں ہی لیتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ صحابہء کرام حفظ وضبط کی جانچ کے ساتھ ساتھ عدالت تقوی وطہارت کی بھی جانچ کرتے تھے تاکہ اہل بدعت اپنے مطلب کی چیزیں صحیح اور درست کے ساتھ ملا کر پیش نہ کرسکیں اور امت مسلمہ تک صاف ستھرا اسلام کتاب وسنت کی روشنی میں پہونچائی جاسکے، اور قابل اعتماد مصدر دعوت کو ہر طرح کی کمی وبیشی سے محفوظ رکھ کر صحیح اور درست امور لوگوں تک پہونچ سکیں۔

عصر رسالت کے بعد صحابہء کرام کی دعوتی خدمات:

پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عہد رسالت کے بعد بعض قبائل دین اسلام سے برگشتہ ہونے لگے، جنہیں جادۂ حق وصواب پر لانے کے لئے صدیق اکبر نے بڑی ہی دوراندیشی اور شجاعت سے لشکر جرار روانہ فرمایا، اور بغاوت کی سرکوبی کے ساتھ لوگوں کو دینِ اسلام کا حامی بنانے میں انتھک کوششیں فرمائیں، نیز جہادی دستے روانہ فرما کر اسلام کا رعب دشمنان دین کے دلوں کے اندر ڈالنے میں کامیاب رہے، جہادی دستوں کی روانگی کا یہ مبارک سلسلہ بعد کے ادوار میں نہایت ہی منظم اور مضبوط انداز سے آگے ہی آگے کی طرف بڑھتا رہا اور دین اسلام کی نشرواشاعت کا سبب بنتا رہا۔ کفار ومشرکین کے درمیان اسلام کے تئیں نرم پہلو پیدا کرنے کے اسلامی انسانیت نواز طریقہء عدل وانصاف کو خوب خوب عام کیا گیا، اور اس طور پر ایک کثیر تعداد تک اسلام کا پیغامِ امن پہونچا اور لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہوتے گئے، ذیل میں چند اہم اسلامی اصول ملاحظہ فرمائیں جن میں انسانیت نوازی کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی ہے: حضرتِ علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ کو پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں جھنڈا دیتے ہوئے فرمایا: (ادعهم الى الإسلام، وأخبرهم بما يجب عليهم، فو الله لأن يهدي الله بك رجلا واحدا خير لك من أن يكون حمر النعم) رواه البخاري (۳۰۰۹)۔ انہیں پہلے اسلام کی طرف بلاؤ، اور انہیں ان کے واجبات بتاؤ، کیونکہ اللہ کی قسم اگر اللہ تعالی آپ کے ذریعہ ایک شخص کو ہدایت سے سرفراز فرمادے تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹ سے بھی بہتر ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوا کہ اسلام کی نشر واشاعت کے لئے جنگ فی نفسہ مقصود نہیں ہے بلکہ یہ تو دعوت اسلام کے راستے کی رکاوٹوں کو دور کرنے اور ظلم وزیادتی کے باب کے خاتمہ کے لئے مشروع کی گئی ہے۔

وفود اور متنوع قافلوں کے ذریعہ پیغام اسلام کی نشر واشاعت کا اہتمام:

عہد رسالت کے بعد مختلف جنگی مہم کے مواقع پر صحابہ کو تاکید کی جاتی اور انھیں کا دعوتی وتبلیغی فرض منصبی یاد دلایا جاتا۔

جنانچہ حضرت أبوبکر رضی اللہ عنہ بعض سپہ سالاروں کو لکھتے ہیں: یہ خط رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ أبوبکر کی طرف سے فلاں شخص کے نام ہے، جسے مرتدین کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا گیا ہے، کہ وہ اسلام کی دعوت پیش فرما کر معذرت کا راستہ ختم کردیں، اگر وہ لوگ دعوت اسلام قبول کرلیں، تو ان سے ہاتھ روک لیں، اور نہ ماننے کی صورت میں ان سے جہاں بھی وہ ہوں قتال کریں۔(تاریخ الطبری ۲۵۱/۳۔)

ایک خط لکھتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (وقد کنت أمرتک أن تدعو من لقیت الی الإسلام قبل القتال، فمن أجاب الی ذلک قبل القتال فھو رجل من المسلمین، لہ ما لھم، وعلیہ ما علیھم،) تاریخ مدینۃ دمشق ۴۵۵/۱۔) یعنی میں نے اس سے پہلے بھی آپ کو لکھا تھا کہ قتال سے پہلے انہیں اسلام کی دعوت دیں، جسے وہ اگر قبول کرلیں تو انہیں مسلمان تصور کریں، اور ان کے ساتھ مسلمانوں جیسا برتاؤ کریں۔

یہ احکام صرف صادر کرنے اور سن لینے کی حد تک ہی نہ تھے بلکہ اس پر عمل بھی ہوا: چنانچہ قبیلہ بنوطيء کے لوگ جب مرتد ہوکر طلیحہ بن خویلد أسدی متنبی کے ساتھ ہوگئے تو عدي بن حاتم رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم سے قتال شروع کرنے سے قبل اسلام کی طرف پلٹنے کی دعوت دی، اور اللہ رب العالمین کے فضل وکرم سے وہ سارے لوگ حضرت عدي کے ساتھ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس اسلام کی طرف رجوع ہوتے ہوئے آئے، جبکہ ان کی تعداد ۵۰۰ لڑنے والے افراد پر مشتمل تھی۔ مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ د محمد حمید اللہ ص ۴۲۲، بحوالہ: عدد ممتاز عن الصحابۃ رضي اللہ عنہم ص ۳۵۵۔

نیز حضرت سعد بن أبی وقاص رضی اللہ عنہ جن جلیل القدر صحابہ کو جنگ قادسیہ کے موقعہ پر فارس کے کمانڈر رستم کے پاس دین اسلام کی دعوت کے لئے جن سادات صحابہ کو بھیجا تھا ان میں نعمان بن مقرن، فرات بن حیان، حنظلۃ بن ربیع تمیمی، عطارد بن حاجب، أشعث بن قیس، مغیرہ بن شعبۃ، اور عمرو بن معدیکرب رضی اللہ عنہم کے نام تاریخ کے اوراق میں پائے جاتے ہیں۔(دیکھئے: البدایۃ والنہایۃ ۳۴۳/۶۔)

(بقیہ صفحہ نمبر 66/پر.....)

’’محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ‘‘

www.KitaboSunnat.com

دین کے دفاع میں صحابہ کا کردار

سرفراز فیضی
داعی صوبائی جمعیت اہل حدیث، ممبئی

صحابہ کا اللہ کے نبی ﷺ کے دور میں پیدا ہو جانا، آپ پر ایمان لا کر صحابیت کے عظیم شرف سے مشرف ہو جانا کوئی اتفاقی حادثہ نہیں تھا۔ یعنی ایسا نہیں کہ کچھ لوگ اتفاق سے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیدا ہو گئے۔ اور اتفاق سے اللہ کے نبی ﷺ ان کے زمانہ میں مبعوث کر دیے گئے اور اتفاق سے وہ ان پر ایمان لے آئے اور صحابیت کے شرف سے مشرف ہو گئے۔ بلکہ اللہ نے ابتداء کائنات سے قیامت تک پیدا ہونے والے سارے افراد میں کمالات انسانی میں فائق ترین لوگوں کو چن کر اپنے محبوب نبی کی رفاقت کا شرف بخشا۔ عبداللہ ابن مسعود پر موقوف روایت ملاحظہ فرمائیں: عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: " إِنَّ اللهَ نَظَرَ فِي قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَوَجَدَ قَلْبَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرَ قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَاصْطَفَاهُ لِنَفْسِهِ، فَابْتَعَثَهُ بِرِسَالَتِهِ، ثُمَّ نَظَرَ فِي قُلُوبِ الْعِبَادِ بَعْدَ قَلْبِ مُحَمَّدٍ، فَوَجَدَ قُلُوبَ أَصْحَابِهِ خَيْرَ قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَجَعَلَهُمْ وُزَرَاءَ نَبِيِّهِ، يُقَاتِلُونَ عَلَى دِينِهِ، فَمَا رَأَى الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا، فَهُوَ عِنْدَ اللهِ حَسَنٌ، وَمَا رَأَوْا سَيِّئًا فَهُوَ عِنْدَ اللهِ سَيِّئٌ "

عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں اللہ نے بندوں کے دلوں کو دیکھا تو سب سے بہترین دل محمد ﷺ کا پایا۔ لہذا انہیں اپنے لیے چن لیا اور اپنا رسول بنا کر انہیں مبعوث فرما دیا۔ اس کے بعد دوسرے لوگوں کے دلوں کو دیکھا تو سب سے بہترین اصحاب محمد کا دل پایا، تو ان کو اپنے نبی کا ساتھی (وزراء) بنا دیا۔ جو اس کے دین کیلئے قتال کرتے ہیں۔ لہذا جس کو (یہ) مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ اور جس کو یہ برا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی برا ہے۔ (مسند احمد، شیخ شعیب ارناؤط اور ان کے ساتھی محققین نے اس حدیث کے حسن ہونے کا فیصلہ کیا۔ مسند أحمد ط الرسالۃ 6 / 84)

سب سے پہلے دعاۃ:

صحابہ کرام اس امت کے سب سے پہلے دعاۃ ہیں۔ یہ امت جس کو خیر امت کا لقب اس لیے ملا کہ وہ معروف کا حکم دینے اور برائیوں سے روکنے والی ہے اس کا سب سے پہلا طبقہ صحابہ کا طبقہ ہے۔ صحابہ اُس نبی ﷺ کے شاگرد ہیں جن کو "داعیا الی اللہ باذنہ" کے منصب پر سرفراز کر کے دنیا میں بھیجا گیا تھا۔ صحابہ داعیان اسلام کی وہ جماعت ہے جن کے دینی جذبہ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعمیر خود نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے ہاتھوں ہوئی۔ جس کی دینی حمیت اور غیرت کی تشکیل نبوی فراست کے سائے تلے ہوئی۔ جن کا فکر وفہم نبوی تربیت کا شاہکار تھے۔ کتاب وسنّت جو دعوت کی اساس ہے انہوں نے اس کی تلقّی بغیر کسی واسطے کے نبی مکرّم ﷺ سے کی تو حکمت وبصیرت جو راہ دعوت کا توشہ ہے اس کا حصول ان کو نبی ﷺ سے بغیر کسی حوالے کے حاصل ہوا۔ قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔

صحابہ امّت کا وہ باسعادت طبقہ ہے جس کو اس نبی مکرم کی دعوتی جدّ وجہد میں تعاون کے لیے چنا گیا جس کو دنیا میں بھیجا ہی گیا تھا کلمہ توحید کی سربلندی اور کفر کے قلعے مسمار کرنے کیلئے۔ اس دین کے غلبہ واظہار میں ایک طرف جہاں صحابہ کی جانی اور مالی قربانیاں شامل ہیں وہیں دوسری طرف ان کے دعوتی مساعی اور جہود بھی داخل ہیں۔

امّت کے محافظ:

صحابہ کرام کی عظمت کا ایک پہلو تو یہ ہے کہ وہ اس لشکر جرار کے سپاہی بنے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں کفر کے قلعوں کو مسمار کیا اور عرب سے عجم تک کلمۂ حق کا پرچم بلند کیا۔ دوسری جانب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد اس امّت کی حفاظت ونگہبانی کی عظیم ذمہ داری ان کے کندھوں پر رکھی۔ اللہ کے اتارے ہوئے اس دین کی علمی وعملی حفاظت ان کے سپرد کی گئی۔ اُمّت کی پاسبانی ان عظیم نفوس کے حوالے کی گئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دین کی حفاظت، امّت کی قیادت، عقیدہ کا تحفظ، منہج کا دفاع، قرآن وسنّت کی جمع وتدوین، خارجی حملوں کا جواب، داخلی فتنوں کا سدّ باب الغرض دعوت وعلم کے ہر باب میں امت کے ان محسنین نے عزیمت کی ایسی تابناک مثالیں قائم کیں جو آنے والی امّت کی راہیں روشن کرتی رہیں گی۔ ان پاکیزہ نفوس نے اپنے علم وعمل سے اس پیشین گوئی میں رنگ بھرا کہ۔ النجوم أمنة للسماء فإذا ذهبت النجوم أتى السماء ما توعد و أنا أمنة لأصحابي فإذا ذهبت أتى أصحابي ما يوعدون و أصحابي أمنة لأمتي فإذا ذهب أصحابي أتى أمتي ما يوعدون۔

ستارے آسمان کیلئے باعث امن ہیں، جب ستارے جھڑ جائیں گے تو آسمان پر وہ آئے گا، جس کا وعدہ کیا گیا ہے (یعنی قیامت) میں اپنے صحابہ کیلئے باعث امن ہوں جب میں فوت ہو جاؤں گا تو میرے صحابہ پر وہ آزمائشیں آئیں گی جن کا وعدہ کیا گیا ہے، اور میرے صحابہ امت کیلئے باعث امن ہیں جب صحابہ چلے جائیں گے تو امت پر وہ مصیبتیں آئیں گی جن کا وعدہ کیا گیا ہے۔

(صحیح مسلم: کتاب فضائل الصحابة)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دین کا دفاع:

نبی ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ نے اس امت کی قیادت اپنے ذمہ لی۔ اس دین کی ظاہری اور معنوی سرحدوں کی حفاظت کا فریضہ پوری فراست اور دیانت داری کے ساتھ انجام دیا۔ ایک طرف علم اور تعلّم کے ذریعہ پوری یہ دین جو انہوں نے اپنے محبوب نبی (ﷺ) سے حاصل کیا تھا اگلی نسلوں تک منتقل کیا۔ تو دوسری جانب بدعات اور مبتدعین کے خلاف اپنے رویہ سے اس دینِ حنیف کے گرد ایک ایسا مضبوط حصار قائم کیا کہ قیامت تک دین کی سرحدیں بدعات کی دراندازیوں سے محفوظ رہیں گی۔ صحابہ اس طائفہ منصورہ کے تسلسل کی سب سے پہلی کڑی تھی جس کے لیے نصرت کا وعدہ اور فتح کی خوشخبری ہے۔ دین کے علم کو اٹھانے اور اس کے دفاع کے لیے کھڑے ہونے والے وہ پہلے لوگ جن کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ **یحمل هذا العلم من کل خلف عدوله ینفون عنه تحریف الغالین و انتحال المبطلین و تأویل الجاهلین۔**

اس علم کو ہر دور کے عادل لوگ اٹھائیں گے۔ یہ لوگ اس علم کی غلو کرنے والوں کی تحریفات، باطل پرستوں کی حیلہ بازیوں اور جاہل لوگوں کے غلط تشریحات سے حفاظت کریں گے۔

صحابہ کرام کے منہج اتباع سے مستفاد اصول:

صحابہ کرام نے نصوص وحی کی حفاظت کے لیے جو انتظامات کیے اور قرآن وسنت و اگلی نسل تک منتقل کرنے کے لیے جو تدابیریں اور اس کے لیے جو قربانیاں دیں ان کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔ صحابہ کرام نے نصوص وحی کی لفظی حفاظت کے ساتھ ساتھ اس کی معنوی حفاظت کا بھی مکمل اہتمام کیا، اور دین کے دفاع میں سب سے بڑی خدمت تھی کہ نصوص وحی کے فہم، قرآن وسنت کے ساتھ تعامل اور اتباع کا جو منہج صحابہ کرام نے اپنے کردار سے متعین کردیا وہ قیامت تک کے ہر امتی کے لیے معیار بن گیا۔ اہل سنت کا منہج کی بنیاد صحابہ کے انہیں اصولوں پر ہے، یہ اصول اہل سنت اور اہم بدعت کے درمیان کی لکیر ہے، ہدایت اور ضلالت کے درمیان کا معیار ہیں۔ ہم نے یہاں صحابہ کرام کے اتباع کے منہج کو پیش نظر رکھتے ہوئے اتباع کے اصول بیان کیے ہیں، آپ ان اصولوں میں غور کریں اور دیکھیں کہ دین میں گمراہی کے سارے دروازے انہیں اصولوں سے انحراف کی شکل میں کھلتے ہیں۔

نصوص وحی کی تعظیم:

قرآن کے بیان کردہ ایمان اور استسلام اور اطاعت وانقیاد کے ایمانی تقاضے کو سب سے پہلے صحابہ نے پورا کر کے دکھایا۔ ایمان اپنی کامل ترین صورت میں ان کے کرداروں میں ظاہر ہوا۔ اس لیے اللہ نے قیامت تک آنے والے لوگوں ک

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لیے ان کے ایمان اور اسلام کو مثال قرار دیا اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور فرمانبرداری میں یہ رہتی دنیا تک آنے والے ہر انسان کے لیے اسوہ اور مثال قرار دیے گئے۔ "فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ" اگر وہ تم جیسا ایمان لائیں تو ہدایت پائیں گے، اور اگر منہ موڑیں تو وہ صریح اختلاف میں ہیں، اللہ تعالی ان سے عنقریب آپ کی کفایت کرے گا اور وہ خوب سننے اور جاننے والا ہے (البقرۃ:137)

"وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَٰكِن لَّا يَعْلَمُونَ"

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اور لوگوں (یعنی صحابہ) کی طرح تم بھی ایمان لاؤ تو جواب دیتے ہیں کہ کیا ہم ایسا ایمان لائیں جیسا بیوقوف لائے ہیں، خبردار ہو جاؤ! یقیناً یہی بیوقوف ہیں، لیکن جانتے نہیں (البقرۃ:13)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نصوص شریعت کے لیے صحابہ کے اس تعظیم پر یوں ثناء طراز ہیں: کتاب وسنّت کو مضبوطی سے تھامے رکھنے کی توفیق صحابہ اور تابعین پر اللہ رب العزت کا سب سے بڑا احسان تھا۔ ان کے یہاں یہ اصول متفق علیہ تھا کہ قرآن کے برخلاف کسی کی عقل، رائے، قیاس، ذوق، وجدن قابل قبول نہیں۔ (الفتاوی 13/ 28)

صحابہ کرام بدعت اور اہل بدعت کے مقابلہ میں:

اللہ کی رضا اور اس کی محبّت کا حصول ایک ایمان والے بندے کی زندگی کا سب سے بڑا مطلوب ہے اور اس مطلوب کے حصول کا واحد راستہ نبی پاک ﷺ کی اتباع ہے۔ صحابہ کرام کی جماعت وہ جماعت ہے جس نے نبی ﷺ کی اتباع کا حق اپنی زندگی میں ادا کر کے اللہ کی طرف سے جنّت کی سند اور اسوہ کی حیثیت پالی۔ صحابہ کے ایمان واسلام، ان کے جذبہ تسلیم ورضا اور اطاعت وفرمانبرداری کی تحسین رب العزت نے کلام پاک میں فرمائی اور ان کے راستے کو ہدایت کا راستہ قرار دیا ہے۔ اہل ایمان اپنی نمازوں میں صبح وشام جس صراط مستقیم کی ہدایت کے لیے اللہ رب العزت کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں اور انعمت علیہم کے الفاظ کے ساتھ جس ہدایت یافتہ گروہ کی ہدایت کا حوالہ دے کر ان کے راستے پر چلنے کی توفیق طلب کرتے ہیں، صحابہ کرام اسی ہدایت یافتہ گروہ کا حصّہ ہیں۔ یہ وہ عظیم جماعت ہے جسے اللہ جل شانہ نے اپنے خاص فضل سے نوازا۔ جن کے دلوں کو ایمان وتقویٰ کی روشنی سے مزین کیا اور کفر، فسق اور معصیت سے ان کی تطہیر فرمائی۔

بدعت سنّت کی ضد ہے۔ سنّت رسول ﷺ کے راستے پر چلنے کا نام ہے اور بدعت رسول کے راستے سے اپنا راستہ الگ کر لینے کا۔ سنّت کی اتباع کا تقاضہ ہے کہ امّتی ہر معاملہ میں نبی ﷺ کی ذات اور بات کو اپنی ذات اور بات پر مقدّم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

رکھے جب کہ بدعتی کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ نبی ﷺ سے بھی آگے بڑھ جائے۔

صحابہ کرام نے اپنے قول وعمل سے اس بدعت کی تردید کی اور ثابت کیا کہ اللہ کا دین انسان کی ہدایت کے لیے کافی ہے اور اس میں کسی انسانی دخل اندازی کی نہ ضرورت ہے نہ گنجائش۔ بدعت اور اہل بدعات کے حوالے سے صحابہ کرام کے اقوال ملاحظہ فرمائیں:

☆عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اتباع کرو اور بدعتیں ایجاد اور اختیار مت کرو کیونکہ تمہارے لیے (اتباع) کافی ہے۔ (السنة للمروزی ح:۲۸، أخرجه الدارمي في السنن ۲۱۱، والطبراني في الكبير ۸۸۷۰ والبيهقي في المدخل ۲۰۴)

☆حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ ''ہم اقتداء کرتے ہیں (یعنی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہیں) اور اپنی طرف سے شروعات نہیں کرتے۔ اتباع کرتے ہیں بدعت ایجاد اور اختیار نہیں کرتے۔ اور ہم گمراہ نہیں ہو سکتے جب تک آثار (سنتوں) کو پکڑے رہیں گے۔'' (شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة ۱/۹۷)

☆عبداللہ بن عمر۔ رضی اللہ عنہما کا قول ہے: لوگ جب تک حدیث پر عمل پیرا رہیں گے ہمیشہ سیدھی راہ پر رہیں گے" اور یہ بھی فرمایا کہ" ہر بدعت گمراہی ہے اگرچہ لوگ اس (نیکی) اچھا سمجھیں" (سنن الدارمی ۸/۱، السنة للمروزی ۲۸/۱،)

☆عثمان بن حاضر کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ مجھے وصیت کیجیے تو انہوں نے فرمایا: استقامت اور اثر (سنّت) کی اتباع کو لازم پکڑو، اور بدعتوں سے بچتے رہو۔ (سنن الدارمی ۱۴۱، الإبانة لابن بطه ۱۶۴)

☆حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں" گمراہی کی حقیقت یہ ہے کہ تم کسی چیز کو معروف قرار دو جس کو اب تک منکر کہتے آئے تھے اور کسی ایسی چیز کو منکر کہنے لگو جس کو اب تک معروف قرار دیتے رہے تھے۔ تلوّن (رنگ بدلنا۔ استقامت کی ضد ہے) سے بچو۔ کیونکہ اللہ کا دین ایک ہی ہے۔ (اعتقاد أهل السنة للالكائي ۱۲۰، الحجة في بيان المحجة للأصبهاني ۱۶۸)

غیر ضروری قیل وقال اور سوالات سے پرہیز:

صحابہ منہج کی ایک بڑی خصوصیت ہے کہ ان کے یہاں قیل وقال اور بے جا سوالات اٹھانے کا وہ مزاج نہیں پایا جاتا تھا جو بعد میں یونانی فلسفہ سے عربوں میں متعارف ہونے کے بعد مسلمانوں میں پیدا ہوا۔ علم کلام کی موشگافیوں نے دین میں جن بدعات کی ایجاد کی، ذات باری تعالیٰ اور صفات باری تعالیٰ کے بارے میں ان فلسفیانہ کج بحثیوں نے امّت میں جس قسم کی بحثوں کا بازار گرم کیا صحابہ کا زمانہ ان تکلفات سے پاک تھا۔ دین میں اس قسم کے غیر ضروری غور وخوض کج بحثیوں سے صحابہ کو روکا ہوا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عن المغيرة بن شعبة، قال قال النبي ﷺ "إن الله كره لكم قيل وقال، وكثرة السؤال، وإضاعة المال"
مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے فضول بکواس کرنے اور کثرت سے سوال کرنے اور مال ضائع کرنے کو ناپسند کیا ہے تمہارے لیے۔ (البخاری (1407) ومسلم (593))

حکمت اور مصلحت کا سوال کیے بغیر اطاعت کرنا:

صحابہ کرام کا کی یہ بڑی خصوصیت کہ انہوں نے بغیر کسی شرط کے خود کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے سپرد کر دیا تھا۔ لہٰذا اللہ اور اس کے رسول کا حکم آنے کے بعد ان کا فوری ردّعمل اطاعت کا ہوتا۔ قرآن مجید میں ان کا رویہ یہ بتایا گیا ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ان کو بلایا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں سمعنا واطعنا۔ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی۔ دین میں مسئلہ اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب سمعنا اور اطعنا کے بیچ کوئی تیسری چیز درآتی ہے۔ صحابہ کا منہج اس دراندازی سے پاک تھا۔ حکمت جانے اور مصلحت کا سوال کیے بغیر اطاعت کی بہت ساری مثالیں صحابہ کی زندگی میں موجود ہیں۔ کچھ ایک پیش خدمت ہے۔

عن عمر۔ رضي الله عنه۔ أنه جاء إلى الحجر الأسود فقبله، فقال إني أعلم أنك حجر لا تضر ولا تنفع، ولولا أني رأيت النبي صلى الله عليه وسلم يقبلك ما قبلتك. حضرت عمر رضی اللہ عنہ حجر اسود کے پاس آئے ادر اسے بوسہ دیا اور فرمایا میں خوب جانتا ہوں کہ تو صرف ایک پتھر ہے، نہ کسی کو نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے میں نہ دیکھتا تو میں بھی کبھی تجھے بوسہ نہ دیتا۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

غور کریں کہ حضرت عمر نہیں جانتے کہ اس پتھر کو چومنے کی حکمت کیا ہے۔ لیکن اطاعت اور اتباع کا جذبہ اپنی جگہ قائم ہے: أن عمر بن الخطاب۔ رضي الله عنه۔ قال فما لنا وللرمل إنما كنا راءينا به المشركين، وقد أهلكهم الله. ثم قال شيء صنعه النبي صلى الله عليه وسلم فلا نحب أن نتركه. (متفق علیہ) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور اب ہمیں رمل کی بھی کیا ضرورت ہے۔ ہم نے اس کے ذریعہ مشرکوں کو اپنی قوت دکھائی تھی تو اللہ نے ان کو تباہ کر دیا۔ پھر فرمایا جو عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے اسے اب چھوڑنا بھی ہم پسند نہیں کرتے۔

ایک دوسرا واقعہ دیکھیں، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کو نماز پڑھا رہے تھے کہ آپ ﷺ نے (دوران نماز میں) اپنے جوتے اتار کر اپنی بائیں جانب رکھ لیے۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کو دیکھا تو انہوں نے بھی اپنے جوتے اتار دیے۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا "تم

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لوگوں نے اپنے جوتے کیوں اتارے؟" انہوں نے کہا کہ ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اپنے جوتے اتارے ہیں تو ہم نے بھی اتار دیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "بیشک جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور بتایا کہ آپ کے جوتے میں گندگی لگی ہے۔" (لفظ "قذر" تھا یا "أذى") آپ ﷺ نے فرمایا "جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو اپنے جوتوں کو بغور دیکھ لیا کرے۔ اگر ان میں کوئی گندگی یا نجاست نظر آئے تو اسے پونچھ ڈالے اور پھر ان میں نماز پڑھ لے۔" (سنن أبي داؤد، كِتَابُ الصَّلَاةِ، بَابُ الصَّلَاةِ فِي النَّعْلِ، صحیح ابی داؤد: 657)

صحابہ کرام کی اطاعت اور اتباع کا جذبہ دیکھیں کہ ان کو علم نہیں تھا کہ رسول ﷺ نے اپنے جوتے کیوں اتارے ہیں۔ ان کو غرض بس اتباع سے تھی کہ نبی ﷺ نے جوتے اتار دیے تو ہم کو بھی آپ کی اتباع میں جوتے اتار کر رکھ دینے ہیں۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ (ایک بار) جمعہ کے روز جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (منبر پر) برابر (تشریف فرما) ہو گئے تو فرمایا "بیٹھ جاؤ!" اسے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سنا تو مسجد کے دروازے ہی پر بیٹھ گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو فرمایا "اے عبداللہ بن مسعود! آگے آجاؤ۔" (صحیح ابی داؤد: 1001)

عبادت کے لیے ثبوت لازمی ہے۔ بغیر دلیل کے محض عقل کی بنیاد پر کسی عمل کو عبادت نہیں قرار دیا جا سکتا۔ کوئی بدعت حسنہ نہیں ہو سکتی خواہ ظاہر میں کتنی ہی حسین معلوم ہو۔ دین میں بدعات کا دروازہ کھولنے میں عبادات کے معاملہ میں عقل کے غیر مناسب استعمال کا بہت بڑا دخل ہے۔ صحابہ کرام کا منہج تھا کہ انہوں نے عبادات کے معاملہ میں ہمیشہ "شرع" ہی کو مصدر جانا۔ بطور نمونہ یہ واقعہ دیکھیں۔

عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ رَجُلًا عَطَسَ إِلَى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ، فَقَالَ: الحَمْدُ لِلَّهِ، وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللهِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ: وَأَنَا أَقُولُ: الحَمْدُ لِلَّهِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللهِ، وَلَيْسَ هَكَذَا عَلَّمَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، عَلَّمَنَا أَنْ نَقُولَ: »الحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ"۔ (صحيح الترمذي - الصفحة أو الرقم: 2738 [حكم الألباني]: حسن)

نافع رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک شخص کو جو ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا۔ چھینک آئی۔ اس شخص نے کہا "الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ" ہر تعریف اللہ کے لئے ہے اور رسول اللہ پر سلام ہو۔

یہ سن کر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا "میں بھی کہتا ہوں الحمد للہ اور السلام علی رسول اللہ (یعنی قول معنیٰ کے اعتبار سے غلط نہیں) لیکن ہمیں رسول اللہ ﷺ نے اس طرح تعلیم نہیں دی بلکہ ہمیں تو یہ تعلیم دی ہے کہ ہم ہر حال میں الحمد للہ کہیں"۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث پر غور کریں ۔ ان اہل بدعات کے خلاف جنہوں نے بدعات حسنہ کے نام پر دین کے ساتھ کھلواڑ کا دروازہ کھول رکھا ہے اس حدیث میں کتنی بڑی دلیل ہے۔اس معاملہ میں صحابہ کا منہج کتنا واضح تھا کہ باتیں ظاہر میں کتنی ہی حسین کیوں نہ ہوں جب تک شریعت اس پر عبادت کی مہر نہ لگادے اس سے اللہ کا تقرّب حاصل نہیں کیا جاسکتا۔

قرآن وسنت کے مقابلہ میں کسی بڑی سے بڑی شخصیت کا قول حجت نہیں۔

صحابہ کے منہج تعامل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ان کے یہاں میزان اور کسوٹی صرف اور صرف قرآن وسنّت تھے۔ رجال اپنی تمام عظمتوں کے باوجود قرآن وسنّت سے بلند نہیں ہوسکتے۔شخصیات کا حق یا ناحق ہونا قرآن وسنّت کی کسوٹی پر پرکھا جائے گا۔حق وہی جو قرآن وسنّت میں موجود ہے۔ ورنہ شخصیت کتنی بھی عظیم کیوں نہ ہو قرآن وسنّت کے خلاف کسی شخصیت کی بات قابل قبول نہیں۔ صحابہ اس اُمّت کے عظیم ترین افراد تھے۔جن کی تعلیم اور تربیت رسالت مآب ﷺ کے ہاتھوں سے ہوئی تھی۔اس امت میں اگر تقلید کسی درجہ میں بھی مستحسن ہوتی تو یقینا صحابہ کرام کی عظیم ہستیاں اس لائق تھیں کہ امت ان کو تقلید کے لیے منتخب کرتی ۔لیکن خود صحابہ کا تعامل اس بات کا گواہ ہے کہ قرآن وسنّت کے خلاف ان کے یہاں بڑی سے بڑی شخصیت کا قول حجّت نہیں تھا۔ بلکہ قرآن وسنّت کو چھوڑ کر کسی شخصیت کی تقلید کو وہ ہلاکت، بربادی اور عذاب الٰہی کا باعث جانتے تھے۔آثار صحابہ میں اس کی مثالیں بھری پڑی ہیں۔کچھ واقعات ملاحظہ فرمائیں:

سعید بن جبیر روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے حج تمتع فرمایا ہے۔اس پر عروہ ابن زبیر نے کہا کہ ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) نے تو حج تمتع کرنے سے روکا ہے۔ حضرت ابن عباس نے اس پر (غضبناک ہوکر فرمایا) یہ عریّہ کیا کہہ رہا ہے۔اس پر عروہ ابن الزبیر نے پھر سے کہا کہ حضرت ابوبکر اور عمر نے حج تمتع سے روکا ہے۔ (یہ سن کر) ابن عباس نے فرمایا: ''مجھے لگتا ہے یہ لوگ جلدی ہی ہلاک ہونے والے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اور یہ اس کے جواب میں کہہ رہے کہ ابوبکر وعمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے منع کیا ہے۔'' (مسند احمد، حدیث نمبر 3121، شیخ احمد شاکر نے روایت کو سند کو صحیح قرار دیا ہے)

ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ سالم بن عبداللہ نے ان سے بیان کیا کہ انہوں نے اہل شام میں سے ایک شخص سے سنا، وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہا سے حج میں عمرہ سے فائدہ اٹھانے (حج تمتع) کے بارے میں پوچھ رہا تھا، تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہا نے کہا: یہ جائز ہے۔اس پر شامی نے کہا: آپ کے والد نے تو اس سے روکا ہے؟ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہا نے کہا: ''ذرا تم

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہی بتاؤ اگر میرے والد کسی چیز سے روکیں اور رسول اللہ ﷺ نے اسے کیا ہو تو میرے والد کے حکم کی پیروی کی جائے گی یا رسول اللہ ﷺ کے حکم کی۔"

اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جنبی کے لیے تیمم کے مسئلہ میں حضرت عمر اور عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فتویٰ قبول نہیں کیا۔ حضرت عمار اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی روایات کی وجہ سے جس کی تفصیل احادیث کی کتاب میں موجود ہے۔ (بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے اس خیال سے رجوع فرمالیا تھا۔ شقیق بن سلمہ فرماتے ہیں، انھوں نے کہا کہ میں عبداللہ (بن مسعود) اور ابو موسیٰ اشعری کی خدمت میں تھا، ابو موسیٰ نے پوچھا کہ ابو عبدالرحمن! آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر کسی کو غسل کی حاجت ہو اور پانی نہ ملے تو وہ کیا کرے۔ عبداللہ نے فرمایا کہ اسے نماز نہ پڑھنی چاہیے۔ جب تک اسے پانی نہ مل جائے۔ ابو موسیٰ نے کہا کہ پھر عمار کی اس روایت کا کیا ہوگا جب کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے کہا تھا کہ تمہیں صرف (ہاتھ اور منہ کا تیمم) کافی تھا۔ ابن مسعود نے فرمایا کہ تم عمر کو نہیں دیکھتے کہ وہ عمار کی اس بات پر مطمئن نہیں ہوئے تھے۔ پھر ابو موسیٰ نے کہا کہ اچھا عمار کی بات کو چھوڑو لیکن اس آیت کا کیا جواب دو گے (جس میں جنابت میں تیمم کرنے کی واضح اجازت موجود ہے) عبداللہ بن مسعود اس کا کوئی جواب نہ دے سکے۔ صرف یہ کہا کہ اگر ہم اس کی بھی لوگوں کو اجازت دے دیں تو ان کا حال یہ ہو جائے گا کہ اگر کسی کو پانی ٹھنڈا معلوم ہوا تو اسے چھوڑ دیا کرے گا۔ اور تیمم کر لیا کرے گا۔ (اعمش کہتے ہیں کہ) میں نے شقیق سے کہا کہ گویا عبداللہ نے اس وجہ سے یہ صورت ناپسند کی تھی۔ تو انھوں نے جواب دیا کہ ہاں۔

خاتمہ:

یہ چند اصول ہم نے نصوص کے ساتھ صحابہ کرام کے تعامل سے مستنبط کیے ہیں، غور کرنے والے اس میں مزید اضافہ بھی کر سکتے ہیں، قرآن وسنت کے فہم میں صحابہ کا یہ منہج اور نصوص وحی کے ساتھ صحابہ کا یہ تعامل پوری امت کے لیے قیامت تک معیار اور میزان کی حیثیت رکھتا ہے، اور دین کے معاملہ میں صحابہ کی یہ عظیم ترین خدمت ہے کہ انہوں نے ایک مثالی امتی کا اسوہ قیامت تک کے لیے اپنے کردار کی صورت میں چھوڑ دیا ہے، یہی اسوہ ہدایت اور ضلالت کا معیار ہے، اس اسوہ کو چھوڑنے والا اللہ اور اس کے رسول کی رضا نہیں پا سکتا ہے۔

ooo

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صحابۂ کرام کے خلاف گمراہ کن بیانیہ کا علمی جائزہ

شعبان بیدار صفاوی

استاد جامعہ محمدیہ منصورہ مالیگاؤں

اردو زبان میں صحابہ کرام پر باضابطہ تنقید کی روایت مولانا مودودی کی قائم کردہ ہے۔اس کے لیے مولانا نے ایک مستقل کتاب ہی تصنیف فرما ڈالی اور اس کا نام خلافت وملوکیت رکھا جیسا کہ کتاب کے نام سے ظاہر ہے مولانا کا مدعا یہ تھا کہ تاریخ کے طالب علم کو یہ بتانا بہت ضروری ہے کہ خلافت ملوکیت میں تبدیل کس طرح ہوئی پھر اس سوال کا جواب دینا مولانا کے یہاں اہم ترین اس لیے تھا کہ وہ ملوکیت کو ایک بھیانک چیز سمجھتے تھے اور سمجھتے اس لیے تھے کہ مولانا کا علم حدیث بڑا ناقص قسم کا تھا اور خلافت کی بابت مولانا اسلامی تعلیمات سے مستفید ہونے کے بجائے رافضیت کے نسلی تصور اور امامی خیالات سے متاثر تھے۔انہوں نے نقد صحابہ کو جہاں بہت ساری کمزور اور ناجائز بنیادوں پر روا رکھا ہوا تھا وہیں ایک بنیاد یہ تھی کہ ان کے مطابق اس نقد سے صحابہ کی بزرگی پر کوئی فرق نہیں پڑنے والا۔بشری کوتاہیوں کے سبب جو کچھ ان سے غلطیاں ہوئیں ہم انہیں بیان کریں گے اور بزرگ بھی سمجھیں گے چنانچہ ان کا بیانیہ تھا کہ نقد صحابہ سے صحابہ کی بزرگی پر حرف نہیں آتا۔یہ بیانیہ آگے بڑھ کے اب یہ ہوگیا ہے کہ تمام صحابہ بزرگ تھے ہی نہیں ان میں سے بہت سے منافق بھی تھے اور ایسے اور ویسے تھے یعنی مولانا مودودی نے جو غلط بات پردے میں کہی تھی اور کتاب میں کہی تھی وہ بات ان سے متاثر کم ظرفوں نے بے پروہ کہنا شروع کردیا ہے اور سر بازار کہنا شروع کردیا ہے۔

زیر نظر تحریر کا مقصد یہ ہے کہ نقد صحابہ کے لیے جو بیانئے اور مغالطات علم وفن کی حیثیت سے مرتب کئے گئے ہیں ان کا جائزہ لیا جائے۔یہ جائزہ لینا ضروری اس لیے ہے کہ روایات میں، تاریخ میں، علماء کی تحریروں میں اور خود قرآن مقدس میں عظمت صحابہ پر پورا ذخیرہ موجود ہے مگر بدباطن لوگ جواز کے نقد کی جو تمہید مقرر کرتے ہیں اس کی بنا پر تمام نصوص کا محمل بدل جاتا ہے اور لٹریچر والے ثقافی قسم کے افراد جن کا علم سے واسطہ کم ہوتا ہے اپنا ذہن خراب کر لیتے ہیں۔سو میں نے سوچا کہ نصوص تو ہمیشہ سے ہیں ان کی تذکیر کوئی بھی کرسکتا ہے مگر صحابہ کرام کی سادہ زندگیوں پر جو گل افشانی افکار کی جارہی ہے اس کی روح نکالنی بہت ضروری ہے آیئے ان تمام مغالطات کا جائزہ لیتے ہیں۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نقد ایک سادہ مسئلہ ہے اس سے صحابہ کی بزرگی پر کچھ حرف نہیں آتا:

یقیناً کسی بد باطن کے نقد سے صحابہ کی بزرگی پر کچھ حرف نہیں آتا کیونکہ بزرگی کا وہی اعتبار معیار ہے جو اللہ کے یہاں معتبر ہے۔ اگر فرق آتا ہے تو ناقد کی بزرگی پر آتا ہے کہ وہ شیطان کا ساتھی بن گیا کہ اس نے برے اعمال کو تاریخ اور نقد کے نام سے مزین کر دیا ہے، سو یہ خود گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ نقد صحابہ سے تمام خوش عقیدہ سنی جماعت کو بہت فرق پڑتا ہے۔ انہیں حبیب کبریا کے محبوبین سے جنون کی حد تک محبت ہے اور یہ محبت قرآن وسنت کے قطعی اور متواتر نصوص کی بنا پر ہے۔ ایسی صورت میں عدل پسند کفار ومشرکین بھی اس بات کا لحاظ کرتے ہیں مگر خود ہماری صفوں سے تعلق رکھنے والا اس عقیدت ومحبت کی پروا کئے بغیر اگر لکھنے بولنے کی ہوس پوری کرتا ہے تو یہ افسوسناک ہے۔

یہ فرق ایمان وعقیدہ تک ممتد ہوتا ہے اور اس طرح کی باتوں سے صحابہ کے تئیں لوگوں کے رجحانات بدل جاتے ہیں اور اصحاب رسول کی شخصیت مسخ ہو جاتی ہے۔ آپ کے ایمان کی داد خدا ہی دے سکتا ہے کہ رسول کے پیاروں کو باغی، جابر، ظالم، نو مسلم، کچے ایمان والے، بدعتی، خائن، جاہ پرست، متعصب کہیں اس کے باوجود وہ آپ کی نگاہوں میں ایمان وعقیدہ اور کردار وعمل کی رشک افروز بلندیوں پر بھی فائز نظر آئیں تو صاحب اتنا مضبوط اور ایسا معجزاتی ایمان عام مسلمان کے پاس ہرگز موجود نہیں ہے سو وہ رضی اللہ عنہ کہنا چھوڑ دیتا ہے۔ اس لیے عدم فرق اور عدم اثر کی بات قطعی لغو ہے۔ بھلا بتایئے! اگر ہم آپ کے محبوب امام وعالم اور محقق ومفسر کے بارے میں بعض قرائن ودلائل اور سماعات کی روشنی میں مثلاً کسی دن یہ کہنا شروع کریں: کہ سلمان ندوی اول درجے کے چور ہیں، تعصب اور پھکڑ پنی ان کی نشانی ہے سنا گیا ہے اور لوگوں کا بیان ہے کہ نعوذ باللہ وہ بے نسب بھی ہیں، غیبت وبہتان ان کا وطیرہ ہے۔ ہم نے تو یہ بھی سنا ہے کہ انہوں نے ایرانی مجوسیوں کی دلالی کے لیے بڑا روپیہ بھی تہ دامن رکھ لیا ہے پھر ان باتوں کو مختلف حوالوں سے مزین کروں تو بھلا بتایئے کیا آپ ہمیں اس تنقید کی اجازت دیں گے اور کیا واقعی ہر شخص مولانا کو اس بیان کے بعد بھی پہلے تصور کے مطابق دیکھنے کی کوشش کرے گا۔

پھر سلمان ندوی تو ایک بدترین شخص کی حیثیت سے مشہور ہو چکے ہیں آپ کسی متفق علیہ شخصیت کی مثال لے لیجیے مولانا رابع صاحب کی مثال لے لیجیے علامہ احسان ظہیر کی مثال لے لیجیے مفتی حنیف قریشی کی لے لیجیے ان لوگوں کی چھوٹی بڑی غلطیاں جن سے لوگ واقف بھی ہوں مرتب طور سے یکجا انداز میں ایک خاص تجزیاتی اسلوب میں بیان نتائج کے ساتھ تحریر کیا جائے اور پہلو بہ پہلو ان غلطیوں کی بابت قرآن وسنت کی وعیدوں کو بھی کوڈ کیا جائے پھر کسی کانفرنس میں ان پر تقریر کی جائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

آپ بتائیے یہ سب کیسا محسوس ہوگا اور اس کے کیا نتائج ہوں گے کیا واقعی ان کی بزرگی پر فرق نہیں پڑے گا، سو جب آپ اپنے علماء کی بابت اتنے حساس ہیں تو صحابہ کی بابت ہماری حساسیت پر تعجب کیوں؟

کیا اگر کوئی امام ابوحنیفہ پر صحابی کے نصف درجہ کی ہرزہ سرائی کرتا تو ہمارے حنفی بھائیوں کو برداشت ہوتا قطعاً نہیں ہوتا اس لیے یہ اپنے حب صحابہ پر نظر ثانی کا بھی مرحلہ ہے۔ ان بھائیوں کے لیے جنہیں پورا قضیہ معلوم ہے اور خاموش ہیں۔ تو چھوٹی چھوٹی چیزوں کو ایک خاص ترتیب میں بیان کرنے سے اثر مختلف ہوجاتا ہے۔ پھر جن باتوں کو لیکر اصحاب رسول پر نکتہ چینی کی جاتی وہ پایۂ ثبوت کو تو پہنچیں۔ ایک عام شخص کے بارے میں پختہ ثبوتوں کے بغیر کوئی بات کرنا ہمارا سماج بھی جرم گردانتا ہے مگر اصحاب رسول اتنے مظلوم کہ کہیں سے کچھ بھی مل جائے اسے نقد کا عنوان بنایا دیا جائے فنعوذ باللہ من شرور أنفسنا

دوم:

ناقدین صحابہ اور محبوب رسول کے شاتمین کا دوسرا بیانیہ یہ ہے کہ: ہم جو کچھ پیش کررہے ہیں وہ معتبر مؤرخین کی تاریخ میں موجود ہے ابن جریر طبری، ابن اثیر اور فلاں فلاں لوگوں نے یہ باتیں لکھی ہیں:

یہ بیانیہ زیادہ عذر گناہ کا درجہ رکھتا ہے اور ایک بدترین حیلہ جوئی ہے۔ کسی عام شخص اور عام شخصیت کے بارے میں بھی یہ اصول قطعی غلط ہے کہ اس کے بارے میں لوگوں کی تحریروں، تقریروں اور بیانات میں جو چیز ملے اسے جانچ پڑتال کے بغیر پیش کردیا جائے وہ بھی علم وتحقیق کے نام پر ..... پوری علمی دنیا کیا احمق ہے جو مؤرخین پر تو سخت اعتراض نہیں کرتی مگر ان مؤرخین کی کتابوں سے استدلال کرنے والوں پر معترض ہے۔ اس کا صاف معنی یہ ہے کہ تاریخ سے اخذ واستفادہ کا جو صحیح طریقہ تھا اسے اختیار نہیں کیا گیا۔ مؤرخین نے تاریخ میں جو کچھ لکھا ہے ظاہر ہے وہ جمع وتدوین کی قبیل سے ہے ورنہ تاریخ میں تو اور بھی بھیانک اور خطرناک چیزیں بیان ہیں خود سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بابت جو عجیب وغریب روایات تاریخ میں موجود ہیں کہ سر پیٹنے کو جی چاہتا ہے، لہٰذا مؤرخین کی جمع کردہ روایات وحکایات کے برعکس یہ دیکھنا چاہئے، ان کا فیصلہ کیا ہے اگر انہوں نے کوئی فیصلہ دیا ہو تو اس فیصلہ پر یقیناً گفتگو ہوسکتی ہے۔ یہ تو عجیب بات ہوگی کہ جمع کردہ ذخیرہ سے من مانی فائدہ اٹھانے کی خاطر خود مؤرخین نے اپنے جمع کردہ مواد کی بابت جو فیصلہ دیا ہے اسے ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا جائے۔ (چونکہ سلسلہ مضامین لمبا ہوجائے گا اس لیے میں مثالیں دینے سے بالقصد احتراز کررہا ہوں۔ اللہ نے اگر زندگی رکھی تو تمام معروضات کو مدلل طریقے سے پیش کیا جائیگا)

پھر قرآن وسنت سے پہلے تاریخی روایات کیوں اتنی مستند بن گئیں وجہ صاف ظاہر ہے کہ سب وشتم اور بے

جانقد و تبصرہ کیلئے تاریخ ایک آسان پلیٹ فارم ہے:

دراصل طریقہ یہ ہونا چاہیے کہ قرآن وسنت کے ذریعہ اصحاب رسول کی ایک گروپ تصویر کھینچ لی جائے۔ پھر قرآن وسنت کے ذریعہ ان کی انفرادی تصویر کھینچ لینی چاہیے اس کے بعد یہ دیکھنا چاہئے کہ اصحاب رسول پر نقد جائز ہے کہ نہیں۔ اگر جائز ہے تو اس کا اہل کون ہے؟ پھر اس کی نوعیت کیا ہونی چاہیے؟ قرآن مقدس نے ان پر نقد و تبصرہ کی بابت کیا اصول بتائے ہیں؟ درجات کی تفریق کا قرآن وسنت کا کیا معیار ہے؟ سلف نے مذکورہ بالا مسائل کو کس طرح سمجھا اور برتا ہے؟ جب یہ تمام اصولی باتیں طے ہو جائیں تب کہیں جا کر اصحاب کرام کے مشاجرات کی بابت صرف معروضی گفتگو کی جاسکتی ہے جس میں ایمان وعقیدے کی سلامتی کو ترجیح حاصل ہو۔ ورنہ پھر سکوت اختیار کیا جائے۔

یہی طریقہ مبنی بر انصاف اور صحیح طریقہ ہے اور اسی پر اہل سنت سلفا خلفا قائم ودائم رہے ہیں۔ ورنہ تاریخ تو رہنے ہی دیجئے۔ احادیث کے ذخیرے میں بھی کیا کچھ موجود نہیں ہے۔ ایسی ایسی روایات ہیں کہ اللہ کی پناہ! اب اگر محدثین کے مناہج اور ان کے فیصلوں کو چھوڑ کر من مانی طریقے سے روایات سے استدلال کیا جائے تو یہ بے حد عجیب بات ہوگی اور اس سے عجیب بات کسی کا یہ کہنا ہوگا کہ اگر یہ روایات اتنی ہی مخرب عقائد تھیں تو محدثین کیا بے عقل تھے جو انہوں نے ایسی روایات کو جمع کر ڈالا۔ سو محدثین عظام کی مدونات سے استفادہ کرنے کے لیے ان کے جمع وتدوین کا منہج جاننا اور سمجھنا ضروری ہے۔ انہوں نے فن کے جو اصول وضوابط بنائے ہیں اس کی روشنی میں ہی ہم ذخیرہ احادیث سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں ورنہ بھٹک کے رہ جائیں گے اور جو بھی ہوی کی اتباع کرے گا اس کا مقدر ہے بھی یہی ہے۔

سوم:

شاتمین اصحاب رسول کا تیسرا بیانیہ اور مغالطہ صحابہ کے مابین درجات کی تفریق کا ہے:

درجات کی تفریق کو اپنے بغض وعناد کے ذریعہ کچھ اس طرح پیش کرتے ہیں جس سے متعدد صحابہ کی بالتعیین اور ہزاروں صحابہ کی بالعموم تنقیص لازم آتی ہے اور ان کی بابت ایسا تصور پیدا ہوتا ہے جو امت کے متفقہ تصور کے قطعی خلاف ہے۔ اہل سنت اس بات پر متفق ہیں کہ تمام صحابہ کرام کا درجہ یکساں ہرگز نہیں ہے مگر یہ عدم یکسانیت فضیحت کے باب سے نہیں فضیلت کے باب سے تعلق رکھتا ہے علم وفن کے ابلیسی مدعیان کو یہ نکتہ پیش نگاہ رکھنا چاہیے۔

خلفاء اربعہ ایک الگ مقام کے حامل ہیں، باقی ستہ مبشرہ الگ درجہ رکھتے ہیں پھر باقی اہل بدر یہاں تک کہ ہوتے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہوتے یہ درجہ فتح مکہ سے قبل کے اہل ایمان اور بعد کے اہل ایمان میں تقسیم ہوجاتا ہے۔ پھر اس تقسیم میں بھی وہ اصحاب کرام جن کو نبی کی خاص دعائیں نصیب ہوگئیں، نبی کی طرف سے خاص امور جنہیں سونپ دئے گئے، خلفائے کرام نے مختلف عہدہ ومناصب کے تعلق سے جن پر بھروسہ کیا، دین وایمان اور عقیدہ سے مطمئن رہے۔ فقہائے صحابہ نے جن کے علم وفقہ کی داد دی پھر ان میں بھی وہ صحابہ کرام جنہیں قیادت وسیادت بھی نصیب ہوئی وہ ایک الگ طرح کا درجہ اور الگ ہی شان رکھتے ہیں۔ پھر وہ اصحاب کرام ہیں جن کی صرف صحبت ثابت ہے وہ مختلف درجہ رکھتے ہیں۔ اہل سنت کا یہ اصولی موقف ہے اور طبقات کے ذریعہ سلف نے ان کے درجات وفضائل کا بیان فرمایا ہے۔

اب منافقانہ طریقہ اور منصوبہ بند شیطانی درجہ بندی یہ کی جاتی ہے کہ صاحب یہ طلقاء ہیں اور یہ غیر طلقاء ہیں اور گفتگو کا ٹون، تحریر کا رنگ یا اس کی خشونت کچھ اس طرح کی ہوتی ہے جس سے محسوس یہ ہوتا ہے کہ یہ بانصیب صحابہ کرام ان کے اماموں، مولویوں اور ان کے اکابرین کے برابر کجا ان سے کمتر درجہ رکھتے ہیں۔ بلکہ میں صاف صاف عرض کردوں کہ یہی وہ ڈھل مل رویہ ہے جس کی بنا پر آج صحابہ کرام کی کوثر وتسنیم والی طبیعتوں کو ننگی خطابت کی آگ میں راکھ کرنے کی ناکام کوشش کی جارہی ہے۔ اتنا دبا دبا سا بیان ایسا ٹوٹا ہوا لہجہ لگتا ہے امیر معاویہ کا نام پورے ذوق ایمانی سے لے لینے پر کوئی زبان کاٹ لے گا اور ہاتھ قلم کردے گا۔

غرض پہلے طلقاء اور غیر طلقاء کی تقسیم کی جاتی ہے اور علم کے نام پر اس تفریق کو خوب ابھار کر بیان کیا جاتا ہے جب اچھی طرح یہ اطمینان ہوجاتا کہ درجہ بندی کے ان کے اپنے زہریلے طریقے سے قاری اور سامع کا تصور کسی قدر تبدیل ہوگیا ہوگا تب وہاں سے اکابر صحابہ کے فضائل اس رنگ میں پروسے جاتے ہیں جس سے پہلو بہ پہلو اصاغر اصحاب کرام کے لیے تکدر کا ماحول بنے۔ پھر جہاں مناسب موقع دستیاب ہو تو اکابر اصحاب عظام پر بھی ہاتھ ڈالنا آسان ہو جیسا کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بھی حضرت حضرت کی رٹ کے ساتھ نشانے پر لے لیا جاتا ہے۔ معلوم رہے بیان فضیلت کا مذکورہ پیچیدہ اور مکارانہ طریقہ خود رسالت مآب کے لیے بھی جائز نہیں۔ ہزار فضیلت وبرتری کے باوجود اگر ہم اپنے رسول کی فضیلت اس طرح بیان کریں کہ کسی دوسرے پیغمبر کی تنقیص کا احساس پیدا ہو تو یہ بیان بھی جائز نہیں ہے۔ پھر ذرا آگے بڑھ کر صحابہ کے عیوب کی فہرست سازی کرتے ہیں خواہ وہ عیوب ثابت ہوں نہ ہوں، بس کہیں کسی نے لکھ دیا ہو، اتنا انہیں کافی ہوتا ہے اور پھر اپنے گندے الفاظ سے یہ کم نصیب اصحاب رسول کو یاد کرتے ہیں اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ یہ طلقاء میں سے تھے حالانکہ طلقاء میں سے ہونا بذات خود ایک فضیلت ہے بعد والوں کے مقابلے میں۔ مگر اس فضیلت کو عیب بنانا کوئی رافضی نوازوں سے سیکھے۔ پھر طلقاء کا جو وسیع مفہوم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ہے اس لحاظ سے بھی طلقاء میں مختلف طرح کے اصحاب پائے جاتے ہیں ان میں بہتوں کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں۔

مذکورہ بالا تقسیم قرآن مقدس میں بھی ہے آیئے تفریق شیطانی اور تفریق ربانی کا فرق دیکھتے ہیں:

{لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ} (سورۃ الحدید:10)

یہ آیت کریمہ ایک اصولی موقف کا اعلان کرتی ہے کہ جن اصحاب عظام نے فتح مکہ سے قبل انفاق اور قتال کیا ہے وہ عظیم درجہ کے حامل ہیں بعد میں انفاق اور قتال کرنے والے ان کے درجہ کو نہیں پہونچ سکتے لیکن جنت کا وعدہ تمام لوگوں سے ہے۔

پھر آخر میں ندوی منافقوں اور جماعت اسلامی اور اخوان کے بدزبانوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ اللہ نے یہ درجہ اور یہ وعدہ ہر چیز کا علم رکھتے ہوئے دیا ہے ان کی کوتاہیاں اور غلطیاں خواہ وہ فتح مکہ سے پہلے والے ہوں یا بعد والے اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہیں اس کے باوجود اللہ نے انہیں فضیلت اور جنت سے سرفراز فرمایا ہے۔ کسی کو آگ لگتی ہے، یا کسی کو یہ بات ناپسند ہے کہ یہ مقام ایسے کیسے فلاں کو مل جائیگا تو وہ اپنے ایمان کی فکر کرے اور بس۔

مذکورہ آیت کریمہ میں ایک اہم بات جو توجہ کرنے کی ہے کہ عظیم درجہ والے فتح مکہ سے قبل کے تمام اصحاب ہیں اور فی الواقع اصحاب سے وہی مراد ہوتے ہیں جو ایمان کی حالت میں اس دنیا سے رخصت ہوئے ہیں مگر لوگوں کے سینے میں اتنا بغض بھرا ہے کہ لفظ صحابہ اور صحابی آتے ہی بزرگی اور نیکی کا جو اعلیٰ ترین تصور پیدا ہوتا ہے اسے دھیما کرنے کے لیے اپنی تقریروں میں کہتے ہیں کہ صحابہ میں تو منافق بھی تھے اور ایسے بھی ویسے بھی العیاذ باللہ العظیم بہرحال مذکورہ آیت کریمہ میں درجات کی جو تعیین ہے وہ بہت صاف ہے اور بے حد واضح ہے۔

اب اتنی واضح تعیین کے بعد بھی سابقین کی فضیلت کو اس انداز میں کوڈ کرنا کہ محسوس یہ ہو جو اس فضیلت کا حامل نہیں ہے وہ گویا ... خاکم بدہن .... فروتر مقام رکھتا ہے۔ صریح گستاخی اور صریح دھاندلی ہے۔ یہ گستاخی ان سے سرزد اس لیے ہورہی ہے کہ ان کے دلوں میں کدورت ہے اور اس کدورت کو انہوں نے علمی طور پر حلال کیا ہوا ہے کہ صحابہ پر تنقید جائز ہے حالانکہ صحابہ سے ہمارا تعلق سرے سے تنقید کا ہے ہی نہیں ہمارا تعلق صرف ترجیح کا ہے ہم فقہی مواقف میں بھی جو اس قدر نازک نہیں ہوتے اور جہاں یک گونہ گفتگو کی وسعت ہوتی ہے وہاں بھی ہم یوں کہتے ہیں کہ فلاں صحابی کا قول فلاں کے مقابلے راجح مقام رکھتا ہے اور فلاں کا موقف شاذ ہے یا انہیں روایت نہیں پہنچی وغیرہ۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

درجات کی تعیین میں ایک اور بات پیش نگاہ رکھنے کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو درجہ بندی صراحت سے طے فرما دی ہے وہ تو واضح ہے جیسے عشرہ مبشرہ، اہل بدر، بیعت رضوان والے وغیرہ مگر جہاں رسول اللہ نے صرف فضائل بیان کر دیئے ہیں وہاں درجہ بندی مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ اصحاب فضائل کے درمیان دقیق انداز کی درجہ بندی بہت پیچیدہ امر ہے اس لیے جو لوگ سابقین اولین اور مہاجرین وانصار کے علاوہ دیگر صحابہ کرام کو ہلکے میں لینے کی کوشش فرماتے ہیں وہ اپنے ایمان وعقیدہ پر نظر ثانی فرمائیں۔ قرآن مقدس نے فتح مکہ سے قبل کے تمام صحابہ کو عظیم درجہ کا حامل قرار دیا ہے اب کسی کی پیٹھ اگر اتنی مضبوط ہو کہ بین السطور کی لاٹھی کے سہارے یہ عظیم درجہ کہیں کھڈ میں پھینکنے کی جسارت کرے تو ایسی پیٹھ کا علاج صرف جہنم کی آگ ہے۔ اصحاب عظام کی درجہ بندی کی جو مجموعی فضا بن رہی ہے اسی مجموعی فضا کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہی ان کے بارے میں کوئی گفتگو کی جائے گی کیونکہ ان کی اصل فضیلت ومنقبت ہے ہمارے کسی بھی بیان سے خواہ آپ کے نزدیک وہ کتنا ہی علمی کیوں نہ ہو اگر مجموعی فضیلت کی فضا مکدر ہوتی ہے یا تکدر کا شائبہ ہوتا ہے تو یہ جرأت بے جا ہے اس کی اصلاح فوراً کر لی جائے۔ غرض کہنے کی یہ ہے ہمیں استدلال باطل کے اس شاکلہ کو توڑنے کی ضرورت ہے جو اہل باطل نے خود تیار کیا اور رواج دیا ہے یہ شاکلہ اور ڈھانچہ مسمار ہوگا تو ان کی فکری عمارتیں از خود زمیں بوس ہو جائینگی، سر دست اتنا ہی۔ اللہ سے دعا ہے کہ مزید توفیق دے۔

○○○

(---**بقیہ صفحہ نمبر 50 / کا**) اسی طرح یزید بن أبی سفیان نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے طلب کیا کہ شامی بڑی تعداد میں ہیں، انہیں ضرورت ہے ایسے معلمین کی جو انہیں قرآن کی تعلیم اور اس کی سمجھ دے سکے، جس کیے لئے انہوں نے معاذ بن جبل، أبوالدرداء، اور عبادۃ بن صامت رضي اللہ عنہم کو ارسال کیا۔ دیکھئے: (سیر أعلام النبلاء: ۲/۳۔)

بلکہ اہل کوفہ وبصرہ کی تعلیم وتربیت کے لئے صحابۂ کرام کی ایک جماعت ارسال کی گئی جس میں سرفہرست عبداللہ بن مسعود کوفہ کی طرف، اور أبوموسی اشعری رضی اللہ عنہم بصرہ کی طرف۔ (المصدر نفسہ ۲/ ۴۸۴۔ ۳/ ۵۲۳، وسنن الدارمی ۱/ ۱۱۴۔)

معلوم ہوا کہ جنگی مہم پر بھیجے گئے قافلوں کا اصل مقصد ہدایت کی طرف دعوت دینا، دین اسلام کی تعلیم عام کرنا، دین سمجھ اور تفقہ پھیلانا ہے، نہ کہ مرنا مارنا، قتل وغارت گری کو عام کرنا۔

○○○

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آل واصحاب کے نئے دشمن

حافظ عبدالحسیب عمری مدنی بنگلور

دین اسلام نے ایک مسلمان کے دین وایمان کے تحفظ کی جو بنیادیں قائم کی ہیں ان میں سے ایک اہم بنیاد صحابہ کی عدالت اور صحابہ سے محبت بھی ہے۔تمام صحابہ کرام سے بلا استثناء محبت کرنا ہمارا دین وایمان ہے۔امام طحاوی نے اہل سنت کا متفقہ عقیدہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:(ونحب أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولا نفرط في حب أحد منهم، ولا نتبرأ من أحد منهم، ونبغض من يبغضهم، وبغير الخير يذكرهم، ولا نذكرهم إلا بخير، وحبهم دين وإيمان وإحسان، وبغضهم كفر ونفاق وطغيان)

یعنی ہم تمام اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں، نہ ان میں سے کسی ایک کی محبت میں حد سے تجاوز کرتے ہیں اور نہ ہی ان میں سے کسی سے برائت کا اظہار کرتے ہیں۔جوان سے بغض رکھے یا ان کا تذکرہ خیر کے ساتھ نہ کرے ہم اس سے بغض رکھتے ہیں۔ہم ان تمام صحابہ کا تذکرہ خیر کے ساتھ ہی کرتے ہیں۔ان صحابہ سے محبت ہمارا دین ہمارا ایمان اور احسان (ایمان کا کمال) ہے اور ان سے بغض کفر ونفاق اور سرکشی ہے۔(العقیدۃ الطحاویۃ)

صحابہ کرام کی اس عظیم المرتبت جماعت میں سے کسی ایک بھی صحابی سے متعلق زبان تو دور ذہن ودماغ میں بھی کسی قسم کی کجی یا ٹیڑھ پن آئے تو آدمی کو اپنے ایمان کی خیر منانی چاہئے۔امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:(من كان يبغض أحدا من أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم أو كان في قلبه عليهم غل فليس له حق في فيء المسلمين، ثم قرأ وَالَّذِينَ جَاؤُوا مِن بَعْدِهِمْ الآية..)

یعنیجو کوئی نبی کے کسی ایک بھی صحابی سے بغض رکھے یا اس کے دل میں ان کے لئے کھوٹ ہو تو ایسے شخص کے لیے مسلمانوں کے مال فی ء میں کوئی حصہ نہیں ہے (یعنی وہ مسلمانوں کے زمرے میں باقی نہیں رہ جاتا) پھر امام مالک نے اپنی بات کی تائید میں یہ آیت پڑھی''اور (مال فی ء ان کے لیے بھی ہے) جو ان (مہاجرین وانصار) کے بعد آئیں، جو کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لاچکے ہیں اور ایمان داروں کے لیے ہمارے دل میں کینہ (اور دشمنی) نہ ڈال، اے ہمارے رب بیشک تو شفقت ومہربانی کرنے والا ہے (تفسیر القرطبی/سورۃ الحشر:1)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

امام احمد نے فرمایا ہے: (إذا رأيت رجلا يذكر أحدا من الصحابة بسوء فاتهمه على الإسلام) جب تم کسی کو دیکھو کہ وہ کسی ایک بھی صحابی کی برائی کر رہا ہے تو سیدھے اس کے اسلام پر ہی سوالیہ نشان لگا دو۔ (البداية والنهاية 8/139)

آل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت بھی دین وایمان ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں:

يا آل بيت رسول الله حبكم

فرض من الله في القرآن أنزله

يكفيكم من عظيم الفخر أنكم

من لم يصل عليكم لا صلاة لها

اے آل بیت رسول اللہ! آپ سے محبت ایک ایسا فریضہ ہے جو اللہ نے قرآن میں نازل فرمایا ہے۔ آپ کے فخر کے لئے یہ بات کافی ہے کہ جو نماز میں آپ لوگوں پر درود نہ پڑھے اس کی نماز ہی نہیں ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنین کے بارے میں فرمایا: (هذان ابناى و ابنا بنتى اللهم إنى أحبهما فأحبهما و أحب من يحبهما) یہ دونوں میرے بیٹے ہیں، میرے نواسے ہیں، اے اللہ! تو ان دونوں سے محبت فرما اور ان سے بھی محبت فرما جو ان دونوں سے محبت کرے۔ (الترمذی وابن حبان وصححہ الألبانی)

جب آل بیت واصحاب رسول دونوں سے متعلق قرآن وسنت کی یہی تعلیم ہے تو پھر دونوں محبتوں کو یکجا ہونا چاہئے۔ ہر مومن کے دل میں دونوں کو ساتھ ساتھ جگہ ملنی چاہئے بلکہ یہاں محبت کے باب میں دوئی کا خاتمہ ہو جانا چاہئے۔ پوری ساڑھے چودہ سو سالہ تاریخ میں اہل سنت کے علماء اور عوام کا یہ طرہ امتیاز ہے کہ وہ بیک وقت دونوں سے محبت کرتے ہیں۔ آل بیت رسول سے محبت کے لیے صحابہ کرام سے یا کسی مخصوص صحابی رسول سے برأت کی ضرورت نہیں سمجھتے اور نہ ہی صحابہ کرام میں سے کسی سے محبت کے لیے آل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی سے ناراضگی کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ یہ خالص رافضی اصول ہے کہ آل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت ومحبت کے لیے صحابہ سے برائت کو ضروری سمجھا جائے۔ یا علی رضی اللہ عنہ سے محبت اور ان کی فضیلت کے اظہار کے لیے ابوبکر وعمر یا کسی دیگر صحابی سے برأت یا ان کی تنقیص کو ضروری سمجھا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ ماضی وحال میں علماء اہل سنت میں سے کسی کا یہ طریقہ نہیں رہا ہے کہ ایک کے نام پر دوسرے کو نشانہ بنایا جائے کیونکہ خود قرآن وسنت کا یہ حکم نہیں ہے۔ قرآن وسنت میں تو بیک وقت دونوں سے محبت کا سبق سکھلایا گیا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عصر حاضر میں ایک انجینئر اور ایک سید زادے نے تحقیق کے نام پر اور آل بیت رسول سے محبت کے نام پر اور بزعم خویش حدیث رسول پر عمل کے نام پر اہل سنت کے درمیان اس رافضی اصول کو رواج دینا شروع کیا ہے بلکہ محاذ کھولا ہوا ہے کہ "علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے اظہار کے لئے معاویہ یا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم پر طعن تشنیع کی جائے"۔ اور اہل سنت کے متفقہ اور مسلمہ اصول پر چل کر جو ان کی موافقت نہ کرے اور امیر معاویہ وغیرہ کے حق میں زبان درازی نہ کرے اس پر ناصبیت کا لیبل لگا دیں۔ یہ روافض کا اصول ہے کہ اہل بیت سے ولاء اور محبت کے اظہار کے لئے معاویہ و دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے برائت کا اظہار کیا جائے، ان پر حرف گیری کی جائے۔ (لا یتم الولاء لآل البیت إلا بالبراءة من الأصحاب)

تاریخ بتلاتی ہے کہ ماضی میں رفض وتشیع کا آغاز بھی اسی طرز پر ہوا تھا کہ آل بیت سے محبت کے نام پر صحابہ پر طعن و تشنیع کی گئی تھی۔ عصر حاضر میں بھی ایک بار پھر اسی طرز کہن کو اپنا کر چند کہنہ مشق ستمگر اہل سنت کے قلعے میں سیندھ لگا رہے ہیں۔ علامہ ابن قیم نے لکھا ہے:"فکل صاحب باطل لایتمکن من ترویج باطله الاباخراجه فی قالب حق" کہ ہر باطل پرست نے اپنے باطل کو حق کے لبادے ہی میں پیش کیا ہے .. پھر اس کی مثالیں پیش کرتے ہوئے روافض تک پہونچتے ہیں تو فرماتے ہیں:"واخراج الروافض الالحاد والکفر والقدح فی سادات الصحابة وحزب رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم واولیائه انصاره فی قالب محبة اهل البیت والتعصب لهم وموالاتهم" کہ روافض نے سادات صحابہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کی جماعت اور آپ کے مددگاروں اور ان میں کفر والحاد وعیب نکالنے پر طعن وتشنیع کو اہل بیت سے محبت، ان سے تعلق اور عقیدت کا لبادہ پہنا کر پیش کیا ہے۔ (إغاثۃ اللھفان 82/2)

ابن قیم رحمہ اللہ کی اس بصیرت افروز گفتگو کو پھر سے پڑھیں اور نئے دور کے ان ظالموں کو دیکھیں جو تحقیق یا حق پرستی یا عمل بالحدیث کے نام پر کم علم نوجوانوں اور سادہ لوح عوام الناس کو احادیث پڑھ پڑھ کر دھوکہ دے رہے ہیں اور حب آل بیت کے نام پر بغض صحابہ کا زہر پلا رہے ہیں جو دیر سویر ان بیچاروں کے ایمان کی موت کا سبب بن سکتا ہے۔ امیر معاویہ پر طعن وتشنیع سے پرہیز کو "ناصبیت" کا نام دینا خالص شیعیت بمعنی رافضیت ہے۔ ناصبیت آل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی کا نام ہے اور یہ مفروضہ غلط ہے اور خالص رافضی مفروضہ ہے کہ معاویہ سے محبت کرنے والا آل بیت کا دشمن ہوگا۔

حقیقت یہ ہے کہ حب آل بیت کے نام پر صحابہ پر طعن وتشنیع دراصل خود اہل بیت کے طرز عمل سے انحراف ہے۔ آل بیت رسول کا معاویہ سمیت تمام صحابہ کے تئیں الفت ومحبت کا اور ان کے ساتھ تعاون کا جو موقف اور تاریخی کردار تھا اور صحابہ کرام

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ احترام اور محبت بلکہ مصاہرت کا جو رشتہ تھا اس کو نہ مان کر آل بیت سے عقیدت کے نام پر ان صحابہ کو مطعون کرنا دراصل ان آل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل سے منحرف ہو جانا ہے۔ اسی لئے یہ صرف اصحاب رسول ہی کے نہیں آل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی دشمن ہیں۔

مذکورہ بالا سطور سے جو بات صاف ہوتی ہے وہ یہ کہ آل واصحاب دونوں ساتھ تھے۔ بشری تقاضے سے کوئی بات کبھی ان کے درمیان پیدا ہوئی بھی تو انہوں نے کبھی اسے ولاء و براء یعنی دوستی اور دشمنی تک نہیں پہونچایا۔ چنانچہ اہل سنت نے بھی اسی نزاکت کا لحاظ ماضی میں بھی رکھا اور حال میں بھی اسی کے پیش نظر دونوں کا یکساں طور پر احترام بھی کرتے ہیں اور دونوں سے محبت بھی کرتے ہیں ایک کی محبت دوسرے کی محبت میں رکاوٹ نہیں بنتی۔ اس کے برخلاف ماضی میں نواصب اور روافض نے ہمیشہ یہ تاثر دیا کہ دونوں (آل واصحاب) کے درمیان خدا واسطے کا بیر تھا اور وہ باہم ایک دوسرے کے لئے دلوں میں دشمنی پالتے تھے۔ نئے دور کے ستمگروں نے بھی پھر سے اسی روش کو اپنایا ہے اور یہ تاثر دے رہے ہیں کہ آل بیت رسول مظلوم ومقہور تھے یا حالات کے ہاتھوں مجبور تھے یا پھر اپنے واجبی حق سے محروم تھے۔۔ اور یہ سارے ستم ڈھانے والے بعض ''صحابہ'' تھے۔ قارئین طے کرلیں کہ انہیں کس کے ساتھ کھڑا ہونا ہے؟؟

آل واصحاب کے ساتھ، ان کو یکجا دیکھنے والے ماضی وحال کے اہل سنت کے ساتھ، یا پھر ماضی وحال کے ان رافضی و نیم رافضی ستمگروں کے ساتھ۔۔۔؟؟؟ سلمان ندوی نے اپنے حالیہ خطاب میں تو حد کردی۔ علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کرتے کرتے بندہ اس حد تک چلا گیا کہ علی رضی اللہ عنہ کو ابو بکر وعمر کے مقابلے مطلق فضیلت دینے پر تلا نظر آتا۔ یہ بات واضح رہے کہ اہل سنت کے نزدیک یہ بات مسلمہ ہے کہ صحابہ میں سے بعض کو کسی خاص ناحیہ سے دیگر تمام پر فضیلت حاصل ہوتی ہے جن میں وہ صحابی تنہا ہوتے ہیں اور کوئی ان کا شریک نہیں ہوتا۔ جیسے خلفاء ثلاثہ کے مقابلے علی رضی اللہ عنہ کا آل بیت رسول میں سے ہونا مگر صحابہ میں درجہ بندی کے لئے وہ ایک مخصوص فضیلت کافی نہیں ہوتی، وہ ان کا امتیاز ہوتا ہے مگر ان کے مجموعی فضائل کو یکجا کر کے ان کی درجہ بندی کا فیصلہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اور یہی علماء اہل سنت نے کیا ہے۔ اور اس تناظر میں اہل سنت کا اتفاق ہے بلکہ اجماع ہے کہ (ترتیبهم في الفضل كترتيبهم في الخلافة)

یعنی ابو بکر وعمر وعثمان وعلی جس ترتیب سے خلیفہ بنے مجموعی فضیلت میں بھی ان کی ترتیب یہی ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں: (أقول في الخلافة والتفضيل بأبي بكر وعمر وعثمان وعلي رضي الله عنهم) یعنی خلافت اور فضیلت دونوں ہی معاملات میں میں اسی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ترتیب کا قائل ہوں ابوبکر وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم (جامع بیان العلم وفضلہ 3/ 1173/ 3321)

خلفاء راشدین کی فضیلت اور خلافت کی ترتیب کے سلسلے میں اہل سنت کی یہ رائے دراصل خود صحابہ کرام کی رائے رہی ہے۔ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (كنا نخير بين الناس في زمن النبي - صلى الله عليه وسلم - فنخير أبا بكر، ثم عمر بن الخطاب، ثم عثمان بن عفان رضي الله عنهم) ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں لوگوں کے درمیان بہتر کی تعیین کیا کرتے تھے۔۔تو ہم سب سے پہلے ابوبکر کو پھر عمر کو پھر عثمان کو رکھا کرتے تھے (صحیح البخاری: 3655).

وفي رواية قال سالم بن عبد الله: إن عبد الله بن عمر قال: (كنا نقول ورسول الله - صلى الله عليه وسلم - حي: أفضل أمة النبي - صلى الله عليه وسلم - بعده أبو بكر ثم عمر ثم عثمان رضي الله عنهم) ایک اور روایت میں یہی بات یوں آئی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم باحیات تھے تب ہم کہا کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سب سے افضل ابوبکر پھر عمر پھر عثمان تھے (ابوداود/ 4628)

خاکم بدہن اگر کوئی ستمگر ان روایتوں کی روشنی میں کہنے لگے کہ علی رضی اللہ عنہ تو شمار وقطار میں بھی نہیں تھے۔۔!تو کیا عہد جدید کے یہ مجدد دین اس کی بھی پیٹھ تھپ تھپائیں گے؟؟؟حاشا و کلا.

ان خلفاء اربعہ میں سے ہر ایک کو انفرادی سطح پر کوئی نہ کوئی ایسی فضیلت حاصل ہے جو دوسرے کو نہیں جیسے علی رضی اللہ عنہ کا آل بیت رسول میں سے ہونا ایک ایسی فضیلت ہے جو بقیہ تینوں خلفاء میں سے کسی اور کو حاصل نہیں اور عثمان رضی اللہ عنہ کا یکے بعد دیگرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دو دو بیٹیوں کا شوہر ہونا ایک ایسی فضیلت ہے جو علی رضی اللہ عنہ سمیت کسی اور کو حاصل نہیں ہے۔سید زادے نے یہی کیا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کے انفرادی فضائل میں آئی بعض احادیث کا تذکرہ کر کے خلفاء راشدین کی مجموعی احادیث کی روشنی میں ثابت فضیلت اور ترتیب کے سلسلے میں نیا شوشہ چھوڑا ہے اور اس سلسلے میں اہل سنت کے موقف پر ہاتھ صاف کیا ہے۔

دیتے ہیں دھوکہ یہ بازی گر کھلا۔

اہل سنت کے اس مسلمہ عقیدے سے انحراف دراصل رافضیت کے لئے راہ ہموار کرتا ہے۔ابوبکر وعمر تو دور علی کو عثمان رضی اللہ عنہم پر مقدم کرنے والے کو سلف صالحین تشیع کی بدعت کا مارا گردانتے تھے۔امام ذہبی نے لکھا ہے (فالشيعي الغالي في زمان السلف وعُرفهم هو مَن تَكلّم في عثمان والزبير وطلحة ومعاوية وطائفة ممن حارَب عَليا - رضي الله عنه

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(وتعرّض لِسَبِّهم، والغالي في زماننا وعُرفنا هو الذي يُكفِّر هؤلاء السادة، ويتبرأ من الشيخين أيضا)

سلف کے زمانے میں سلف کے نزدیک غالی درجہ کا شیعی اس کو سمجھا جاتا تھا جو عثمان زبیر طلحہ اور معاویہ رضی اللہ عنہم سے اور اسی طرح حضرت علی سے جنگ کرنے والے گروہ پر طعن و تشنیع کرے یا ان کو گالی دے۔ اب ہمارے زمانے میں غالی شیعہ وہ ہے جو ان سادات کی تکفیر کرے اور شیخین سے برائت کا اعلان کرے (میزان الاعتدال 1 / 6 /ترجمۃ أبان بن تغلب)

شیعہ کے مختلف فرقوں میں سے رافضی فرقہ کے علاوہ ایک اور فرقہ زیدی بھی ہے۔ زیدی شیعہ کا معاملہ ہی یہی تھا کہ وہ علی کو ابو بکر و عمر سے زیادہ افضل اور خلافت کا زیادہ حقدار مانتے تھے مگر پھر بھی شیخین کی امامت وخلافت کو جائز مانتے تھے۔ یہ روافض کے مقابلے میں ہلکے تھے مگر تھے اہل سنت سے خارج۔۔ سید زادے کی اس گل افشانی کو کم از کم زیدی فرقہ کی ہمنوائی پر بھی محمول کرلیا جائے تب بھی یہ واضح ہے کہ یہ اہل سنت سے خروج ہے اور ایک بدعت کی دعوت ہے۔ سید زادے اور ہمنواوں کو اپنے عقائد کی خبر لینی چاہئے کہ وہ کس مقام پر کھڑے ہیں؟؟

قومی وملی اور سیاسی مسائل میں سید سلمان ندوی کے موقف سے صرف نظر علمی ومنہجی مسائل میں ماضی قریب میں آنجناب نے جو نت نئے رنگ نکالے ہیں اور گل کھلائے ہیں اور ملت اسلامیہ ہند کے مسائل حل کرنے کے بجائے ملت کے سامنے جس قسم کے نت نئے مسائل کھڑے کئے ہیں ان کو دیکھ کر لگتا ہے کہ آنجناب کو اپنے تجدیدی مشن کو ادا کرنے کی بڑی جلدی ہے۔ آپ کی یہ کدو کاوش نہ جدت شمار ہوگی اور نہ آپ "مجدد" ہاں اس کو امت کے انصاف پسند اہل علم بدعت کہیں گے اور آنجناب کو بدعتی!

اللہ ہم سب کو صحیح سمجھ کی توفیق عطا فرمائے

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عثمانؓ پر ایک جھوٹا الزام ''اقارب پرستی''

ابو بکر قدوسی

مکتبہ قدوسیہ لاہور

ایک سے زیادہ بار میں نے ان دنوں سیدنا عثمان پر وارد کیا گیا اعتراض دیکھا کہ: ''جی انہوں نے بھی تو اپنے اعزہ و اقارب کو اہم عہدے دیئے تھے پھر ردعمل تو آنا تھا، قتل ہونا ہی تھا''۔ ہمارے صحیح العقیدہ دوست بھی معلومات ادھوری اور تازہ نہ ہونے کے سبب بسا اوقات خاموش سے ہو جاتے ہیں، سو ان کے لیے یہ مختصر نکات تحریر کر رہا ہوں۔

یہ الزام مکمل جھوٹ ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے قرابت داروں کو عہدوں اور مراعات سے نوازا تھا۔ یہ پراپیگنڈہ ایک سازش کے تحت کیا جا رہا ہے اور مدت سے جاری ہے۔ دشمن کرتے تو کیا غم تھا، بعض اپنے بھی اسی وہم کا شکار ہوئے اور ان کے سبب بہت سے نوجوان اسی غلط فہمی کا شکار ہیں۔ اسحاق جھالوی اور مرزا محمد علی تو قابل ذکر نہیں لیکن مولانا مودودی نے بھی اپنی کتاب میں اس طرح کی بے سروپا باتیں درج کر دیں جس کا بہت نقصان ہوا۔ مولانا اچھے ادیب تھے لیکن اچھے محقق نہ تھے، ان سے غلطی ہوئی مگر اصل غلطی ان کے مقلدین سے ہوئی کہ جنہوں نے مولانا کی غلطی کو سینے سے لگا لیا، بلکہ آگے بڑھ کے ایمان بنا لیا۔

اس الزام کی تحقیق کے لیے پہلے دیکھا جائے گا کہ آپ سے پہلے خلیفہ سیدنا عمر کے دور میں اہم صوبہ جات میں کون سے گورنر تھے، اس کے بعد یہ دیکھا جانا چاہیے کہ سیدنا عثمان نے کس کس کو ہٹا کے اپنا رشتہ دار لا کھڑا کیا۔ مملکت اسلامی بہت پھیل چکی تھی، سو انتظام و انصرام کے لیے انتظامی تقسیم ضروری تھی اور اس کے انتظامی سربراہ کو ''عامل'' کہا جاتا تھا، آپ سہولت کے لیے گورنر کہہ لیجیے۔ مدینہ تو دارالحکومت تھا جہاں خلیفہ خود موجود ہوتے تھے، باقی تفصیل یوں ہے: مکہ میں سیدنا نافع۔ فلسطین میں سیدنا عبدالرحمان بن علقمہ۔ دمشق میں سیدنا معاویہ۔ طائف میں سیدنا سفیان بن عبداللہ ثقفی۔ کوفہ میں سیدنا مغیرہ بن شعبہ۔ یمن میں سیدنا یعلی بن امیہ۔ جند میں عبداللہ بن ابی ربیعہ۔ بصرہ میں سیدنا ابو موسی اشعری۔ مصر میں عمرو بن العاص۔ حمص میں سیدنا عمیر بن سعد انصاری۔ بحرین میں سیدنا عثمان بن ابی العاص ثقفی۔ الجزیرہ میں سیدنا ولید بن عقبہ۔

یہ بارہ بڑے اور اہم صوبے وہ ہیں جو مملکت اسلامی کا جھومر تھے، مغز اور جان تھے لیکن اس کے علاوہ بھی درجنوں چھوٹے بڑے صوبے تھے جہاں اسی طرح گورنر مقرر تھے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

تو احباب! یہ تھے سیدنا عمر فاروق کے گورنر حضرات، جن میں سے چار صوبوں پر بنی امیہ کے افراد تعینات تھے کہ جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ سیدنا عثمان نے وہاں اپنے قریبی رشتہ داروں کو مقرر کر دیا تھا اور ردعمل میں بغاوت اٹھی۔ لیکن یہ بہت دلچسپ امر ہے کہ سیدنا عثمان نے اپنی حکومت کے پہلے برس میں عالم اسلام میں سے کسی بھی گورنر کو تبدیل نہ کیا اور حکومتی معاملات کو انہی عمال سے مل کر ہی چلاتے رہے۔ سال بھر بعد بعض مقامات پر تبدیلی کی ضرورت پیش آئی اور آپ نے مختلف افراد کو تبدیل کیا۔ اگر اپنے اعزہ و اقارب کو نوازنا مقصود ہوتا تو سال بھر کیوں آرام سے بیٹھے رہے۔ لیکن بات یہیں پر نہیں رکتی نادوست، بلکہ آگے تک جاتی ہے۔

یہ جو فہرست آپ نے دیکھی، یہ سیدنا عثمان کے مقرر کردہ نہ تھے یہ تو ان کو ''وراثت'' میں ملے تھے کیونکہ سیدنا عمر کے مقرر کردہ تھے۔ اور دلچسپ امر یہ ہے کہ کوفہ، شام، مصر اور بصرہ یہ چار صوبے ایسے تھے جہاں شہادت عثمان کے وقت اموی گورنر تعینات تھے۔ حیرت والی بات نہیں کہ درجنوں صوبوں میں سے صرف چار پر اموی آ گئے تو اعتراض پر اعتراض کیا جاتا ہے؟ یہ چار اموی یہ تھے: (۱) شام میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ (۲) کوفے میں، سعید بن العاص رضی اللہ عنہ (۳) بصرہ میں عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ (۴) مصر میں عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ

ایک اور دلچسپ سوال یہ کہ کیا ان چاروں کو بھی آپ نے ہی مقرر کیا تھا؟ تو اس کا جواب اس سے بھی دلچسپ ہے۔ تو عرض یہ ہے کہ شام میں سیدنا یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سیدنا ابوبکر کے دور سے گورنر تھے سیدنا عمر نے ان کو رہنے دیا، ان کی وفات ہوئی تو آپ نے ان کے بھائی سیدنا امیر معاویہ کو مقرر کر دیا تھا، اعتراض کیجئے تو ان پر کیجئے۔

کوفے کے سعید بن العاص کو سیدنا عثمان نے مقرر کیا لیکن یہ بھی پرانے گورنر تھے سیدنا عمر نے بھی ان کو ایک صوبے کا ماضی میں گورنر مقرر کیا تھا، یعنی گورنری نئی تھی نہ آپ گورنری کے لیے نئے تھے نہ ہی آپ سیدنا عثمان کا انتخاب تھے۔

مصر میں عبداللہ بن سعد پہلے ہی وہاں کی افواج کے کمان دار تھے اور عمر بن العاص سے ان کے اختلافات چل رہے تھے، تو سیدنا عثمان نے سیدنا عمرو بن العاص کو ہٹا کے ان کو گورنر بنا دیا۔ ان کی گورنری اگر دلوں میں شکر رنجی پیدا کرتی تو خود سیدنا عمرو کے دل میں کرتی، لیکن خود آپ کے جلیل القدر بیٹے سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص نے اس نئے گورنر کے جھنڈے تلے ایک سپاہی بن کے جہاد میں حصہ لیا۔ ہاں بصرہ میں ایک نوجوان اموی صحابی ضرور گورنر بنا دیے گئے لیکن انہوں نے اپنی کارکردگی سے ثابت کیا کہ یہ اس کے اہل تھے۔ لیجئے احباب ان چار صوبوں کا معاملہ تھا اور یاروں نے افسانہ بنا دیا..... اصل میں عربوں میں باہم رشتہ داریاں اس طرح پیوست تھیں کہ جدا جدا ہونا ممکن نہیں تھا، لوگ باصلاحیت تھے، سو کام میں لائے جاتے۔ اب یہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

تو فضول گوئی ہے کہ اگر بندہ اپنے رشتہ دار جو باصلاحیت ہو، اسے یہ کہہ کر ہر طرف کر دے کہ جی وہ خلیفہ کا رشتہ دار ہے۔

ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ سیدنا عثمان نے نوجوان اور بعد میں اسلام لانے والے آگے کیے۔ انتہائی بے کار اور بودا اعتراض ہے۔ اس کی زد تو خود رسول اللہ پر آجاتی ہے، لوگوں کو بات کرتے اور اعتراض کرتے بھی حیا نہیں آتی۔ کیا آقا علیہ السلام نے بہت بعد میں اسلام قبول کرنے والوں کو حاکم مقرر نہیں کیا تھا؟ خود سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو نبی کریم نے نجران جیسے اہم علاقے کا گورنر بنا کے بھیجا۔ سیدنا عکرمہؓ بن ابی جہل کہ جن بارے حکم تھا کہ کعبے کے پردے میں لپٹا بھی مل جائے تو قتل کیا جائے گا، ان عکرمہ کو نبی پاک نے ہوازن کا عامل بنایا اور بعد میں سیدنا ابوبکر نے یمن جیسے علاقے پر مقرر کیا۔ اور تو اور سیدنا عتاب بن اسید کہ فتح مکہ کے روز مسلمان ہوتے ہیں، آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ جیسے اہم ترین مرکز اسلام کا گورنر مقرر کر دیا اور وہ سیدنا ابوبکر کے دور تک رہے۔ مالک بن عوف کہ حنین میں مسلمانوں کو خلاف جنگ آزما تھے، مسلمان ہوئے تھے خود ان کو انہی کے قبیلے پر عامل مقرر کیا۔ جریر بن عبداللہ بجلی کہ معروف ترین جرنیل صحابہ میں شمار ہوتا ہے وفات نبوی سے صرف چھے ماہ قبل مسلمان ہوتے ہیں اور گورنر بنا دیے جاتے ہیں، کوئی ایک مثال ہو تو دیجیے، کوئی ایک بات ہو تو کیجیے.. درجنوں باتیں اور بیسیوں مثالیں۔

بنیادی بات یہ ہے کہ رشتہ دار ہونا کوئی جرم نہیں کہ اس کی سزا صلاحیتوں کو "ضبط" کر کے دی جائے، بنیادی طور پر یہ خرابی ہے ہی نہیں اگر میرٹ پر تقرری ہو، خود سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بہنوئی سیدنا قدامہ بن مظعون کو بحرین کا گورنر مقرر کیا۔ اسی طرح علی رضی اللہ عنہ کے گورنروں اور اہم عہدے داروں کی فہرست دیکھ لیجیے۔ مصر پر آپ کے سوتیلے بیٹے اور پرورش کردہ محمد بن ابی بکر، یمن پر عبیداللہ بن عباس، مکہ میں معبد بن عباس، مدینے پر قثم بن عباس، عراق پر عبداللہ بن عباس گورنر تھے، اسی طرح خراسان جیسے اہم ترین علاقے پر آپ کے داماد اور بھانجے سیدنا جعد بن ہبیر مقرر تھے اور آپ کے سالار جنگ یعنی افواج کے کمانڈر انچیف آپ کے سگے بیٹے سیدنا محمد بن علی مقرر تھے۔ ہم تصور بھی نہیں کر سکتے کہ سیدنا علی جیسے صاحب تقوی نے یہ عہدے بنا استحقاق بانٹ دیے ہوں گے.. صلاحیت دیکھی تو دیئے ہوں گے۔

مختصر یہ کہ سیدنا عثمان نے صرف تین چار رشتے داروں کو گورنر رکھا جن میں سے تین ایسے تھے جو پہلے بھی گورنر تھے جن کو زمانے کے صاحب کمال سیدنا عمر نے مقرر کر رکھا تھا، اور باقی بچے ایک صاحب. تو اس کے بعد اگر کوئی ایک فرد کی بنیاد پر ایسا لغو اعتراض کرتا ہے تو بلاشبہ وہ صاحب حاجت ہے کہ اس کے لیے دماغی توازن کی بحالی کی کوشش کی جائے۔

ooo

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت علی یا مولیٰ علی رضی اللہ عنہ؟

حافظ ابو یحییٰ نورپوری

مرزا محمد علی انجینئر صاحب سے علمی و تحقیقی مجلس نمبر دس میں ایک سوال کیا گیا کہ مولانا طارق جمیل صاحب کا ایک نیا کلپ آیا ہے جس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ "مولا علی کہنا چاہیے، حضرت علی نہیں کہنا چاہیے تو مرزا صاحب نے اس کا جواب دیا کہ اس معاملے میں مولانا طارق جمیل صاحب نے جتنی بھی باتیں کی ہیں وہ بالکل ٹھیک ہیں۔ ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ مولانا طارق جمیل صاحب نے کون کون سی باتیں کی ہیں اور وہ کیسے درست ہو سکتی ہیں؟ مولانا طارق جمیل صاحب نے کہا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی بھی مولا ہے، کہتے ہیں کہ یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے، نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں تو نہیں فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں ابوبکر بھی اس کا مولا ہے، مولا علی کہنا چاہیے کیونکہ یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے۔

تو سب سے پہلے بالکل عام فہم بات یہ ہے کہ یہ مولانا صاحب کی ایک بڑی غلطی ہے۔ صرف اگر عقل سے ہی تھوڑا سا کام لیا جاتا تو یہی حدیث انہیں بتا دیتی کہ ان کا موقف بالکل غلط ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مولا علی کہنا چاہیے، حضرت علی نہیں کہنا چاہیے تو پہلے ہم مولانا طارق جمیل صاحب سے پوچھتے ہیں اور پھر مرزا صاحب سے کہ آپ نے یہ جو مان لیا کہ یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے تو یہ خصوصیت کیسے ہوئی جناب؟ اس حدیث کا پہلا ٹکڑا: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ جس کا میں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) مولا ہوں۔ اس ٹکڑے کو عملاً ٹھکرا دیا اس پر عمل نہیں کیا، اگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مولا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ ان کی خصوصیت ہے اور ان کے نام کے ساتھ یہی لفظ بولنا چاہیے تو پھر رسول اکرم ﷺ کے ساتھ یہ لفظ بالاولی بولنا چاہیے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے پہلے یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہوئی کیونکہ آپ تو فرما رہے ہیں کہ "جس کا میں مولا ہوں" مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ بھی مولا ہیں اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی مومنوں کے مولا ہیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ طارق جمیل صاحب کو حضرت محمد ﷺ نہیں کہنا چاہیے بلکہ مولا محمد ﷺ کہنا چاہیے اور یہ کہنا چاہیے کہ مولا صرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خصوصیت نہیں ہے بلکہ یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی خصوصیت ہے۔ دونوں کے ساتھ مولا کا لفظ بولنا چاہیے۔

دوسری بات یہ ہے کہ صحیح بخاری (2699) حدیث میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ اور سیدنا زید رضی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ عنہ تینوں کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ فرمایا ہے؛ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ آپ مجھ سے ہیں اور میں آپ سے ہوں۔ (محبت اور قرابتداری کا یہ اظہار فرمایا) سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي آپ شکل وصورت اور اخلاق میں بھی میرے مشابہ ہیں۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: أَنْتَ أَخُونَا وَمَوْلَانَا آپ ہمارے بھائی بھی ہیں اور ہمارے مولا بھی ہیں۔ تو مولا کا لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی فرمایا تو پھر کیا خیال ہے کہ یہ لسٹ تھوڑی سی وسیع نہیں کر لینی چاہیے کہ یہ مولا کا لفظ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی خاص ہے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی خاص ہے اور سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی مولا کا لفظ خاص ہے۔ کیا علمائے دیوبند میں سے مولانا طارق جمیل صاحب کو ہی یہ حدیث سمجھ آئی ہے کہ مولا علی کہنا چاہیے، حضرت علی نہیں کہنا چاہیے اور یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ہی خصوصیت ہے؟ کیا اہل سنت میں سے کسی نے کہا ہے کہ یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے؟ تو یہ مولانا طارق جمیل صاحب کی ایک علمی خطا ہے۔

انجینئر صاحب کہتے ہیں کہ "اس معاملے میں مولانا طارق جمیل صاحب نے جتنی بھی باتیں کی ہیں وہ بالکل ٹھیک ہیں۔ حالانکہ مولانا طارق جمیل صاحب نے مولا کا جو معنی کیا ہے وہ بھی غلط کیا ہے، کہتے ہیں کہ یہاں مولا کا معنی دوست یا دلی محبوب کا نہیں ہے بلکہ اس کا معنی آقا اور سردار ہے اور یہ وہ معنی ہے جو روافض کرتے ہیں اور اس سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بلافصل ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور مولانا طارق جمیل صاحب بڑے کھلے الفاظ میں کہتے ہیں کہ: شیعہ جو مولا علی کہتے ہیں وہ صحیح کہتے ہیں۔ سب کو معلوم ہے کہ شیعہ تو خلیفہ بلافصل سمجھ کر مولا علی کہہ رہے ہوتے ہیں تو مولانا طارق جمیل صاحب اور مرزا صاحب سے یہ سوال ہے کہ وہ صحیح کیسے ہوگئے؟ مولانا طارق جمیل صاحب نے یہ معنی ہی بالکل غلط کیا ہے اور سلف صالحین مولا کا جو معنی کرتے رہے ہیں اس کو مولانا صاحب کہتے ہیں کہ یہ معنی تو ہے ہی نہیں۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ امام لغت، امام ابن اثیر رحمہ اللہ (النھایہ فی غریب الحدیث والاثر: 5/229) میں فرماتے ہیں کہ: وَقَدْ تَكَرَّرَ ذِكْرُ "الْمَوْلَى" فِي الْحَدِيثِ، وَهُوَ اسْمٌ يَقَعُ عَلَى جَمَاعَةٍ كَثِيرَةٍ، فَهُوَ الرَّبُّ، والمَالِكُ، والسَّيِّدُ، والمُنْعِمُ، والمُعْتِقُ، والنَّاصِرُ، والمُحِبُّ، والتَّابِعُ، والجارُ، وابنُ العَمِّ، والحَلِيفُ، والعَقِيدُ، والصِّهْرُ، والعبْدُ، والمُعْتَقُ، والمُنْعَمُ عَلَيهِ. حدیث میں مولا کا لفظ بہت دفعہ آیا ہے اور یہ لفظ بہت سارے معانی پر استعمال کیا جاتا ہے، مثال کے طور؛ مولا کا معنی رب، مالک، سردار، کسی پر احسان کرنے والا، کسی غلام کو آزاد کرنے والا، کسی کی مدد کرنے والا، محبت کرنے والا فرمانبرداری کرنے والا، چچا کا بیٹا، جس سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاہدہ ہواور اسی طرح رشتے داروں، غلام اور جس پر کوئی احسان کیا جائے اس کو بھی مولا کہتے ہیں۔والمُوَالاۃُ مِن وَالَی القَوْمَ.وَمِنْهُ الْحَدِيثُ مَن كُنتُ مَوْلاه فَعَلِيٌ مَوْلاه. يُحمَل عَلَى أكثر الأسمَاء المذكورة. مولا کا لفظ "المولا" سے مشتق ہے تو اس کا معنی ہوتا ہے کسی قوم سے محبت رکھنا اور یہ معنی اس حدیث میں ہے؛مَن كُنتُ مَوْلاه فَعَلِيٌ مَوْلاه یعنی جس کا میں محبوب ہوں اس کے دلی محبوب سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی ہونے چاہیے۔یہ تھا اصل معنی جس کا مولانا طارق جمیل صاحب نے انکار کردیا۔امام بیہقی رحمہ اللہ (الاعتقاد 1 / 354) میں لکھتے ہیں کہ؛فَأَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَذْكُرَ اخْتِصَاصَهُ بِهِ وَمَحبَتَهُ إِيَّاهُ وَيَحُثَّهُمْ بِذَلِكَ عَلَى مَحَبَّتِهِ وَمُوَالاتِهِ وَتَرْكِ مُعَادَاتِهِ.

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ تھی کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا اپنے ساتھ خصوصی تعلق اور اپنی محبت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو تھی وہ ذکر کرتے اور لوگوں کو بھی ترغیب دیتے کہ وہ بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت رکھیں۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛مَنْ كُنتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌ مَوْلَاهُ اس کے آگے الفاظ ہیں کہ؛اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَالاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ.اے اللہ! جو علی سے محبت رکھے تو اس سے بھی محبت رکھ اور جو علی سے نفرت رکھے تو اس سے نفرت کر۔وہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں یہی معنی بیان کیا گیا ہے کہ جس کو مجھ سے محبت ہے اس کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی محبت ہونی چاہیے اور یہی معنی دوسری حدیث میں ان الفاظ کے ساتھ آیا ہے؛(یہاں اس کی سند پر بحث نہیں ہے) لَا يُحِبُّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُنِي إِلَّا مُنَافِقٌ "مجھ سے محبت نہیں رکھے گا مگر مومن، مجھ سے نفرت نہیں رکھے گا مگر منافق۔یہ تھی اصل بات کہ مولانا طارق جمیل صاحب جو کہتے ہیں کہ دوست اور محبوب والا معنی درست نہیں ہے،ہم نے سلف صالحین اور حدیث سے یہ ثابت کردیا کہ یہاں مولا کا معنی "آقا اور سردار" نہیں ہے بلکہ اس کا معنی دوست و محبوب ہے۔

OOO

ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کرتے ہیں اور ان میں سے کسی کی محبت میں غلو نہیں کرتے اور نہ ان میں سے کسی سے براءت ظاہر کرتے ہیں اور ہم ان لوگوں سے بغض رکھتے ہیں جو صحابہ سے بغض رکھتے ہیں، اور جب بھی ہم صحابہ کا تذکرہ کرتے ہیں خیر کے ساتھ ہی کرتے ہیں، اور ان سے محبت دین، ایمان اور احسان کی علامت ہے اور ان سے بغض کفر نفاق اور سرکشی ہے۔(محدث فورم)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیث "لا أشبع اللہ بطنہ" کا صحیح معنی ومفہوم

ڈاکٹر فاروق عبداللہ نراین پوری

امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث روایت کی ہے، فرماتے ہیں: "كنت ألعب مع الصبيان، فجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم فتواريت خلف باب، قال: فجاء، فحطأني حطأة، وقال: "اذهب وادع لي معاوية" قال: فجئت فقلت: هو يأكل، قال: ثم قال لي: "اذهب فادع لي معاوية" قال: فجئت فقلت: هو يأكل، فقال: "لا أشبع الله ابطنه" ترجمہ: میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ اسی دوران آپ ﷺ تشریف لائے تو میں دروازے کے پیچھے چھپ گیا، فرماتے ہیں: آپ آئے اور میرے دونوں شانوں کے درمیان اپنے کھلے ہاتھ سے ہلکی سی ضرب لگائی اور فرمایا: جاؤ، میرے لئے معاویہ کو بلا لاؤ۔ میں نے آپ سے آکر کہا: وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ آپ نے دوبارہ مجھ سے فرمایا: جاؤ، معاویہ کو بلا لاؤ۔ میں نے پھر آکر کہا: وہ کھانا کھا رہے ہیں، تو آپ نے فرمایا: اللہ اس کا پیٹ نہ بھرے۔

صحابی رسول وکاتب وحی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن وتشنیع کرنے والے حاقدین اس حدیث کو ان کے برخلاف ہتھیار کی طرح استعمال کرتے ہیں اور اسے ان کی مذمت میں شمار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ انہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ بے ادبی کی جس پر آپ نے ان کے لئے بددعا کی۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کے صحیح معنی ومفہوم سے عوام وخواص کو آگاہ کیا جائے۔ یہ حدیث دراصل امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مذمت پر نہیں بلکہ منقبت پر دلالت کرتی ہے۔ اور اسے علمائے کرام نے ان کی منقبت کے باب شمار کیا ہے۔ مثلا حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "وهذا الحديث فضيلة لمعاوية"۔ [البدایہ والنہایہ (8/128)]۔ اور حافظ ذہبی فرماتے ہیں: "لعل هذه منقبة معاوية"۔ [تذكرة الحفاظ (2/195)]۔ البتہ جنہوں نے اس حدیث کو ان کی مذمت پر محمول کیا ہے علمائے کرام نے اس کے متعدد جوابات دئے ہیں، جن میں سے بعض یہ ہیں:

○ یہ اہل عرب کے عام بول چال کے کلمات ہیں، ان سے مخاطب کے حق میں بددعا مقصود نہیں ہوتی۔ [دیکھیں: المعلم بفوائد مسلم للمازری (3/297)]۔ کچھ اسی طرح کے بول چال کے کلمات آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرے صحابہ کرام کے لئے بھی وارد ہیں جو بظاہر ان کے حق میں بددعا معلوم ہوتی ہے لیکن حقیقت میں ان کلمات کو کوئی بددعا پر محمول نہیں کرتا۔ مثلا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کا بعض صحابہ کرام کے حق میں عَقْرَى، حَلْقَى، ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ، تَرِبَتْ يَمِينُكَ، لَا كَبِرَ سِنُّكِ وغیرہ کلمات استعمال کرنا۔ [دیکھیں: صحیح بخاری (8/37)، وصحیح مسلم، حدیث نمبر (1211) و(310) و(2603) وغیرہ] امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: أن ما وقع من سبه ودعائه ونحوه ليس بمقصود بل هو مما جرت به عادة العرب في وصل كلامها بلا نية كقوله تربت يمينك وعقرى حلقى وفي هذا الحديث لا كبرت سنك وفي حديث معاوية لا أشبع الله بطنه ونحو ذلك لا يقصدون بشيء من ذلك حقيقة الدعاء"۔ ((گالی وبددعا جیسے جو کلمات واقع ہوئے ہیں وہ مقصود نہیں ہیں، بلکہ اہل عرب اپنی بول چال میں حسب عادت بلا ارادہ جو استعمال کرتے ہیں ان کا تعلق اسی قبیل سے ہے۔ مثلا آپ کا یہ کہنا: تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں، اللہ اس کو زخمی کرے اور اس کے حلق میں درد پیدا کرے۔ اسی طرح حدیث انس میں ام سلیم کی بچی کے لئے کہنا کہ تمہاری عمر نہ بڑھے، اور حدیث معاویہ میں کہنا کہ اللہ اس کا پیٹ نہ بھرے وغیرہ تو ان کلمات سے حقیقی بددعا مقصود نہیں ہوتی۔) یہی بات علامہ عراقی نے طرح التثريب في شرح التقريب (8/13) میں کہی ہے۔

○ اگر اسے معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں بددعا تسلیم کر بھی لیں پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دوسری حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ یہ ان کی منقبت اور فضیلت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "اشْتَرَطْتُ عَلَى رَبِّي فَقُلْتُ: إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَرْضَى كَمَا يَرْضَى الْبَشَرُ وَأَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ فَأَيُّمَا أَحَدٍ دَعَوْتُ عَلَيْهِ مِنْ أُمَّتِي بِدَعْوَةٍ لَيْسَ لَهَا بِأَهْلٍ أَنْ يَجْعَلَهَا لَهُ طَهُورًا وَزَكَاةً وَقُرْبَةً يُقَرِّبُهُ بِهَا مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ". [صحیح مسلم، حدیث نمبر (2603)]۔ میں نے اپنے رب سے معاہدہ کیا ہے، میں نے اللہ تعالی سے کہا کہ میں ایک بشر ہوں، جس طرح ایک انسان خوش ہوتا ہے میں بھی ہوتا ہوں، اور جس طرح ایک انسان ناراض ہوتا ہے میں بھی ہوتا ہوں، لہذا میں اپنی امت میں سے جس کسی پر بھی ایسی بددعا کردوں جس کا وہ اہل نہ ہو تو اسے اس کے لئے گناہوں کا کفارہ، تزکیہ اور قیامت کے دن تیری قربت کا باعث بنادے۔

لہذا یہ حدیث امیر معاویہ اور ان تمام صحابہ کرام کے حق میں آپ ﷺ کی نیک دعا ہے جن کے متعلق ایسے کلمات بتقاضائے بشر آپ سے صادر ہوئے ہیں۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں ذکر کرنے کے فورا بعد "لا أشبع الله بطنه" والی حدیث روایت کی ہے جس سے واضح طور پر آپ نے یہ اشارہ دیا ہے کہ یہ ان کے حق میں آپ کی دعا ہے، بددعا نہیں۔ بہت سارے علمائے کرام نے اس سے یہی سمجھا ہے۔ مثلا ملاحظہ ہو امام نووی کی شرح صحیح مسلم (16/152-153)۔

استاد محترم فضیلۃ الشیخ عبدالمحسن العباد حفظہ اللہ ومتعہ بالصحۃ والعافیہ فرماتے ہیں: "من دقة الإمام مسلم رحمه الله

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وحسن ترتيبه صحيحه أنّه أورد عقب هذا الحديث حديث ابن عباس رضي الله عنهما في قوله في معاوية: "لا أشبع الله بطنَه"، فيكون دعاءً له، وليس دعاء عليه". [فتح القوي المتين في شرح الأربعين للعباد (ص 106)]۔

امام مسلم رحمہ اللہ کی باریک بینی اور اپنے صحیح کی حسن ترتیب کی یہ ایک علامت ہے کہ انہوں نے انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ابن عباس کی حدیث "اللہ ان کا پیٹ نہ بھرے" روایت کی، لہٰذا یہ ان کے حق میں دعا ہوگی، بددعا نہیں۔

○ اس حدیث میں کہیں پر یہ نہیں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ خبر دی تھی کہ انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلا رہے ہیں، صرف یہ ہے کہ انہوں نے امیر معاویہ کو کھاتے ہوئے دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی مکرر خبر دی، جس پر آپ نے مذکورہ جملہ ارشاد فرمایا۔ لہٰذا اس سے یہ کہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کوئی لاپرواہی برتی تھی یا کوئی بے ادبی کی تھی؟ اور جب ان کا کوئی قصور ہی نہیں ہے تو ان کے حق میں پھر بددعا کیسی؟ [دیکھیں: تسدید الإصابة فيما شجر بين الصحابة لذياب بن سعد الغامدى (ص: 148)]

○ اس کے برعکس یہ حدیث امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے صحابی رسول، کاتب وحی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معتمد و چہیتے ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ہمیں دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے، اور نبیین، صدیقین، شہداء و صالحین کے ساتھ ہمارا حشر کرے۔

○○○

دفاعِ صحابہ اور سلف

امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے استاد تھے ابوحمزہ ثمالی۔ ایک دفعہ وہ ان سے احادیث سن رہے تھے کہ سیدنا عثمان بن عفان کی حدیث آئی، استاذ نے اس پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو کچھ برا بھلا کہا، تو جناب عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فوراً اس کی محفل سے اٹھے، جو کچھ اس سے لکھا تھا پھاڑ دیا اور اس محفل کو چھوڑ کر چلے گئے۔

(میزان الاعتدال: 1/363)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسلام کے چشم دید گواہ اور معاصر معاندین

ابواشعر فہیم
دار الفہیم، مئوناتھ بھنجن

زیر نظر تحریر محترم ابواشعر فہیم صاحب (دار الفہیم، مئوناتھ بھنجن) کی ہے موصوف کی خاصیت یہ ہے کہ بہت کم الفاظ میں اپنی بات کہنے کی صلاحیت رکھتے ہیں یعنی دریا کوزے میں بند کردیتے ہیں جو کہ اللہ کا عظیم تحفہ ہے۔ کسی بھی مسئلہ پر بہت ہی بے باکی سے کبھی مزاحیہ انداز میں تو کبھی سنجیدگی کے ساتھ اپنی بات رکھتے ہیں۔ ان کی مختصر مگر جامع و جاندار تحریریں قارئین کافی پسند کرتے ہیں۔ (مدیر)

دین اور مذہب کا تنہا ماخذ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اس کا اصل سرمایہ واثاثہ صحابہ کرام ہیں، تابعین و تبع تابعین اور پورا خیر القرون اس کا درخشاں تسلسل ہے، محدثین، فقہاء اور جملہ ائمہ عظام میراث نبوی اور علم صحابہ کے شارح اور محافظ ہیں، انہیں کے توسط سے دین ہم تک پہونچا ہے، ہم تک دین پہونچنے کا وہی روشن ذریعہ ہیں۔ جو لوگ اس پندرہویں صدی میں اُس چودہویں کے چاند سے زیادہ صاف اور روشن شاہراہ کو چھوڑ کر اور اس سنہرے تسلسل سے منھ موڑ کر کسی "نئے افکار وخیالات اور شاذ تصورات" کو کل کائنات سمجھ رہے ہیں دراصل وہ گھٹا ٹوپ اندھیرے اور سخت گھاٹے میں ہیں، دین کسی ایک شخص کے فکر و خیالات کے اندر گھٹنے کا نام نہیں ہے، دین مکمل ہے، تشریحات واضح ہیں اور تسلسل سنہرا ہے۔ جو لوگ اس پورے سنہرے تسلسل و تاریخ کو ملیامیٹ کر کے کوئی نیا دور اور "نئی روشنی" لانا چاہتے ہیں تو سمجھ جائیے کہ وہ آپ کو پھنسانے اور الجھانے کا کام کر رہے ہیں، ان کی باتیں بس افسانہ ہی ہیں۔

○○○

اگر کسی کو ابوبکر وعمر وعثمان وعائشہ رضی اللہ عنہم کو گالی دینا ہو، انہیں غاصب اور مرتد قرار دینا ہو تو ظاہر ہے ایسے ہی ڈائریکٹ شروع نہیں ہو جائے گا، اس کے لیے پہلے صافہ باندھے گا، پھر داڑھی میں خلال کرے گا، پھر گلہ صاف کرے گا پھر تمہید باندھے گا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے گا، پھر اہل بیت کی عظمت کے گن گائے گا، پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ کے مناقب بیان کرے گا، پھر علی رضی اللہ عنہ کی عظمت وعبقریت پر فلسفیانہ انداز میں کچھ گفتگو کرے گا، پھر واقعہ قرطاس کا ذکر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرے گا، پھر اشاروں کنایوں میں لائن پر آئے گا، پھر بڑی لائن پکڑ لے گا، پھر وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرے گا، پھر فوراً ''بنو ساعدہ'' پہونچ جائے گا، پھر آہ کھینچے گا، پھر خلیفہ اوّل کا دامن کھینچے گا، پھر فاروق اعظم پر اپنا آپا کھودے گا، پھر پانچ کو چھوڑ کر سارے جاں نثاروں پر اپنی زبان اور دل سب صاف کردے گا، ''حب اہل بیت'' اور محبت اہل بیت کا مقدمہ چلتا رہے گا، پھر عمر بن خطاب سے ہوتے ہوئے عثمان رضی اللہ عنہ کے خاندان پر چڑھائی کرے گا، پھر بنو ہاشم کو بنو امیہ سے لڑادے گا، پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر ساری گاج گرادے گا، زہر کے سارے تیر ان پر استعمال کرے گا، تھوڑی دیر کے لیے اگر آپ مان لیں کہ ''کربلا کا سانحہ'' رونما نہیں ہوا لیکن ذرا آنکھ کھول کر دیکھیے تو مدح اہل بیت کی آڑ میں اس نے کتنے کربلا کے میدان بنادیئے ہیں، اس نے کن کن لوگوں کو نہ صرف زخمی کیا ہے بلکہ انہیں ایمان سے باہر لا کھڑا کیا ہے، یہاں تو ابوبکر سب سے بڑے منافق ٹھہرے، بنت ابوبکر شاطر ورجم کی مستحق قرار دی گئیں، عمر بن خطاب وعثمان غنیؓ ''شیطان وہامان ونمرود'' کے خطاب سے نوازے گئے، معاویہ اور ابن معاویہ کا تو رونا ہی نہیں۔

شہادت حسین ایک جذباتی بہانہ ہے، اصل کھیل اس سے پہلے ہی سے جاری وساری ہے، کربلا کو دراصل گالی دینے کا مرکزی دروازہ بنایا گیا ہے، ورنہ پورا اسٹیج پہلے ہی سے نہ صرف تیار ہے بلکہ ڈرامہ اور کھیل بھی جاری وساری ہے۔ ہمارے رفیع الشان مفکر کی جماعت کے احباب اپنی سیاہ غلاف والی کتاب (خلافت وملوکیت) پر کبھی غور کریں کہ آخر ہمارے ''انقلابی بھائیوں'' کو اسی سے آخر اتنی دلچسپی کیوں ہے؟ وہ الجہاد سے ''پردہ'' فرما جاتے ہیں، اسلام اور ضبط ولادت کی ''سود'' مندی کی بات وہ کبھی نہیں کرتے، وہ تفہیمات نہیں بانٹتے، وہ تجدید احیاء دین کی تنقیح کبھی نہیں کرتے وہ ''سیرت سرور عالم'' کو کبھی ہاتھ نہیں لگاتے۔ آخر آخر وہ سیاہ غلاف میں لپیٹ کر ایک ''شاہکار کتاب'' ہی کو کیوں تقسیم کرتے ہیں؟؟ کیا رفیع الشان مفکر کی جماعت کے لوگ اتنا بھی نہیں سمجھتے، کیا وہ لوگ اتنے ہی سادہ لوح ہیں،؟؟ یاد رکھیں سیاہ غلاف میں لپیٹ کر تقسیم کی جانے والی کتاب اور ماتمی لوگوں کو ''ہدیہ'' میں دی جانے والی اس کتاب کی تقسیم سے مقصود اہل سنت کو تقسیم کرنا ہے۔ پھر بھی آپ لوگ نہیں مانیں تو نہ مانے لیکن کبھی شام وعراق ویمن میں اپنے ہی ہم فکر وخیال مسلمانوں سے بھی پوچھ لیں کہ ان پر کیا گزر رہی ہے تو سارے ''انقلابی قارورے'' کا رنگ معلوم ہوجائے گا۔

ooo

مشاجرات صحابہ پر اوّل بھی سکوت اور آخر بھی سکوت۔ ہزاروں صفحات پڑھنے کے بعد نتیجہ پھر بھی سکوت۔ محدثین

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کرام اور فقہاء عظام نے جو اصول بنایا ہے اور مشاجرات صحابہ پر عام اہل سنت والجماعت کا جو موقف ہے وہ سکوت ہی کا ہے۔ جرح وتعدیل کے ابواب بھی تابعین اور تبع تابعین پر کھلتے ہیں۔ اور صحابہ کے لیے "کلھم عدول" کا معیار معتبر اور میزان نصب ہے۔ جو لوگ "فروعی مسائل" کا طعنہ دیتے ہیں ان کے نصیب میں عموما "مشاجرات صحابہ" ہی کا موضوع آتا ہے۔ جب کہ ہم "دفاع صحابہ" میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ جن لوگوں کا مشن "دفاع شخصیات" ہے یقینا یہ ان سے محبت کی شاہکار دلیل بھی ہے۔ "مشاجرات صحابہ" سے کھیلنے والے چاہے وہ تارک رفع الیدین ہوں یا "عامل رفیع الیدین" ہم ان پر بالسر بھی نقد کرتے ہیں اور بالجہر بھی اور ان پر ہم "رفع یدین" کے قائل ہیں۔ اس لیے کہ مقصود "کل صحابہ" کا دفاع ہے۔ جو بڑ بولے ہیں دراصل وہ "سقوط عظمت صحابہ" کا کام کرتے ہیں اور ہم کلھم عظمت صحابہ کا دفاع کرتے ہیں اور مشاجرات صحابہ پر سکوت اختیار کرتے ہیں یہ کسی جماعت، جمعیت اور شخصیت کا مسئلہ نہیں بلکہ عظمت صحابہ کا مسئلہ ہے۔

دفاع صحابہ پر سب سے زیادہ تکلیف یا تو سبائیوں کو ہوتی ہے یا نیم سبائیوں کو۔ صحابہ کا دفاع اسلام کا دفاع ہے اور یہ ہمارا مشغلہ ہے۔ الحمدللہ جنہیں برا لگ رہا ہے وہ ہماری گلی چھوڑ دیں یا پھر بتائیں ہم ان کا "گلہ تنگ" کر دیتے ہیں۔

OOO

جو آدمی جس کی کتابیں اور لٹریچر پڑھ کر اسلام سے قریب ہوتا ہے، الحاد اور مغربی تہذیب پر جس کی تحریروں کی بدولت اسے فتح نصیب ہوتی ہے وہ فطری طور پر اس کی لغزشوں اور فاش کوتاہیوں پر نہ صرف پردہ ڈالتا ہے بلکہ اس کا پرزور دفاع بھی کرتا ہے۔ حالاں کہ اسے یہ بات سوچنی چاہیے کہ اپنی صدی اور اپنے عہد کے جن بھی شخصیات کی بدولت اس کے اسلام اور ایمان کو تجدید ملی یا وہ "نو مسلم" ہوا بلکہ "تجدید کلمہ" پر عمل بھی کیا۔ کیا وہ اس پوزیشن میں پہونچ گیا کہ ان عظیم المرتبت اور صحبت نبوی سے فیض یاب اصحاب کی "پوزیشن" اور معیار طے کرے، سمجھنے کی بات یہ ہے کہ اِس صدی کے لوگوں کو اور ان کی باتوں کو چھوڑ دیا جائے تو اسلام پر کچھ بھی حرف نہ آئے گا۔ لیکن اگر اصحاب رسول پر "حرف گیری" کرنے والی شخصیات کا دفاع کیا جائے گا تو ہم تک دین پہونچانے والے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صبح وشام کے گواہوں کی ساری گواہیاں مشکوک ہو جائیں گی اور پورا دین مشکوک ہو جائے گا۔ اس لیے اپنی عقیدتوں کو وہاں چھوڑ دیا جائے جہاں اصحاب رسول میں تفریق کی جائے اور ان کی عظمتوں سے چھیڑ چھاڑ کی جائے۔

OOO

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اصلی تحریکیت انسان کو صحابہ کے ساتھ زبان کی "حرکت" پر مجبور کر دیتی ہے۔اہل بدعت کا سب سے بڑا استدلال "منع کہاں ہے" ہوتا ہے جب کہ اہل حرکت کا سب سے بڑا استدلال "اپنے سے کہاں لکھا ہے" ہوتا ہے۔دونوں طرف جو جھول اور ڈنڈی ہے اسے پگڈنڈی والے نہیں بلکہ اہل توفیق، سنت کے حاملین اور صراط مستقیم والے پکڑ لیتے ہیں۔یہ زہر اور اثر اسلوب کے سحر میں ایسا پوشیدہ ہوتا ہے کہ وہ قاری اور غالی کو اپنے سحر سے نکلنے نہیں دیتا۔کچھ لوگوں کو صرف یہی سب باتیں سمجھنے اور پکڑنے میں ساٹھ پینسٹھ سال لگ جاتے ہیں اور جو بے توفیق، سادہ لوح اور اندھے عقیدت مند ہوتے ہیں وہ اسی حالت میں دنیا سے چلے بھی جاتے ہیں ۔الحمدللہ ہم نے یہ "کورس" صرف پچیس سال کی عمر میں پورا کر لیا تھا۔مولانا محمد اسماعیل سلفی آف گوجرانوالہ کی "حجیت حدیث" کا احسان ہم کبھی بھول نہیں سکتے ۔اللہ اس مرد مجاہد کی قبر کو نور سے بھر دے جس نے بہت جلد "سلوک" کی راہ طے کرادی اور صحابہ کے ساتھ بدسلوکی والی کتابوں اور مفکروں کے مسموم اثرات سے محفوظ رکھا۔بعد کے دور میں حافظ صلاح الدین یوسف، یٰسین مظہر ندوی صدیقی اور جسٹس تقی عثانی کی کتابیں بھی مشعل راہ بنیں۔

ooo

ہم نے "ذہنی غلاموں" کو اشاروں میں بھی سمجھا دیا ہے اور کنایوں میں بھی۔وہ مطمئن رہیں۔ہم شخصیات کے غلام نہیں ہیں ہم صحابہ کے غلام ہیں۔ہمارے نزدیک پہلے صحابہ ہیں اور ان کی عظمتیں ہیں پھر شخصیات کا نمبر بہت بعد میں آتا ہے۔ہم ان تمام لوگوں کی باتوں کو "جوتی کی نوک" پر رکھتے ہیں جن کے "نوک قلم" سے صحابہ کرام کی ذات پر ہلکی بھی خراش آتی ہو۔وہ صاحب قلم چاہے کتنے ہی رفیع ہوں۔اپنے گھر کے ہوں یا باہر کے۔اپنا پہلا گھر اور ٹھکانہ صحابہ ہیں۔

ooo

مسلکیت اور تفرقہ بازی کا طعنہ دینے والے افراد اکثر خود فتنہ گر ہوتے ہیں، لیکن وہ گولیاں اور گالیاں نستعلیق زبان میں دیتے ہیں، دین کے مصالح کا رونا روئیں گے، امت کی زبوں حالی کا ذکر کریں گے، فروعات میں الجھنے سے منع کریں گے اور خود مسلّمات پر ہاتھ صاف کر دیں گے اور مشاجرات صحابہ کو بحث کا موضوع بنائیں گے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اصلاح کریں گے، عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو طعنہ دیں گے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے محاسبہ کریں گے اور انہیں بدعتی اور ڈکٹیٹر کا خطاب دیں گے، خود ذہنی غلامی میں قید رہیں گے اور سیاہ غلاف میں مفت تقسیم ہونے والی ایک شاہکار کتاب کے گن گائیں گے۔اے اللہ ہم تجھ ہی سے انصاف کے طالب ہیں اور تیرے ہی دربار میں اپنی شکایت پیش کرتے ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

OOO

آدمی اپنی نماز جنازہ اس شخص سے پڑھانے کی وصیت کرتا ہے جس کو وہ سب سے متقی اور افضل سمجھتا ہے، آدمی خود دیندار نہ ہو لیکن اس کی خواہش ہوتی ہے کہ میری نماز جنازہ کوئی اچھا اور دیندار آدمی پڑھائے، میزبان رسول حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی وفات کس جنگ میں ہوئی؟ اس کا سپہ سالار کون تھا؟ اور انہوں نے اپنی نماز جنازہ کس سے پڑھانے کی وصیّت کی؟ اور کس نے ان کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے ان کی نماز جنازہ پڑھائی تھی؟ اس بدبخت اور "پلید" کا نام کس کس کو یاد ہے۔ اور ہم اس شخص کے کردار کے بارے میں زیادہ جانتے تھے یا میزبان رسول اور پیغمبر اسلام کے ننھیالی رشتہ دار حضرت ابو ایوب انصاری زیادہ جانتے تھے؟

(آپ کی نماز جنازہ یزید بن معاویہؒ نے پڑھائی اور قسطنطنیہ کی فصیل کے سامنے دفن کیا گیا)

OOO

جو لوگ عثمان، طلحہ، عمرو بن عاص سے پرخاش اور معاویہ وزبیر "رضی اللہ عنہم" سے بیر اور بغض رکھتے ہیں اور اپنے موقف کے خلاف پڑنے والے صحابہ پر چن چن کر نشانہ سادھتے ہیں اگر وہ اور ان کے غالی وکلاء ہم سے ناراض ہو جاتے ہیں اور ہمیں گالی بھی دینے لگتے ہیں تو ہمیں خوشی ہوتی ہے کہ چلو یہ جب رسول اللہ کے دوستوں کو نہیں چھوڑتے تو ہم کس کھیت کی مولی ہیں۔ جب دین کے سچے گواہان کی عزتیں محفوظ نہیں ہیں تو بتایا جائے کہ اسلام کیسے مکمل اور محفوظ رہا۔ لمبا لمبا مضمون لکھنے والے اور لمبا لمبا سفید کرتا پہننے والی "کٹولیان کی بکولیان" کو اگر توبہ کی توفیق نہ ہوئی تو ان کی نسلیں دجّال پر ایمان لے آنے میں اور مہدی وعیسیٰ کی خلافت راشدہ میں کیڑے نکالنے میں آگے آگے ہوں گی۔ اللہ ہمیں ہر سیاہ وسفید کے شر اور "وانی" سے محفوظ رکھے۔

OOO

اسلام میں اگر سیاست اور طریقہ انتخاب اگر عبادات کی طرح ہوتے تو "صلّوا کما رأیتمونی اصلّی" کی طرح منصوص ہوتے۔ اسلام کو قیامت تک چلنا ہے اس لیے سیاست میں عصریت کا لحاظ اور گنجائش رکھی گئی ہے۔ جو طریقہ انتخاب، سیاست اور ماحول ابوبکر کے زمانے میں تھا اس سے حضرت عمر کا عہد مختلف ہے۔ اسی طرح ابوبکر وعمر کے مقابلے میں عثمان کا عہد بہت مختلف ہے اور اس کے بعد تو حضرت علی کا عہد ان تینوں خلفاء سے اور بھی مختلف ہے۔ رضی اللہ عنہم۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس لیے اس زمانے میں اُسی جیسی خلافت راشدہ کی بات کرنا اور اسی عہد کی سیاست پر لوٹ چلنا نہ مطلوب ہے اور نہ ممکن ہے۔خلفاء راشدین کی سیاست، اسلامی سیاست کے لیے ایک ماڈل، منور قندیل اور روشن شاہراہ ہے۔لیکن اسلامی سیاست کوئی ارکان اربعہ کی طرح نہیں ہے کہ کوئی ایک سیاسی کتاب لکھ دی جائے اور اس کے آگے اسلامی لگا کر اسے "قانون" کا درجہ دے دیا جائے اور اگر اس پر عمل نہ ہو سکے تو پوری مسلم دنیا میں آگ لگا دی جائے اور خاک وخون کی ہولی کھیلی جائے۔

○○○

یوسف کو کنویں میں پھینکا اور برادران یوسف روتے بلکتے گھر آ گئے اور ادھر حرمت والے مہینے میں ایک بوری خطوط لکھ کر صرف عراقی کوفیوں نے نواسہ رسول کو دھوکے سے مدبھیڑ میں پھنسایا اور ان کی مظلومانہ شہادت کرا دی۔حسین تو نور علیٰ نور ہو گئے لیکن یہ سارے لوگ بوری غائب کر کے آج تک دنیا کے سامنے روتے چلاتے اور سینہ وچہرے پر تھپڑ مارتے نظر آ رہے ہیں۔وہاں جس طرح حضرت یعقوب نے جھوٹ اور کہانی پکڑ لی تھی یہاں بھی اصحاب الحدیث اور اہل سنت والجماعت خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ اصلی قاتلین اور افسانہ نویس کون ہے۔

○○○

مسلمانوں کی تاریخ اور سن عمر فاروق رضی اللہ نے ہجرت سے شروع کیا۔ولادت نبوی سے بھی شروع نہ کیا۔اس لیے اسلامی تاریخ کے پہلے مہینے "محرم" میں ہجرت کی نسبت ہے۔اس لیے مسلمانوں کی تاریخ اصلاً "ہجرت" ہے۔وہ ہجرت جس میں یار غار ساتھ تھے۔ثانی اثنین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کندھے پر بھی سوار کر لیا۔وہ تاریخ اسلام کی تکمیل میں شامل ہے۔جب کہ جس نواسہ رسول کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کندھے پر بٹھایا تھا ان کی مظلومانہ واعزازی شہادت "کربلا" کے مقام پر پیشن گوئی کے حساب سے پوری ہو گئی۔اور یہ سانحہ عظیمہ اسلام کی تکمیل کے بعد پیش آیا اس لیے وہ تاریخ اسلام تو ضرور ہے لیکن "تکمیل اسلام" اور "زندہ اسلام" ہرگز نہیں۔بلکہ وہ اسلامی تاریخ کا ایک عظیم اور تقدیری سانحہ ہے۔

آیئے جو اصل "قاتلین حسین ہیں" جنہوں نے خطوط کی بوریاں بھی چھپا دی تھیں ان پر لعنت بھیجتے ہیں۔قبول ہے نقلی حسینیو! اور انقلابیو!

○○○

ملحد اکثر یا اللہ کا نعرہ لگانے پر سوال کھڑا کرتا ہے لیکن یا حسین اور یا علی مشکل کشا کا نہ صرف نعرہ لگاتا ہے بلکہ اس کا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دفاع بھی کرتا ہے۔ مطلب ملحد گیارہ نہیں بارہ مہینے "سیاہ" رہتا ہے گرچہ اس کا بال سفید دکھائی دے۔ہم نے کبھی کوئی ایسا ملحد نہیں دیکھا جو ابوبکر وعمر وعثمان وعائشہ رضی اللہ عنہم کا دفاع کرتا ہو۔ بلکہ ہم نے انہیں ان پر لعنت بھیجتے ہوئے ہی پایا۔ یہ کلا کار قوم ہے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم پر تبرابازی کے لیے یزید اور کاتب وحی کو نشانہ بناتی ہے۔

یادرکھیں موازنہ حسین اور یزید کا نہیں اصلا بہانہ یزید ومعاویہ کی آڑ میں بوبکر وعمر وعثمان وعائشہ وجملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر کفروارتداد اور غصب وغضب کا اظہار کرنا ہے۔اس لیے بھولے بھولے متحرک بھائیو اصل نشانہ کو سمجھو اور نشانیوں پر غور کرتے رہو۔ سردست یادرکھو کہ وہ خلیفہ چہارم کو خاتم النبین کے بعد تمام انبیاء سے افضل جانتے ہیں بلکہ ذاکرین کو سنو تو وہ علی اور اللہ کو ایک کردیتے ہیں۔صرف رفیع الشان مفکر کی "انجیل مقدس" کی ستر بار تلاوت مت کیا کرو، کبھی کبھی یوٹیوب پر ذاکرین کے ماتم میں سینہ بھی پیٹ لیا کرو۔تب دل میں خون کے آنسو آئیں گے بس شرط یہ ہے کہ ایمان زندہ ہو۔

○○○

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تو خود حکومت وقت تھے۔اور اس حکومت کی رعایا خود حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ایک اسلامی سربراہ اور امیر المومنین شہید کردیئے گئے۔اس سے پہلے خود حضرت عمر عین محراب مسجد میں شہید کردیئے گئے اس کے بعد حضرت علی بھی شہید کردیئے گئے اور اسی تسلسل میں حضرت حسین بھی شہید کردیئے گئے۔سب کے قاتلوں کی کڑی ملالیجیے۔ پھر شوق سے کربلا منایئے اور ماتم کیجیے۔لیکن اصل حقائق کا تو اعتراف کرلیجیے۔

○○○

یونہی تو نہیں لکھا سردار صحابہؓ کو
ٹھہرایا رسالت نے معیار صحابہؓ کو
کیسا تھا صحابہ کا ایمان ویقیں محکم
بھٹکا نہ سکے زر کے انبار صحابہؓ کو

(محمد سمیع اللہ عباسی، صارم)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صحابہ کیسے ہی ہوں مگر......

علامہ سید محمد یوسف بنوری

صحابہؓ کیسے ہی ہوں، مگر تم سے تو اچھے ہی ہوں گے، تم ہوا پر اُڑ لو، آسمان پر پہنچ جاؤ، سو بار مر کر جی لو، مگر تم سے صحابیؓ تو نہیں بنا جا سکے گا، تم آخر وہ آنکھ کہاں سے لاؤ گے جس نے جمالِ جہاں آرائے محمدﷺ کا دیدار کیا؟ وہ کان کہاں سے لاؤ گے جو کلماتِ نبوتؐ سے مشرف ہوئے؟ ہاں وہ دل کہاں سے لاؤ گے جو انفاسِ مسیحائی محمدیﷺ سے زندہ ہوئے؟ وہ دماغ کہاں سے لاؤ گے جو انوارِ مقدس سے منور ہوئے؟ تم وہ ہاتھ کہاں سے لاؤ گے جو ایک بار بشرۂ محمدیﷺ سے مس ہوئے اور ساری عمر ان کی بوئے عنبریں نہیں گئی؟ تم وہ پاؤں کہاں سے لاؤ گے جو معیتِ محمدیؐ میں آبلہ پا ہوئے؟ تم وہ زمان کہاں سے لاؤ گے جب آسمان زمین پر اتر آیا تھا؟ تم وہ مکان کہاں سے لاؤ گے جہاں کونین کی سیادت جلوہ آرا تھی؟ تم وہ محفل کہاں سے لاؤ گے جہاں سعادتِ دارین کی شرابِ طہور کے جام بھر بھر دیتے جاتے اور تشنہ کام ''مان مجبت'' ''ہل من مزید'' کا نعرہ مستانہ لگا رہے تھے؟ تم وہ منظر کہاں سے لاؤ گے جو ''کأنی أری اللہ عیاناً'' کا کیف پیدا کرتا تھا؟ تم وہ مجلس کہاں سے لاؤ گے جہاں ''کأنما علی رؤسنا الطیر'' کا سماں بندھ جاتا تھا؟ تم وہ صدر نشین تختِ رسالت کہاں سے لاؤ گے جس کی طرف ''ھذا الأبیض المتکئ'' سے اشارے کئے جاتے تھے؟ تم وہ شمیمِ عنبر کہاں سے لاؤ گے جو دیدارِ محبوب میں خوابِ نیم شبی کو حرام کر دیتی تھی؟ تم وہ ایمان کہاں سے لاؤ گے جو ساری دنیا کو تج کر حاصل کیا جاتا تھا؟ تم وہ اعمال کہاں سے لاؤ گے جو پیمانۂ نبوت سے ناپ ناپ کر ادا کیے جاتے تھے؟ تم وہ اخلاق کہاں سے لاؤ گے جو آئینۂ محمدی سامنے رکھ کر سنوارے جاتے تھے؟ تم وہ رنگ کہاں سے لاؤ گے جو ''صبغۃ اللہ'' کی بھٹی میں دیا جاتا تھا؟ تم وہ ادائیں کہاں سے لاؤ گے جو دیکھنے والوں کو نیم بسمل بنا دیتی تھیں؟ تم وہ نماز کہاں سے لاؤ گے جس کے امام نبیوں کے امام تھے؟ تم قدوسیوں کی وہ جماعت کیسے بن سکو گے جس کے سردار رسولوں کے سردار تھے؟

تم میرے صحابہؓ کو لاکھ برا کہو، مگر اپنے ضمیر کا دامن جھنجھوڑ کر بتاؤ! اگر ان تمام سعادتوں کے بعد بھی میرے صحابہؓ برے ہیں تو کیا تم ان سے بدتر نہیں ہو؟ اگر وہ تنقید و ملامت کے مستحق ہیں تو کیا تم لعنت و غضب کے مستحق نہیں ہو؟ اگر تم میرے صحابہؓ کو بدنام کرتے ہو تو کیا میرا خدا تمہیں سرِ محشر سب کے سامنے رسوا نہیں کرے گا؟ اگر تم میں انصاف و حیا کی کوئی رمق باقی ہے تو اپنے گریبان میں جھانکو اور میرے صحابہؓ کے بارے میں زبان بند کرو اور اگر تمہارا ضمیر بالکل مسخ ہو چکا ہے تو بھری دنیا یہ فیصلہ کرے گی کہ میرے صحابہؓ پر تنقید کا حق ان کپوتوں کو حاصل ہونا چاہیے؟ (بصائر و عبر جلد ا/صفحہ ۱۵۷) ○○○

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تنقید کا اُصول

مولانا وحید الدین خان

ایک صاحب نے کہا: ''میں نے سنا ہے کہ آپ صحابہ کرام، علماء عظام سب پر تنقید کرتے ہیں''۔ میں نے کہا کہ یہ بالکل لغو بات ہے۔ صحابہ اور علماء کے درمیان کاما نہیں ہے بلکہ فل سٹاپ ہے۔ علماء پر تنقید کا ہر شخص کو حق ہے، مگر صحابہ پر تنقید کا کسی کو حق نہیں۔ اصحاب رسول کا معاملہ ایک خصوصی معاملہ ہے۔ ان کے متعلق حدیث میں آیا ہے کہ لا تتخذوھم من بعدی غرضا (میرے بعد ان کو نشانہ نہ بناؤ) اس لئے صحابہ مطلق طور پر تنقید سے مستثنیٰ ہیں۔ ان کے سلسلہ میں صرف یہ ممکن ہے کہ کسی مسئلہ میں اگر دو صحابی کے درمیان ایسا اختلاف پایا جائے جس میں تطبیق نہ دی جاسکتی ہو تو دونوں میں سے ایک کا انتخاب کیا جائے گا یعنی ایسے مسئلہ میں ترجیح کا طریقہ اختیار کیا جائے گا نہ کہ تنقید کا طریقہ۔ مگر صحابہ کے بعد جہاں تک دوسرے علماء اور رہنماؤں کا تعلق ہے تو ان کے بارے میں امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ وہ بھی آدمی اور ہم بھی آدمی، یہی صحیح اسلامی مسلک ہے اور یہی میرا مسلک ہے۔ میں صحابہ کرام کو تنقید سے مستثنیٰ سمجھتا ہوں۔ میں نے کبھی صحابہ کرام پر تنقید نہیں کی اور نہ بقید ہوش وحواس ایسا کر سکتا ہوں۔ مگر صحابہ کے بعد دوسری اسلامی شخصیتوں پر علمی تنقید کی جاسکتی ہے۔ اور ایسی تنقید ہر دور میں علماء امت کے درمیان جاری رہی ہے۔ غیر صحابہ پر تنقید کے معاملہ میں کبھی کسی نے نکیر نہیں کی۔

تاہم غیر صحابہ پر تنقید کے سلسلہ میں بھی ایک فرق کو ملحوظ رکھنا لازمی طور پر ضروری ہے۔ وہ یہ کہ وہ تنقید ہو نہ کہ تعییب۔ یعنی علمی اختلاف رائے ہو نہ کہ ذاتی الزام تراشی۔ مثال کے طور پر علامہ ابن تیمیہ کی زندگی کا ایک پہلو یہ ہے کہ انہوں نے نکاح نہیں کیا۔ دوسرا یہ کہ انہوں نے بہت سی کتابیں لکھیں۔ ان کے نکاح نہ کرنے کو میں ایک ذاتی مسئلہ قرار دوں گا اور اس کی بنیاد پر ان کے اوپر کوئی تنقید نہیں کروں گا۔ مگر ان کی کتابیں میرے نزدیک مقدس نہیں۔ ان میں اگر کوئی بات غیر صحیح نظر آئے تو اس پر علمی حدود میں تنقید کی جاسکتی ہے۔ (ماخوذ از: حکمت اسلام)

ooo

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ: علمائے احناف کی نظر میں

طارق اسعد
متعلم جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کے سلسلۃ الذہب کی وہ روشن کڑی ہیں جن کی سیاسی بصیرت، آفاقی بصارت، تعلیمی لیاقت، کرم وسخاوت، حلم وشجاعت تاریخ کے اوراق میں آب زر سے لکھی جائیں گی، آپ کا شماران معزز صحابہ کرام میں ہوتا ہے جنہوں نے وحی الہی کی کتابت کی، خاندان نبوت سے رشتہ نبھایا، خلفائے راشدین کے ساتھ مل کر اسلام کے پرچم کو مشرق ومغرب میں پھیلانے کا بیڑا اٹھایا، پھر جب وقت نے آپ کے ہاتھ میں زمام اقتدار سونپی تو آپ نے اپنی بصارت وبصیرت اور دور بینی ودور اندیشی کے ذریعہ اسلامی ریاست کا رقبہ وسیع سے وسیع تر کیا، ناقابل تسخیر دشمنوں سے لوہا لیا اور انہیں دھول چٹائی، سلطنت اور حکومت میں نت نئی اصلاحات کیں اور وقت کے تقاضوں کے مطابق اسلامی ریاست کی تشکیل کی۔ بدقسمتی سے تیرہ سو سال کا عرصہ گذرنے کے بعد آج تک اس صحابی جلیل کو ایک جماعت کی جانب سے مطعون کیا جاتا رہا ہے، اہل رفض وتشیع نے حب علی کی آڑ میں بغض معاویہ کا جو بدترین کھیل کھیلا وہ تو ظاہر ہی ہے مگر صد افسوس کہ اہل سنت کا دم بھرنے والے اور سنیت کا مالہ جپنے والے بعض نام نہاد سنی افراد بھی روافض کے شانہ بشانہ کھڑے نظر آرہے ہیں، بالخصوص محرم الحرام کی آمد کے ساتھ ہی جہاں اہل رفض تبرا کے نام پر صحابہ کرام کو گالیاں دینا شروع کرتے ہیں وہیں اہل سنت کا ایک طبقہ بھی ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے اس شنیع عمل میں شریک ہوجاتا ہے، اور اس بدترین اور قابل لعنت فعل میں وہ سب سے پہلے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ہاتھ اور زبان صاف کرتا ہے۔ وہ ان تمام فرمودات کو بھول جاتا ہے جن میں نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام سے بلا استثنا محبت کا حکم دیا، ان سے بدکلامی اور گالی گلوچ سے سختی سے منع کیا اور ان کی عزت واحترام کا حکم دیا۔ زیر نظر مضمون میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق بعض علمائے احناف کے اقوال جمع کیے گئے ہیں جو احناف کے موقف کی وضاحت کرتے ہیں۔

<u>علامہ بدرالدین عینی حنفی</u> (م: 855ھ): - ''اہل سنت والجماعت کا برحق موقف یہ ہے کہ صحابہ کرام کے اختلافات سے کنارہ کشی اختیار کیا جائے، ان سے حسن ظن رکھا جائے اور ان کے لیے عذر تلاش کیا جائے، اور یہ کہ وہ لوگ مجتہد تھے، کسی معصیت کا قصد کیا اور نہ ہی دنیاداری کا۔'' (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابن ہمام حنفی (م 861ھ):- ''حضرت معاویہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے درمیان جو واقعات پیش آئے ان کی بنا اجتہاد پر تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت کے بارے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوئی تنازعہ نہ تھا۔'' (المسایرۃ: ص: ۱۳-۳۱۴)

ملا علی قاری (م:1014ھ):- ''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عادل اور صاحب فضیلت صحابہ کرام میں سے ہیں اور ان کا شمار اخیار صحابہ میں ہوتا ہے۔'' (مرقاۃ المفاتیح، ج:۱۱ ص:۲۷۲)

حضرت مجدد الف ثانی (م:1034ھ):- ''اور قوم (یعنی علمائے اہل سنت) کی کتابیں خطائے اجتہادی کے اقوال سے بھری ہوئی ہیں جیسا کہ امام غزالی اور قاضی ابوبکر باقلانی رحمہما اللہ کی تصریحات سے واضح ہیں، پس حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کرنے والوں کو فاسق یا گمراہ قرار دینا جائز نہیں ہے۔'' (مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب 251)

علامہ شہاب الدین خفاجی (م:1069ھ):- ''جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرے وہ جہنمی کتوں میں سے ایک کتا ہے۔'' (نسیم الریاض شرح شفا للقاضی عیاض (خفاجی) ص:۵۷۴)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م:1176ھ):- ''معلوم ہونا چاہیے کہ معاویہ بن ابی سفیان جناب نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے ہیں اور فضیلت جلیلہ کے حامل اصحاب میں شامل ہیں، خبردار! معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں بدگمانی نہ کرنا اور سب وطعن کے چکر میں پڑ کر حرام فعل کا ارتکاب نہ کرنا۔'' (ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، ص ۱۴۱، ج۲)

علامہ ابن عابدین (م:1252ھ):- ''صحابہ کرام کے درمیان رونما ہونے والے نزاعات میں ہم سکوت اختیار کریں گے کیوں کہ یہ اجتہادی مسئلہ تھا، اور یہی صحابہ کرام، تابعین اور ائمہ مجتہدین سمیت اہل سنت والجماعت کا موقف ہے۔'' (تنبیہ الولاۃ والحکام علی احکام شاتم خیر الانام)

حضرت خواجہ شمس العارفین (م:1300ھ):- ''حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ کے درمیان جو نزاع اور خصومت واقع ہوئی وہ از روئے اجتہاد تھی، کسی عناد کی بنا پر نہیں، پس درویش کو چاہیے کہ ان حضرات صحابہ کرام کے حق میں کچھ نازیبا کلام ہرگز نہ کرے۔'' (مرآۃ العاشقین در ملفوظات حضرت اعلی خواجہ شمس العارفین، ص:۱۰۹)

مولانا اشرف علی تھانوی (م 1362ھ):- ''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خود صحابی ہیں اور ایک صحابی کے فرزند ہیں، ان

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

کے صحابی ہونے اور ان کی فضیلت اور شان میں کسی کو کلام نہیں مگر کہ وہ شخص رافضی ہو'' (فتاوی امدادیہ، ص ۳۲۱)

مولانا حسین احمد مدنی (م: 1957ء):- ''ائمہ اہل سنت والجماعت مشاجرات صحابہ کو ''خطائے اجتہادی'' قرار دیتے ہیں۔'' (مکتوبات شیخ الاسلام، ج: ۳۔ ص: ۳۴)

مولانا امین احسن اصلاحی (م: 1997ء):- ''جب سیدنا عثمان غنی، سیدنا امیر معاویہ اور اکابر بنی امیہ سے متعلق تاریخی کتابوں میں یہ پاکیزہ مواد بھی موجود ہے تو آخر اس کو نظر انداز کر کے بعض لوگوں نے صرف اس مواد کو جمع کرنے کی کوشش کیوں فرمائی جس سے ان جلیل القدر صحابیوں کی تنقیص ہو سکے، آخر یہ مطالعہ تاریخ کا کون سا انداز ہے کہ غلاظت پسند مکھی کی طرح صرف انہی گندے چھینٹوں پر آدمی کی نظر پڑے جو کسی مفتری نے ہمارے پاکیزہ خصائل اسلاف کے دامن پر اڑائے ہوں۔'' (سیدنا معاویہ شخصیت اور کردار از حکیم محمود احمد ظفر سیالکوٹی، ج: ۲)

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی:- ''حضرت معاویہ ان جلیل القدر صحابہ میں سے ہیں جنہوں نے آنحضرت ﷺ کے لیے کتابت وحی کے فرائض انجام دیئے، حضرت علی کی وفات کے بعد ان کا دور حکومت تاریخ اسلام کے درخشاں زمانوں میں ہے جس میں اندرونی طور پر امن واطمینان کا دور دورہ بھی تھا اور ملک سے باہر دشمنوں پر مسلمانوں کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی لیکن حضرت معاویہ کے مخالفین نے ان پر اعتراضات و الزامات کا کچھ اس انداز سے انبار لگایا ہے کہ تاریخ اسلام کا یہ تابناک زمانہ سبائی پروپیگنڈے کے گرد وغبار میں روپوش ہو کر رہ گیا ہے۔'' (معاویہ اور تاریخ حقائق، ص: ۵)

صحابی جلیل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے تعلق سے متقدمین ومتاخرین علمائے احناف کا یہ واضح موقف ہے جیسا کہ سطور بالا میں ذکر کیا گیا، تو کیوں اب اہل تقلید کا ایک طبقہ اپنے اسلاف کے راستے کو ترک کر کے ایک نئی راہ پر چل رہا ہے؟ جو کہ رافضیت زدہ ہے اور اس سے صحابہ کرام کی تنقیص لازم آتی ہے۔

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحابۂ کرام کے مابین درجات ومراتب

عبدالحکیم عبدالمعبود مدنی

یہ شرعی طور پر اہل علم کے یہاں مسلم ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فضل ومنقبت میں ایک ہی درجہ پر فائز نہیں ہیں بلکہ اسلام میں سبقت، ہجرت، جہاد اور دیگر نیک صفات کی وجہ سے ان کے مابین فرق ظاہر ہے۔ مجموعی طور پر سب سے افضل وہ صحابۂ کرام ہیں جنہوں نے صلح حدیبیہ سے پہلے اپنے غالی اور نفیس مال اللہ کے راستے میں خرچ کیا ہے اور جہاد میں شریک رہے ہیں یہ لوگ ان صحابۂ کرام سے افضل ہیں جنھوں نے اس کے بعد یہ سب کام کیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ۚ أُولَـٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّـهُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَاللَّـهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ" (الحدید:۱۰) تم میں سے جن لوگوں نے پہلے فی سبیل اللہ دیا ہے اور قتال کیا ہے وہ (دوسروں کے) برابر نہیں بلکہ یہ ان سے بہت درجے کے ہیں جنھوں نے فتح کے بعد خیراتیں دیں اور جہاد کیے، ہاں بھلائی کا وعدہ تو اللہ تعالیٰ کا ان سب سے ہے، جو کچھ تم کرر ہے ہو اس سے اللہ خبردار ہے۔

اسی طرح نصوص کتاب وسنت سے ظاہر ہوتا ہے کہ مجموعی طور پر مہاجرین صحابہ کرام انصار مدینہ سے افضل ہیں فرمان باری ہے: "لَّقَد تَّابَ اللَّـهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ" (توبہ:۱۱۷) اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور مہاجرین نیز انصار کی توبہ قبول کرلیا ہے۔ اور مال فیٔ کے سلسلے میں فرمایا: "وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِن قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَـٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ" (سورہ الحشر:۹) اور ان کے لیے جنھوں نے اس گھر میں اور ایمان میں ان سے پہلے جگہ بنالی ہے اور اپنی طرف ہجرت کرکے آنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور جو کچھ مہاجرین کو دے دیا جائے اس سے وہ دلوں میں کوئی تنگی نہیں رکھتے ہیں بلکہ خود اپنے اوپر انھیں ترجیح دیتے ہیں گو خود کو کتنی ہی سخت حاجت ہو، بات یہ ہے کہ جو بھی اپنے نفس کے بخل سے بچالیا گیا وہی کامیاب اور بامراد ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے انصار ومہاجرین دونوں کی تعریف کی ہے لیکن مہاجرین کو انصار سے پہلے ذکر فرمایا ہے اور پہلے ذکر کرنا ان کے انصار سے زیادہ بہتر اور افضل ہونے کی دلیل ہے اور اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ راہ حق میں ان

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لوگوں نے اپنا گھربار، وطن اور اہل وعیال سب کچھ چھوڑ کر اپنے دین وایمان کی حفاظت، اسلام کی سربلندی اور کلمۂ حق کے غلبہ کی خاطر راہ حق میں ہجرتوں کا راستہ طے کیا، اللہ تعالی ان سے راضی ہو۔

بدری صحابہ کی فضیلت: مہاجرین وانصار دونوں میں سے اسلام کی خاطر سب سے پہلے لڑائی غزوہ بدر میں شرکت کرنے والوں کو بدری صحابہ کہا جاتا ہے، جس کی کل تعداد ۳۱۳ تھی۔ غزوہ بدر میں شریک صحابہ کرام کے دلوں کے اندر اللہ نے جھانک کر دیکھا تو یوں اعلان فرمایا: "اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم" (بخاری) کہ اب میں نے تم کو معاف کر دیا ہے سو جو چاہو کرو جیسا کہ صحیحین وغیرہ میں مذکور ہے اور اس کی وجہ یہ ہے جیسا کہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ: اللہ تعالی کو معلوم تھا کہ یہ لوگ اپنے دین پر جمے رہیں گے اور اسی پر ان کی وفات ہوگی اور اگر ان سے کچھ غلطیاں سرزد ہوئیں تو رب العزت انہیں توبہ نصوح سچے دل سے مغفرت طلبی اور ایسی نیکیوں کے انجام دینے کی توفیق دے گا جن کی وجہ سے ان کی مغفرت واجب ہوگی۔

اسی طرح غزوۂ احد، غزوۂ احزاب اور ان کے علاوہ دیگر غزوات میں شریک رہنے والے اور راہِ جہاد میں صبر کرنے اور جمے رہنے والے صحابۂ کرام ان سے افضل ہیں جن کو شرکت کی سعادت نصیب نہ ہوئی۔

بیعت الرضوان میں شریک صحابہ کرام کی فضیلت: صلح حدیبیہ کے موقع پر انصار ومہاجرین میں سے جن صحابہ کرام نے نبی اکرم ﷺ کے ہاتھوں پر ایک درخت کے نیچے بیعت کیا تھا اسے بیعت رضوان کہا جاتا ہے۔ ان صحابہ کرام کو اللہ تعالی نے ایک بلند مقام عطا فرمایا، قرآن مجید کے بیان کے مطابق اللہ تعالی نے ان لوگوں سے رضامندی کا اعلان فرمایا جو ان کے جنت میں داخلے اور جہنم سے نجات کا اعلان ہے فرمان باری تعالی ہے: "لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ" (سورہ فتح: ۱۸) کہ اللہ تعالی ان مومنوں سے راضی ہو گیا جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کیا۔ اور اسی طرح حدیث رسول ﷺ کے مطابق جہنم ان پر حرام قرار دے دی گئی ہے فرمان نبوی ہے: "لا یدخل النار احد بایع تحت الشجرۃ" (ترمذی بسند صحیح: ۳۸۶۰) سلف صالحین کا یہی مسلک ہے کہ صحابہ کرام بدر یا بیعت الرضوان میں حاضر رہے ان کے لیے دنیا میں جنتی ہونے اور جہنم سے نجات پانے کی گواہی خصوصی طور پر دی گئی ہے۔ حالانکہ مجموعی طور پر یہ فضل سارے صحابہ کرام کو حاصل ہے، فرمایا: "وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ" (نساء: ۹۵) کہ ہر ایک سے ہم نے جنت کا وعدہ کیا ہے۔

عشرۂ مبشرہ کی فضیلت: عشرۂ مبشرہ کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کے جنتی ہونے کی شہادت دی ہے اور یہ کل دس صحابۂ کرام ہیں: (۱) حضرت ابوبکرؓ (۲) حضرت عمرؓ (۳) حضرت عثمانؓ (۴) حضرت علیؓ (۵) حضرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طلحہ بن عبید اللہؓ (۶) زبیر بن عوامؓ (۷) سعد بن ابی وقاصؓ (۸) سعید بن زیدؓ (۹) عبدالرحمان بن عوفؓ (۱۰) ابو عبیدہ بن الجراحؓ۔

عشرۂ مبشرہ کے علاوہ بعض دیگر صحابۂ کرام کی فضیلت: عشرۂ مبشرہ کے علاوہ کچھ صحابۂ کرام اور بھی ہیں جنہیں نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے دنیا ہی میں جنت کی بشارت دی گئی ہے جیسے (۱) حضرت ثابت بن قیس بن شماسؓ (۲) عکاشہ بن محصنؓ (۳) عبداللہ بن سلامؓ (۴) نواسۂ رسول حضرت حسنؓ (۵) اور حضرت حسینؓ (۶) امہات المومنین اور ان کے علاوہ بھی کئی صحابہ کرام ہیں، چنانچہ ان لوگوں کو بھی دیگر صحابہ کرام کے مقابلے میں یہ خصوصیت حاصل ہے کہ انہیں زبان رسالت مآب ﷺ نے جنتی قرار دیا ہے۔ اور مذکورہ لوگوں کو نام بنام جنت کی بشارت دینا بھی نبی اکرم ﷺ کی رسالت کی ایک ٹھوس دلیل ہے کیونکہ جنہیں بھی آپ ﷺ نے بشارت دی وہ لوگ ساری زندگی ایمان پر ہی قائم رہے یہاں تک کہ اپنے وعدہ کی منزل جنت تک پہنچ گئے۔ اسی وجہ سے اہل حدیث کا عقیدہ ہے کہ جس طرح نبی اکرم ﷺ نے ان کو جنتی قرار دیا ہے اسی طرح یہ لوگ جنتی ہیں کیونکہ یہ ایسا معاملہ ہے جو عقل سے بیان نہیں کیا جاسکتا بلکہ اس کا دارومدار شریعت پر ہے اور شریعت مطہرہ نے ان لوگوں کے جنتی ہونے کی شہادت دی ہے اس لیے انہیں جنتی مانا جائے گا۔ البتہ جن لوگوں کے بارے میں جنت کی بشارت نہیں ہے تو انہیں جنت کی بشارت دینا اللہ تعالی پر بہتان باندھنا ہے البتہ اہل اسلام کے لیے اس کی امید کی جاتی ہے لیکن ان میں جو غلطی پر ہوں گے انہیں سزا بھی دی جاسکتی ہے۔

خلفائے راشدین کی ترتیب وار فضیلت: علماء سلف اور اہل سنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ چاروں خلفائے راشدین مہاجرین میں سب سے افضل ہیں چنانچہ نبی ﷺ کے بعد یہ چاروں خلفاء امت محمدیہ میں سب سے افضل ہیں، یہ نبی ﷺ کے مددگار ومعاون تھے اور آپ ﷺ کے رشتہ داروں میں سے تھے۔ ان میں سے ہر ایک کے لیے نبی ﷺ کی طرف سے وہ فضیلتیں ثابت ہیں جو دوسرے کے لیے نہیں ہیں اور نہ ہی دوسرے کو وہ حاصل ہوسکیں گی۔ اللہ تعالی سب سے راضی وخوش ہو۔ اور اہل سنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے متواتر ثابت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد اس امت میں سب سے بہتر حضرت ابوبکرؓ اور ان کے بعد حضرت عمرؓ ہیں پھر حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے مابین افضلیت کے بارے میں اختلاف ہے۔

(۱) بعض علماء نے حضرت عثمانؓ کو مقدم کیا ہے اور سکوت اختیار کیا ہے اور حضرت علیؓ چوتھا مقام دیا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۲) بعض علماء نے حضرت علیؓ کو مقدم کیا ہے۔

(۳) بعض نے توقف اختیار کیا ہے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے پہلے قول کو راجح قرار دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ سے زیادہ افضل ہیں جس کی وجوہات درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت عثمانؓ کے مناقب اور فضائل میں وارد آثار واحادیث اسی پر دلالت کرتے ہیں۔

(۲) خلافت کے سلسلے میں حضرت علیؓ پر حضرت عثمانؓ کو باجماع صحابہ مقدم کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپؓ حضرت علی سے ان کے نزدیک ایسے بھی افضل ہیں جیسے کہ خلافت میں ان کی ترتیب ہے۔ امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ ہم نبی ﷺ کے زمانے میں ابوبکر کے برابر کسی کو نہ سمجھتے تھے پھر عمر پھر عثمان اس کے بعد ہم لوگوں کے مابین افضلیت قائم کرتے تھے اور ابوداؤد میں ہے کہ ہم نبی ﷺ کے حیات مبارکہ میں کہتے تھے کہ نبی ﷺ کی امت میں سب سے افضل ابوبکرؓ پھر عمرؓ پھر عثمانؓ ہیں۔

(۳) اہل سنت کا ہمیشہ سے یہی دستور چلا آرہا ہے کہ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ سے افضل ہیں جیسا کہ خلافت میں افضل تھے اور آپ کو مقدم کیا گیا ہے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کہتے ہیں کہ "انی نظرت فی امر الناس فلم ارهم يعدلون بعثمان" کہ میں نے لوگوں کے سلسلے میں غور کیا تو میں نے کسی کو نہیں پایا جو عثمانؓ کے برابر ہوں۔ اس لیے کئی علماء سلف کا قول ہے: "من لم يقدم عثمان على علی فقد ازری بالمهاجرين والانصار" کہ جس نے حضرت عثمانؓ کو حضرت علیؓ پر مقدم نہیں کیا تو اس نے تمام مہاجرین اور انصار کی توہین کی۔ چنانچہ یہ سارے اقوال اس بات کی دلیل ہیں کہ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ سے افضل ہیں اس لیے کہ صحابۂ کرام نے آپ کو باہمی مشورہ کے بعد حضرت علیؓ پر مقدم کیا تھا اور حضرت علیؓ بذات خود اس سلسلے میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے تھے اور آپ کی موجودگی میں حدود نافذ کئے گئے تھے۔

حضرت عثمانؓ کو حضرت علیؓ پر مقدم کرنے کے سلسلے میں صحابۂ کرام کا اتفاق اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حضرت علیؓ کا درجہ حضرت عثمانؓ کے بعد ہے اور یہ کہ آپ کو حضرت عثمانؓ کے بعد ہی خلافت کا زیادہ حق تھا۔ اس لیے آپ کے بعد حضرت علیؓ ہی سب سے افضل تھے۔

خلاصۂ کلام: صحابہ کرام کی فضیلت ومنقبت کے اعتراف کے (**بقیہ صفحہ نمبر 158 / پر.....**)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مقامِ صحابہ اور عقیدۂ سلف

شمیم احمد عبد الحکیم الفوزی المدنی
صدر مرکز "ندوۃ الصفۃ" کرلا ممبئی

اللہ رب العالمین نے جب نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کو بحیثیت خاتم النبیین مبعوث فرمایا اور منصب رسالت و نبوت کی سیادت کبریٰ سے متشرف کیا نیز آپ کی شریعت کو آخری شریعت اور قیامت تک آنے والی تمام قوموں اور نسلوں کے لئے آخری قانون بنا دیا: یہ آسمانی قانون قیامت تک جوں کا توں محفوظ رہے ہر قسم کی تحریف وتبدیلی سے اس کی حفاظت کی جائے۔ جس طرح اس کی علمی حفاظت ہو اسی طرح عملی حفاظت بھی ہو، کیونکہ محض اسلام اصول وقوانین اور افکار ونظریات کا مجموعہ نہیں بلکہ وہ تو سراپا نظام علم ہے اس لئے یہ ضروری تھا کہ شریعت محمدیہ کی علمی وعملی دونوں پہلوؤں سے حفاظت ہو اور قیامت تک ایک ایسی جماعت کا سلسلہ قائم رہے جو شریعت مطہرہ کے علم وعمل کی حامل وامین ہو چنانچہ اللہ نے دین محمدی کی ہر دو طرح حفاظت فرمائی اور حاملین شرع کی ایک ایسی جماعت کا انتخاب فرمایا جنہوں نے صاحب وحی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے براہ راست دین کو سمجھا، دین پر عمل کیا اور اپنے بعد آنے والی نسل تک دین کو من وعن پہنچایا بھی، اسی جماعت کا نام ہے۔ "صحابہ کرام"

صحابیت ایک تعارف:

صحابی کا لغوی معنی: عربی لغت کے مطابق لفظ "صحابہ" جمع ہے جس کا مفرد ہے "صاحب" معنی: ساتھی، دوست جسکا مادہ "صحب" ہے، کہا جاتا ہے: صحب یصحب صحبۃ کسی کا ساتھی ہونا، دوست ہونا۔ "صحابی" اسی لفظ "صحبۃ" سے مشتق ہے جس میں "ی" کی وجہ سے ایک نسبتی معنی پایا جاتا ہے۔ اس طرح جماعت صحابہ کیطرف منسوب کسی ایک فرد کو "صحابی" کہا جاتا ہے۔ جس طرح عرب کی طرف منسوب کسی ایک شخص کو "عربی" اور "عجم" کی طرف منسوب کسی ایک انسان کو "عجمی" بولا جاتا ہے۔

"صحابی" کا اطلاق ڈکشنری کے مطابق ہر اس شخص پر ہوگا جو کسی کے ساتھ اسکی صحبت میں کچھ وقت رہا ہو کم یا زیادہ

چنانچہ کہا جاتا ہے:

1۔ صحبت فلانا شھراً	میں فلاں کے ساتھ ایک مہینہ رہا
2۔ صحبت فلانا یوماً	میں فلاں کے ساتھ ایک دن رہا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

3۔صحبت فلانا ساعۃً میں فلاں کے ساتھ ایک گھنٹہ رہا

علامہ سخاوی کہتے ہیں کہ: عربی لغت کے مطابق ہر وہ شخص جو کسی کے ساتھ کم سے کم اتنی مدت رہا ہو جس پر صحبت کا حکم لگایا جا سکے تو اسے صحابی کہیں گے، اور اگر اسکی ہم نشینی ایک لمبی مدت تک رہی ہو تو اسے بدرجۂ اولی صحابی کہا جائیگا۔ (فتح المغیث للسخاوی: 3/86)

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ اس لغوی تعریف کی روشنی میں محدثین نے "صحابی" کی اصطلاحی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے: کہ ہر وہ مومن شخص جو نبی کریم ﷺ کے ساتھ کچھ وقت رہا ہو خواہ ایک ہی گھنٹہ سہی، تو وہ "صحابی" کہلائے گا۔ (الصارم المسلول، لابن تیمیہ: 575)

صحابی کی اصطلاحی تعریف: صحابی کی اصطلاحی تعریف میں علماء ومحدثین کے متعدد اقوال ملتے ہیں جن میں سب سے جامع ترین تعریف وہ ہے جسے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "الاصابۃ" میں ذکر کیا ہے: الصحابی، ہو من لقی النبی ﷺ مؤمنا بہ و مات علی الإسلام، و لو تخللت ردۃ علی الأصح (الأصابۃ فی تمییز الصحابۃ: 1/158)

تعریف کی شرح:

(من لقی النبی ﷺ) جس نے نبی ﷺ سے ملاقات کی ہو، ملاقات (لقی) کی اس قید کا فائدہ یہ ہے کہ "صحابہ" کی فہرست میں ہر وہ (مومن) شخص آسکے گا جو آپ سے ملا ہو، خواہ وہ لمبے عرصہ تک آپ کے ساتھ رہا ہو یا کم وقت ہی آپ کے ساتھ رہ سکا ہو۔ خواہ اس نے آپ سے حدیثیں بیان کی ہوں یا بیان نہ کر سکا ہو، اس نے آپ کے ساتھ جنگوں میں شرکت کی ہو یا جنگوں میں نہ جا سکا ہو۔ خواہ اس نے آپ کو صرف دیکھا ہو آپ کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کا اتفاق نہ ہوا ہو یا اپنی آنکھوں سے تو وہ (اندھے پن کیوجہ سے آپ کا دیدار نہ کر سکا ہو البتہ آپ کی مجالست اور ہم نشینی کا شرف اسے ملا ہو تو ایسا شخص بھی صحابی کہلائیگا، جیسے: حضرت (عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ) البتہ وہ شخص جس نے آپ کو صرف آپ کی وفات کے بعد دفن کیے جانے سے پہلے دیکھا ہو وہ صحابی نہیں کہلائے گا، جیسے (ابو ذویب الھذلی) الشاعر، انہوں نے نبی کریم ﷺ کو آپ کی وفات کے بعد دفن سے پہلے دیکھا تھا۔

(مؤمنا) جس نے آپ سے ملاقات کی ہو ایمان کی حالت میں، ایمان کے اس شرط کیوجہ سے وہ انسان دائرہ صحابیت سے خارج ہو جاتا ہے جو حالت کفر میں آپ سے ملا ہو اگرچہ وہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد اسلام لے آیا ہو، جیسے (رسول

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(قیصر) بادشاہ قیصر کا بھیجا ہوا قاصد۔

(مؤمنا به) اس کا مطلب ہے کہ وہ انسان نبی ﷺ کے زمانہ نبوت کو پاکر آپ پر ایمان رکھتے ہوئے آپ سے ملا ہو تو شرف صحابیت سے بہرہ یاب مانا جائے گا۔ گویا (بہ) کی اس قید کی وجہ سے وہ تمام اہل کتاب دائرہ صحابیت سے باہر ہوجاتے ہیں جو آپ کی بعثت سے پہلے آپ سے ملے لیکن وہ آپ پر نہیں بلکہ اپنے سابق نبیوں پر ایمان رکھنے والے تھے۔

(ومات علی الاسلام) صحابی کی تعریف کے اس ٹکڑے کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص آپ پر ایمان کی حالت میں آپ سے ملا ہو اس کا خاتمہ بھی ایمان واسلام ہی کی حالت میں ہوا ہو تب وہ درجہ صحابیت پر فائز ہوگا۔

البتہ وہ جو ایمان کی حالت میں ملا ہو لیکن اس کے بعد مرتد ہو گیا ہو اور حالت ارتداد ہی میں اس کی موت واقع ہوئی ہو ۔والعیاذ باللہ۔ تو ایسا شخص صحابی نہیں ہوگا۔ جیسے (عبیداللہ بن جحش) جو اپنی بیوی ام حبیبہ کے ساتھ اسلام لائے اور ہجرت کر کے حبشہ گئے وہاں نصرانی بن گئے اور نصرانیت ہی پر ان کا انتقال بھی ہوا۔ اسی طرح (عبداللہ بن خطل) جو مرتد ہو گیا تھا فتح مکہ کے موقع پر استار کعبہ سے چمٹ کر لٹکا ہوا تھا اور بحکم رسول قتل کر دیا گیا۔ رہا وہ شخص جو نبی ﷺ سے ایمان کی حالت میں ملنے کے بعد مرتد ہو گیا، لیکن موت سے پہلے دوبارہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا ہو تو خواہ وہ نبی سے دوبارہ مل سکا ہو جیسے (عبداللہ ابی سرح رضی اللہ عنہ) جو فتح مکہ کے دن دوبارہ خدمت نبوی میں حاضر ہو کر مشرف با سلام ہوئے یا اس کی ملاقات دوبارہ اسلام لانے کے بعد آپ سے نہ ہو سکی ہو تو بھی راجح قول کے مطابق وہ صحابی کہلائیگا اور اس کی بیان کردہ روایت لی جائے گی۔ جیسے (اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ) جو مرتد ہو گئے تھے لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں دوبارہ اسلام لے آئے۔

محدثین کرام نے انہیں صحابہ میں نہ صرف شمار کیا ہے بلکہ انکی بیان کردہ روایتوں کو "صحاح" اور "مسانید" میں نقل بھی کیا ہے۔ کیا جنوں میں سے بھی صحابی ہیں؟ اس سوال کے ضمن میں سب سے پہلی چیز جو ذہن میں کھٹکتی ہے کہ جن ہیں کون؟ ان کی حقیقت وماہیت کیا ہے؟ علماء نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے جنوں کی حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے: "انها أجسام نارية عاقلة قابلة للتشكل بأشكال حسنة أو قبيحة وهم كبني آدم ياكلون ويشربون ويتناسلون ويكلفون ، منهم المومن ومنهم العاصي والكافر" ترجمہ: "کہ یہ جن آگ سے پیدا کی گئی ایسی مخلوق ہے جو عقل وخرد رکھتی ہے اور جس میں اچھی یا بری شکل میں تبدیل ہونے کی صلاحیت بھی ہے، یہ انسانوں کی طرح کھاتے پیتے اور رشتہ زوجیت بھی قائم کرتے ہیں، شریعت اسلام کے مکلف ہیں، ان میں سے کچھ سچے مومن اور کچھ نافرمان بھی ہیں، کچھ دوسرے کافر بھی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

تعریف کی شرح: (انھا اجسام ناریة) کہ جن آگ سے پیدا کی گئی مخلوق ہے جیسا کہ قرآن مجید نے اس کی شہادت دی ہے: "وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَارِ السَّمُومِ" [الحجر: 27] "اور اس سے پہلے جنات کو ہم نے لو والی آگ سے پیدا کیا" سورہ رحمٰن میں جنوں کے مادۂ تخلیق کی بابت اس سے بھی زیادہ واضح بیان موجود ہے، ارشاد باری ہے: "وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ" [الرحمن: 15] "اس نے جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا"

"صحیح مسلم" کی ایک حدیث میں اسی معنی کو زبان رسالت نے دہرایا ہے: "خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ، وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ، وَخُلِقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ" (رواہ مسلم فی کتاب الزھد، باب فی أحادیث متفرقة، ح: 2996) ترجمہ: "کہ فرشتے نور سے بنائے گئے ہیں اور جن آگ کے شعلے سے اور آدم علیہ السلام کو اس سے جو آپ کو بتایا گیا ہے یعنی مٹی سے"۔

جن مختلف اچھی اور بری شکلوں میں بدلنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، جیسا کہ صحیح مسلم، کتاب الرؤیا میں مروی ہے: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِي" وفي رواية: فانه لا ينبغي للشيطان ان يتشبه بيو في رواية اخرى: انه لا ينبغي للشيطان ان يتمثل في صورتي (رواہ مسلم فی کتاب الرؤیا، باب: من رآنی فی المنام فقد رآنی، ح: 2266)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو یقیناً اس نے مجھے دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل وشباہت نہیں اپنا سکتا۔ (وھم کبنی آدم یأکلون ویشربون) کہ جن انسانوں کی طرح کھاتے اور پیتے ہیں۔ جیسا کہ امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کو نقل کیا ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ اچانک آپ ہمارے بیچ سے غائب نظر آئے تو ہم نے آپ کو گھاٹیوں اور وادیوں میں خوب خوب تلاش کیا لیکن نہ پاسکے تو ہمارا یہ گمان ہونے لگا کہ کہیں آپکو بھگا تو نہیں لے جایا گیا یا پھر آپکو دھوکے سے لیجا کر ہلاک تو نہیں کر دیا گیا۔

عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ وہ رات ہم نے بڑی ہی بے چینی کے عالم میں گذاری چنانچہ جب صبح ہوئی تو ہم نے آپ کو غار حراء کی طرف سے آتے ہوئے دیکھا، اور پوچھ پڑے اے اللہ کے رسول ہم نے آپ کو گم پایا اور بہت بہت آپ کو تلاش کیا لیکن نہ پاسکے، اور یہ رات ہم پر گراں بار ہوگئی تو آپ نے جواباً فرمایا: "أتانی داعی الجن فذھبت معه فقرأت علیھم القرآن

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں: کہ پھر آپ ہمیں لیکر گئے اور جنوں کے نشانات اسی طرح انکی جلائی ہوئی آگ کے آثار کو ہمیں دکھلایا، جنوں نے آپ سے خوراک کی بابت پوچھا تو آپ نے جوابا عرض کیا: "لَكُمْ كُلُّ عَظْمٍ ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ يَقَعُ فِي أَيْدِيكُمْ وَكُلُّ بَعْرَةٍ عَلَفٌ لِدَوَابِّكُمْ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »فَلَا تَسْتَنْجُوا بِهِمَا فَإِنَّهُمَا طَعَامُ إِخْوَانِكُمْ" (رواہ مسلم فی کتاب الصلاۃ باب: الهجر بالقراءۃ فی الصبح والقراءۃ علی الجن، ح: 450)

"کہ ہروہ ہڈی تمہاری خوراک ہے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اور وہ تمہیں دستیاب ہو جائے اور ہر قسم کا فضلہ (لید) چارہ ہے تمہارے جانوروں کا پھر نبی نے فرمایا کہ دیکھو ان دونوں چیزوں سے استنجاء نہ کرو کیونکہ یہ تمہارے بھائیوں کا کھانا ہے۔

(ویکلفون) کہ یہ جنات بالکل اسی طرح شریعت اسلام کے مکلف ہیں جس طرح انسانوں کا گروہ، چنانچہ اللہ رب العالمین نے جن وانس دونوں کے مقصد تخلیق کو واضح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ" [الذاریات:56] "میں نے جنات اور انسانوں کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے" دوسری جگہ فرمایا: "لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ" [السجدہ:13] "کہ میں جہنم کو جن وانس سے بھر دوں گا"

(منهم المؤمن و منهم العاصی و الکافر) کہ جنوں میں سے کچھ مومن ہیں اور کچھ گنہگار بھی ہیں اور دوسرے کچھ کافر بھی ہیں، جیسا کہ "سورۃ الناس" میں اللہ رب العالمین نے ارشاد فرمایا: "الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ۔ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ" [الناس:5-6] "وسوسہ ڈالنے والے پیچھے ہٹ جانے والے کے شر سے [4] جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے (خواہ) وہ جن میں سے ہو یا انسان میں سے"

بلکہ خود جنوں نے نے ہی اپنے گروپ کی بابت یہ شہادت دی ہے جسکی حکایت قرآن کریم نے ان الفاظ میں بیان کی ہے: "وَأَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُونَ وَمِنَّا الْقَاسِطُونَ فَمَنْ أَسْلَمَ فَأُولَئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا" [الجن:14] "ہاں ہم میں بعض تو مسلمان ہیں اور بعض بے انصاف ہیں پس جو فرماں بردار ہو گئے انہوں نے تو راہ راست کا قصد کیا"

کلام اللہ کی ان شہادتوں کے بعد اب اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں رہی کہ جن اللہ کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہیں ان کا وجود برحق ہے جس پر ایمان لانا واجب اور جس کا انکار کفر ہے۔

ایک اہم سوال کہ کیا جن بھی صحابہ کی فہرست میں آتے ہیں؟ جی ہاں، قوم جن کے وہ تمام افراد جنہوں نے نبی ﷺ پر ایمان رکھتے ہوئے آپ ﷺ سے ملاقات کی اور آپ کو دیکھا نیز ایمان ہی کی حالت میں فوت ہوئے وہ صحابہ کی فہرست

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں شامل ہیں، اسی کو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے راجح قرار دیا ہے۔ کیونکہ بعثت محمدی قطعی طور پر جن وانس دونوں کے لئے ہے اور دونوں برابر طور پر شریعت اسلام کے مکلف ہیں۔ جیسا کہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے: "يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا" [الأنعام:130] "اے جنات اور انسانوں کی جماعت! کیا تمہارے پاس تم میں سے ہی پیغمبر نہیں آئے تھے، جو تم سے میرے احکام بیان کرتے اور تم کو اس آج کے دن کی خبر دیتے؟"

"صحیح مسلم" میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے جس سے بعثت محمدی کی عالمگیریت کو تقویت ملتی ہے: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ: أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ، وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُورًا وَمَسْجِدًا، وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً، وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ" (رواہ مسلم فی کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب: المساجد ومواضع الصلاۃ، ح:523)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ کو چھ باتوں میں دوسرے پیغمبروں پر فضیلت دی گئی ہے۔ مجھ کو وہ کلام ملا جس میں لفظ تھوڑے اور معانی بہت ہیں۔ دشمنوں پر میرا رعب طاری کر کے میری مدد کی گئی ہے، میرے لئے غنیمتیں حلال کی گئی ہیں۔ میرے لئے ساری زمین پاک کرنیوالی اور مسجد قرار دی گئی ہے۔ میں تمام مخلوقات کیطرف (خواہ جن ہوں یا انسان، عرب کے ہوں یا غیر عرب کے) بھیجا گیا ہوں۔ مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔

صحابہ کا مقام و مرتبہ قرآن و حدیث کی روشنی میں:

جماعت صحابہ اس پوری کائنات میں وہ خوش قسمت جماعت ہے جنکی تعلیم و تربیت اور تزکیۂ نفس کے لئے اللہ عزوجل نے اپنے آخری نبی معلم انسانیت جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو بحیثیت استاد و مربی مقرر فرمایا، جس پر قرآن شاہد ہے: "لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ" [آل عمران:164] "بے شک مومنوں پر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ ان ہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے، یقیناً یہ سب اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے"

چنانچہ اس گروہ صحابہ نے نبی صادق المصدوق کی زیر تربیت رہ کر اپنے اخلاق و اعمال کو ٹھیک ٹھیک منشاء خداوندی کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مطابق درست کیا، رضائے الٰہی کی خاطر اپنا سب کچھ رسول اللہ ﷺ کے قدموں پر نچھاور کر دیا اور سیرت و کردار کی ایسی پاکیزگی حاصل کی، کہ رب کائنات نے انکی صداقت و امانت کی گواہی دیتے ہوئے قرآن کریم کی آیت نازل فرمادی: "مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا" [الأحزاب: 23] "یہ ایسے لوگ ہیں جنھوں نے اللہ سے کیا ہوا اپنا عہد سچا کر دکھایا بعض نے تو (اسی راستے میں) اپنی جان بھی دیدی اور بعض (جام شہادت) کے منتظر ہیں اور انہوں نے (اپنے عزم وارادے) میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی۔

دوسری جگہ (سورہ نور) میں اللہ رب العالمین نے انکی دینداری اور اخلاص وللّٰہیت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

"رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ" [النور: 37] "یہ ایسے لوگ ہیں جنہیں تجارت اور خرید وفروخت، اللہ کے ذکر سے اور نماز کے قائم کرنے اور زکاۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتی، یہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس دن بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں الٹ پلٹ ہو جائیں گی"

چونکہ کائنات کی نظر میں یہی لوگ (صحابۂ رسول) آنحضرت ﷺ کی علمی وعملی میراث کے صحیح پاسبان تھے اور آسمانی امانت، قرآن وحدیث کی شکل میں انہیں حضرات صحابہ کے سپرد کیجانیوالی تھی اس لئے ضروری تھا کہ یہ جماعت آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے قابل اعتماد اور ثقہ ہو، چنانچہ قرآن وحدیث میں جابجا ان کے فضائل ومحاسن بیان کیے گیے وحی خداوندی نے انکی تعدیل وتوثیق فرمائی اور رسالت محمدی کے عادل گواہوں کی حیثیت سے انہیں ساری دنیا کے سامنے پیش کر دیا، فرمایا: "مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ" [الفتح: 29] "محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جو آپ کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت اور آپس میں رحمدل ہیں تم انہیں رکوع اور سجدہ کی حالت میں اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی تلاش کرتے ہوئے دیکھو گے انکی پہچان ان کے چہروں پر سجدوں کے نشانات سے ہے۔"

آیت مذکورہ میں محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں گویا ایک دعوی ہے اور اس کے ثبوت میں حضرات صحابہ کرام کی سیرت و کردار کو پیش کیا گیا ہے کہ جسے آنحضرت ﷺ کی صداقت میں شک وشبہ ہو اسے آپ کے ساتھیوں کی پاکیزہ زندگی کا ایک نظر مطالعہ کرنے کے بعد خود اپنے ضمیر سے یہ فیصلہ لینا چاہئے کہ جس کے ساتھی اور رفقاء کار اتنے بلند سیرت اور پاکباز ہوں خود وہ امانت ودیانت اور صداقت وعدالت کے کتنے اونچے مقام پر فائز ہوگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گروہ صحابہ کے لئے یہ عزت وعظمت کی بات نہیں تو اور کیا ہے کہ رب کائنات نے ان حضرات صحابہ کے منہج وطریقے کو ہدایت کا معیاری راستہ قرار دیا ورانکے طریقہ ومنہج کی مخالفت کو براہ راست رسول اللہ کی مخالفت کے ہم معنی قرار دیا ہے بلکہ خلاف ورزی کرنے والوں کو وعید بھی سنائی ہے: "وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا" [النساء: 115] "اور جو شخص راہ ہدایت واضح ہوجانے کے باوجود بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کرے اور مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے، ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہوا، اور اسے جہنم میں ڈال دیں گے جو بدترین جائے قرار ہے۔

اس آیت میں "المؤمنین" کا اولین مصداق صحابہ رسول کی مقدس جماعت ہے جسکا صریح مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح اتباع، صحابہ کرام کی سیرت وکردار اور انکے اخلاق واعمال کی پیروی میں منحصر ہے۔ اور کیوں نہ ہو کہ شرف صحابیت ایسا عظیم منصب ہے جس سے بہرہ یاب انسانوں کو "مالک یوم الدین" نے بروز قیامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ عاطفت میں، آخرت کی ہر ذلت ورسوائی سے محفوظ رکھنے اور ہر عزت وعظمت سے سرفراز کرنے کا اعلان فرمایا ہے۔ جیسا کہ قرآن شاہد ہے: "يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ يَسْعَى بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ۔۔" [التحریم: 8] "یہ وہ دن ہوگا جب اللہ نبی کو اور ایمان والوں کو جو انکے ساتھ ہیں رسوا نہ کرے گا ان کا نور ان کے آگے آگے اور انکے دائیں جانب دوڑ رہا ہوگا۔۔۔"

اس قسم کی بے شمار آیات ہیں جن میں صحابہ کرام کے فضائل ومناقب مختلف عنوانات سے بیان کیے گئے ہیں جن کے استقصاء کا یہ محل نہیں مقصود صرف یہ ہے کہ صحابہ رسول کی ثقاہت وعدالت نیز انکا مقام ومرتبہ لوگوں کے لئے آشکار ہو جائے، کسی طور مخفی نہ رہ جائے۔

اُحادیث مبارکہ: میں بھی زبان رسالت نے صحابہ کرام کے بے شمار فضائل ومناقب بیان فرمائے ہیں بالخصوص خلفاء راشدین، حضرت ابوبکر الصدیق، حضرت عمر الفاروق، حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اجمعین کے فضائل سے تو تاریخ وسیر کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ دیگر صحابہ کرام کے مناقب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کثرت اور تواتر کے ساتھ بیان فرمایا ہے اس سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم گویا اپنی امت کے علم میں یہ بات لانا چاہتے تھے کہ ان قدسی صفات انسانوں کو عام افراد امت پر قیاس نہ کیا جائے کیونکہ ان حضرات کا تعلق براہ راست رسول اللہ کی ذات گرامی سے ہے جنکی زیر تربیت رہ کر انہوں نے اپنے اخلاق واعمال کو درست کیا، تمام باطل نظریات سے کنارہ کش ہو کر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عقائد حقہ اختیار کیے اور دین کو آپ ﷺ سے براہ راست نہ صرف سمجھا بلکہ اس کے تقاضوں پر خود بھی عمل کیا اور "کنتم خیر امۃ اخرجت للناس۔۔۔۔" کے مصداق اسکی تبلیغ واشاعت کا ایسا حق ادا کیا کہ اللہ عزوجل نے انہیں "شھداء علی الناس" کا خطاب عظیم مرحمت فرمایا اور زبان رسالت نے بھی انکی خیریت پر مہر ثبت کردی، چنانچہ فرمایا: "خَيْرُ أُمَّتِي الْقَرْنُ الَّذِينَ بُعِثْتُ فِيهِمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ" (رواہ مسلم) "کہ میری امت کا سب سے بہترین قرن (زمانہ) وہ ہے جس میں، میں بھیجا گیا ہوں پھر ان لوگوں کا جو اس سے متصل ہے، پھر ان لوگوں کا جو اس کے بعد ہے۔"

ایک دوسری حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے مرتبۂ صحابیت کو واضح کرتے ہوئے افراد امت کو بڑے ہی دوٹوک انداز میں آگاہ فرمایا کہ میرے اعلی سے اعلی زاہد وعابد امتی کی بڑی سے بڑی نیکی میرے کسی ادنی صحابی کی چھوٹی سے چھوٹی نیکی کا مقابلہ نہیں کرسکتی، معاملہ جب یہ ہے تو پھر امت کے کسی بھی فرد بشر کو انکے خلاف لب کشائی کا حق کیونکر حاصل ہو، حدیث رسول ملاحظہ ہو! عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ، ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلَا نَصِيفَهُ« (رواہ البخاری فی کتاب فضائل الصحابة، باب قول النبی: لو کنت متخذا خلیلا: 3673) "حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کر ڈالے تو ان (صحابہ) میں سے کسی کے ایک مد یا آدھے مد کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا"

اس حدیث میں ان لوگوں کے لئے سخت تنبیہ موجود ہے جو صحابہ کرام کو اپنی آزادانہ تنقید، دل خراش بدگوئی اور زہر آلود قلم کا نشانہ بناتے ہیں جس کا مقصد لوگوں میں ان کو بے حیثیت کرنا اور ان کے تئیں لوگوں کے دلوں میں بغض وحسد پیدا کرنا ہوتا ہے تاکہ لوگوں کا اعتماد ان پر سے جاتا رہے۔

عہد صحابہ میں کوفہ شہر کے اندر ایک کوفی شخص (جسے قیس بن علقمہ کہا جاتا تھا) نے خلیفہ راشد حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے خلاف زبان درازی کی تھی اور کچھ نازیبا کلمات بکے تھے جس پر وہاں موجود صحابی رسول "حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ" نہ صرف برہم ہوئے بلکہ سخت نکیر کی اور فرمایا: "واللہ لَمَشهدُ شهده رجلٌ يُغَبِّرُ فيه وجهه مع رسول الله - صلى الله عليه وسلم - أفضلُ من عمل أحدكم ولو عُمِّرَ عُمُرَ نوح عليه السلام" (رواہ الامام احمد بسند صحیح فی مسندہ: 1629، و رواہ ابو داؤد فی کتاب السنة، باب فی الخلفاء) "خدا کی قسم کسی صحابی کا رسول کے ساتھ کسی جہاد میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

شریک ہونا جس میں اس کا چہرہ غبار آلود ہوا ہو کسی غیر صحابی کی عمر بھر کی عبادت وعمل سے بہتر ہے خواہ اسے عمر نوح مل جائے۔"

مذکورہ احادیث کی رو سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ صحابہ کرام کی شخصیت اوران کا مقام ومرتبہ عام افراد امت سے یکسر جداگانہ ہے کیونکہ انہیں نہ صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کا شرف حاصل ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور تعلیم و تربیت کے زیر سایہ رہ کر شاگردی کی حیثیت سے براہ راست دین کو سمجھنے، عملی زندگی میں اسے برتنے اور ہم انسانوں تک دین کے من وعن پہنچنے کا سہرا بھی انہیں قدسی صفات انسانوں کے سر جاتا ہے۔

صحابہ کے بارے میں اہل سنت کا عقیدہ:

کتاب وسنت کی روشنی میں صحابہ کرام کی بابت اہل سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ تمام صحابہ کرام عادل وثقہ ہیں ان کے بارے میں جرح ومناقشہ نہ ہوگا وہ اس سلسلے میں کسی بھی بحث ومباحثہ سے بالاتر ہیں۔

عدل وعدالت کا مفہوم: فن لغت میں "عدل" وہ شخص ہے جسکا قول وفیصلہ پسند کیا جائے، کہا جاتا ہے "رجل عدل" اس شخص کو جسکی گواہی قبول ومنظور ہو۔ (لسان العرب، لابن منظور مادۃ "عدل")

اس مفہوم میں لفظ "عدل" کا استعمال قرآن کریم کی درج ذیل آیت میں موجود ہے: "وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِنْكُمْ" [الطلاق:2] "اور اپنے میں سے دو سچے معتبر لوگوں کو گواہ بنالو"

اصطلاحی معنی: "عدالت" کے اصطلاحی معنی کی توضیح وتشریح میں، محدثین فقہاء اور اصولین کی عبارتیں مختلف ہیں تاہم سب کا حاصل تقریبا ایک ہے: "انها ملكة (اى صفة راسخة) في النفس تحمل صاحبها على ملازمة التقوىٰ والمروءة" (ينظر، فتح المغيث للسخاوى: 315/3) "کہ عدالت، انسان کے اندر ایک ایسی راسخ کیفیت کا نام ہے جو انسان کو تقوی اور مروءت دونوں کی پابندی پر آمادہ کرتی ہے، جس سے لوگوں کو اسکی سچائی پر اعتماد ہوتا ہے۔

امام سرخسی فرماتے ہیں: مطلقا "عدل" وہ ہے جس کی دینداری اس کی خواہشات نفس پر غالب ہو، اس قدر دینی جذبہ رکھتا ہو کہ اس کے ذریعہ حرام شہوتوں سے بچ سکے۔ (اصول السرخسی: 1/ 350-351)

تاہم اس میں علماء امت کا کوئی اختلاف نہیں کہ عدالت کے لئے ہر قسم کے گناہوں سے معصوم ومبرا ہونا شرط نہیں بلکہ عدالت کے لئے مطلوب یہ ہے کہ اس کی دینداری اس کی ہوائے نفس پر غالب ہو، جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"لو كان العدل من لا ذنب له لم نجد عدلا، ولو كان كل مذنب عدلا لم نجد مجروحا، ولكن العدل من اجتنب

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الکبائر و کانت محاسنہ اکثر من مساویۃ'' (ینظر الروض الباسم فی الذب عن سنۃ ابی القاسم ، لابن الوزیر الیمانی 28/1) '' کہ اگر عادل ہونے کے لئے گناہوں سے معصوم ہونا شرط قرار پائے تو پھر (نبی معصوم صلی اللہ علیہ وسلم) کے علاوہ کوئی بھی عادل نہ ٹھہرے اور اگر ہر گنہگار کو عادل وثقہ مان لیا جائے تو پھر کوئی مجروح (قابل جرح) نہ بچے۔ البتہ عادل وہ ہے جو کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرے اور اسکی بھلائیاں اسکی خطاؤں پر غالب ہوں۔

الغرض فقہاء ومحدثین کے نزدیک عدل وعدالت سے مراد یہ ہے کہ آدمی مسلمان ہو عاقل و بالغ ہو، کبیرہ گناہوں سے بچنے والا اور صغیرہ گناہوں کا عادی یا ان پر اصرار کرنیوالا نہ ہو تو وہ عادل ہے۔ (تدریب الراوی، للنووی ص:197)

عدالت صحابہ کا مطلب:

عدالت کی لغوی واصطلاحی تعریفات کی روشنی میں عدالت صحابہ کا مطلب یہ ہے کہ اس جماعت صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کبھی کوئی جھوٹی بات عمداً منسوب نہیں کی بلکہ ہمیشہ امانت ودیانت سے کام لیا اور آپ سے روایت کرنے میں کبھی بھی راستی وسچائی سے تجاوز نہیں کیا، نیز ان کے فضائل ومحاسن اور اچھائیاں وخوبیاں ان کی برائیوں اور کوتاہیوں پر ہمیشہ غالب رہیں۔ عدالت صحابہ کا یہی وہ عقیدہ ہے جس پر علماء حق کا اجماع ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر، امام نووی، علامہ قرطبی اور صاحب تمہید، حافظ ابن عبدالبر وغیرھم نے اپنی تصانیف میں اسی بات کو لکھا اور اسی عقیدے کا پرچار کیا ہے۔ چنانچہ ابن عبدالبر لکھتے ہیں: ''و اتفق اھل السنۃ علی ان الصحابۃ کلھم عدول مرضیون، ثقات اثبات'' (التمھید ج 47/22) '' کہ اہل سنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تمام صحابہ کرام عادل اور ثقہ ہیں، اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ہیں''

تاہم اس کا مطلب یہ نہیں کہ تمام صحابہ کرام غلطیوں سے معصوم اور لغزشوں سے بالکل مبرا ہیں اس لئے کہ یہ صرف انبیاء وملائکہ کی شان ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ صحابہ سے بھی غلطیاں اور لغزشیں ہوئی ہیں حتی کہ بعض صحابہ جو بہت ہی کم ہیں سے تو بسا اوقات گناہ کبیرہ بھی سرزد ہوئے ہیں۔ (جن میں سے بعض واقعات کی قرآن کریم نے نشاندہی بھی کی ہے) لیکن انکی خصوصیت یہ رہی کہ وہ اپنی غلطیوں پر مصر نہیں رہے بلکہ بلا تاخیر اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر، ندامت وشرمندگی کا اظہار کرتے ہوئے اللہ سے معافی مانگی، توبہ واستغفار کیا اللہ کے یہاں انکی توبہ قبول ہوئی اور انہیں رحم وکرم اور معافی ومغفرت کا پروانہ عطا کردیا گیا۔ جیسا کہ (سورہ آل عمران: 155) میں غزوۂ احد کے دن میدان چھوڑ کر بھاگنے والوں کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے: ''إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

غَفُورٌ حَلِيمٌ" [آل عمران:155] "کہ تم میں سے جن لوگوں نے اس دن پیٹھ دکھائی جس دن دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ ہوئی تھی، یہ لوگ اپنے بعض کرتوتوں کی وجہ سے شیطان کے بہکاوے میں آ گئے، پر یقین جانو کہ اللہ انہیں معاف کر چکا ہے اللہ بخشنے والا اور تحمل والا ہے۔

اس آیت میں تصریح موجود ہے کہ اللہ نے ان کے میدان چھوڑ کر بھاگنے کے اس جرم عظیم کو معاف کر دیا۔ اسی طرح غزوۂ تبوک کے موقع پر بلا عذر شرعی غزوہ سے پیچھے رہ جانے والے صحابہ کے بارے میں اللہ نے قرآن مجید کی سورہ توبہ میں ذکر فرمایا ہے: "وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا حَتَّى إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَنْ لَا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ" [التوبہ:118] "(بے شک اللہ) ان تین شخصوں پر مہربان ہوا جو پیچھے رہ گئے تھے، یہاں تک کہ جب زمین ان پر کشادگی کے باوجود تنگ ہوگئی اور وہ خود اپنی جان سے تنگ آ گئے اور سمجھ گئے کہ اللہ سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی، بجز اس کے کہ اس کی طرف رجوع کیا جائے، پھر وہ (اللہ) ان کے حال پر مہربان ہوا تا کہ وہ آئندہ بھی توبہ کر سکیں، بے شک اللہ ہی ہے مہربان رحم کرنیوالا"

یہ اور اس طرح کے دوسرے متعدد واقعات ہیں جن کی بابت قرآن وحدیث میں یہ شہادت موجود ہے کہ صحابہ سے بعض اوقات غیر معمولی لغزشیں ہوئی ہیں لیکن ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ اللہ کیطرف سے انہیں نہ صرف توبہ کی توفیق ملی بلکہ ان کی توبہ قبول بھی ہوگئی اور انہیں معاف کر دیا گیا۔ لہذا یہ عقیدہ بالکل بجا و درست بلکہ شہادت قرآن کے عین مطابق ہے کہ ان لغزشوں کیوجہ سے صحابہ کرام کی ایمانی حقیقت یا ان کے لئے رضائے الٰہی اور رحمت و مغفرت کی بشارت پر کوئی آنچ نہیں آتی اور عند اللہ ان کے پاس گناہوں کے مٹانے کے لئے اتنی نیکیاں ہیں جو دوسروں کے پاس نہیں۔

مشاجرات صحابہ کی بابت اہل سنت کا موقف:

مشاجرات صحابہ کی تئیں اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ صحابہ رسول ﷺ کی آپس میں جو بھی لڑائیاں اور جنگیں ہوئی وہ ان تمام میں معذور کے درجہ میں ہیں گنہگار نہیں کیونکہ اس میں ان کی حیثیت دو حالتوں سے خالی نہیں یا تو وہ مجتہد مصیب کی درجہ میں ہیں جس کے لئے حدیث رسول میں دوہرے اجر کی بشارت ہے۔ یا پھر بصورت دیگر مجتہد مخطی کا درجہ پائیں گے اور اس حال میں بھی کم سے کم ایک اجر کا استحقاق موجود ہے (البخاری فی کتاب الاعتصام، باب اجر الحاکم اذا اجتھد فاصاب او اخطاء)

علامہ سفارینی، مشاجرات صحابہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: "تمام صحابہ معذور و ماجور ہیں گنہگار نہیں، یہی وجہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ علماء حق اس بات پر متفق ہیں کہ انکی شہادتیں بھی قبول ہیں اور روایات بھی اور ان سب کے لئے عدالت ثابت ہے" (شرح الدرۃ المضیۃ للسفارینی: 2/386)

علامہ قرطبی اپنی مشہور زمانہ تفسیر "الجامع لأحکام القرآن" میں آیت کریمہ "وإن طائفتان من المومنین اقتتلوا۔۔" کے تفسیری حواشی میں مشاجرات صحابہ کے تعلق سے عقیدہ سلف کی ترجمانی کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: "لا یجوز ان ینسب الی أحد من الصحابة خطأ مقطوع به إذ کانوا کلهم اجتهدوا فیما فعلوه و أرادوا الله عزوجل وهم کلهم لنا أئمة فلانذ کرهم إلا بأحسن الذکر۔۔۔" "کسی بھی صحابی رسول کو حقیقی طور پر خطاوار گردانا جائز نہیں کہ ان حضرات (صحابہ) نے جو کچھ کیا اپنے اپنے اجتہاد کی بنیاد پر کیا، ہر ایک کا مقصد اللہ کی خوشنودی تھا، اور یہ تمام (صحابہ رسول) ہمارے لئے (دین میں) قدوہ اور امام ہیں تو ہمیں انکا صرف ذکر خیر کرنا چاہئے" (تفسیر قرطبی، سورۃ الحجرات: 9، کی تفسیر)

ان توضیحی اقتباسات سے اہل سنت والجماعت کا موقف بالکل واضح ہوجاتا ہے کہ مشاجرات یا اس سے متعلق کسی بھی چیز کو لیکر ان کی برائی کرنا یا ان کی شخصیت کو اپنی زہر آلود قلم کا نشانہ بنانا کسی طور جائز نہیں کیونکہ ان صحابہ پر طعن وتشنیع درحقیقت کتاب وسنت میں موجود ان کی تعریف وتوصیف اور ان کے فضائل ومناقب کا نہ صرف انکار ہے بلکہ خود دین اسلام اور اس کے اصولوں کی تنقیص ہے کہ دین تو بعد والوں تک انہیں کے واسطے سے پہنچا ہے بلکہ یہ کہا جائے تو بالکل بجا ہوگا کہ صحابہ رسول کو برا بھلا کہنا، بالواسطہ طور پر نبی صادق المصدوق ﷺ کی توہین کے مترادف ہے جنہوں نے اس اختلاف اور فتنہ کے واقع ہونے سے تقریبا بیس (20) بائیس (22) سال پہلے اس کی پیشین گوئی فرمادی تھی، اپنے نواسے حضرت حسین بن علی بن ابی طالب کو گود میں لیکر فرمایا تھا: "إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ المُسْلِمِينَ" [رواه البخاری فی کتاب الصلح، باب قول النبی للحسن بن علی، ح: 2704] "کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے امید ہے کہ اللہ اس کے ہاتھ پر مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرائے گا"

اس حدیث میں اس بات کا واضح اشارہ موجود ہے کہ اختلاف کے نتیجے میں دو بڑے گروپ وجود میں آئیں گے اور اللہ تعالیٰ حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں صلح کرائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ لیکن حدیث میں قابل غور بات یہ ہے کہ زبان رسالتمآب ﷺ نے فریقین میں سے کسی بھی گروپ کو نہ تو متہم کیا، نہ کسی کے حق میں بددعا کی اور نہ ہی کسی کو ہدف ملامت بنایا، جو کسی بھی صاحب عقل وفہم کے لئے جگ ظاہر ہے کہ صحابہ کو برا بھلا کہنے کا کوئی جواز باقی نہیں رہ جاتا، پھر بھی اگر کوئی جرءت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رندانہ کا اظہار کرتا ہے تو یہ اس کی بدبختی اور زندیقیت کا ثبوت ہے۔ مشاجرات صحابہ کی بابت صحیح ترین موقف یہ ہے کہ اس میں توقف اختیار کیا جائے یعنی زبان کو روکا جائے اور خاموشی اختیار کی جائے، اسلاف کرام اور ائمہ اسلام نے امت کو اسی بات کی تلقین فرمائی اور اور خود بھی اسی پر عامل رہے ہیں۔ حسن بصری رحمہ اللہ سے قتال صحابہ کے بارے میں پوچھا گیا تو جوابا فرمایا: " قتال شهده أصحاب محمد ﷺ و غبنا و علموا و جهلنا ، و اجتمعوا فاتبعنا ، و اختلفوا فوقفنا" (مأخوذ من الجامع لأحكام القرآن، للقرطبي، ضمن تفسير آية الحجرات ، وإن طائفتان من المومنين۔۔۔۔: 9) "اس قتال میں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ حاضر تھے اور ہم غائب، وہ لوگ حالات و واقعات اور اس وقت کے شرعی تقاضوں سے واقف تھے اور ہم ناواقف، تو جس چیز میں ان کا اتفاق ہوا اس میں ہم نے ان کی پیروی کی اور جس میں ان کا اختلاف ہوا اس میں ہم نے توقف اور سکوت کو اپنایا ہے۔"

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے بھی قتال صحابہ کی بابت سوال کیا گیا اور آپ نے جواب میں جو قیمتی کلمات ادا فرمائے وہ آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں: "تلک دماء طهر الله منها سيوفنا فلا نخضب بها السنتنا" (فتح المغيث، للسخاوي 96/3) " کہ ایسے خون ہیں جن میں ہمارے ہاتھوں کو رنگنے سے اللہ نے بچا لیا اب ہم اپنی زبان کو ان سے آلودہ نہیں کریں گے"

یہی وہ صحیح ترین موقف ہے جسے سلف نے اپنایا اور امت اسلام کو اپنانے کا مشورہ دیا ہے جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "یہ اہل سنت والجماعت کے بنیادی عقائد میں سے ہے کہ وہ اپنے قلب وزبان کو صحابہ کے معاملے میں صاف رکھتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی اس آیت میں بیان فرمایا ہے: "وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنۢ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ" [الحشر:10] "(اور یہ فیئ) ان لوگوں کے لئے بھی ہے جو ان اگلوں کے بعد آئے ہیں جو یہ کہتے ہیں: کہ اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے ان سب بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں، اور ہمارے دلوں میں اہل ایمان کے لئے کوئی بغض نہ رکھ، اے ہمارے رب! تو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔"

اور جیسا کہ رسول کریم ﷺ نے حدیث میں تنبیہ فرمائی ہے: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »لاَ تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ، ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلاَ نَصِيفَهُ«

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

(رواہ البخاری فی کتاب فضائل الصحابة، باب قول النبی: لو کنت متخذا خلیلا: 3673) "حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کر ڈالے تو ان (صحابہ) میں سے کسی کے ایک مد یا آدھے مد کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا"

اسی طرح کتاب وسنت سے صحابہ کرام کے جو بھی فضائل ومراتب ثابت ہیں، اہل سنت ان سب کو تسلیم کرتے ہیں۔ (مجموع الفتاوی، لابن تیمیہ، طبعہ العبیکان، ج:3/ 101)

صحابہ میں فرق مرابت اور عقیدہ سلف

اہل سنت والجماعت کے نزدیک یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ جملہ صحابہ کرام فضیلت واعزاز کے حامل ہیں اور رتبہ ومقام کا عروج یہ ہے کہ کوئی بھی صاحب فضل وکمال اور تقویٰ وخوف الٰہی سے سرشار بڑے سے بڑا عابد وزاہد ان کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا کہ انہوں نے آپ ﷺ کو نہ صرف دیکھا اور آپ پر ایمان لائے بلکہ اِعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر اپنا سب کچھ آپ کے قدموں میں نچھاور کر دیا اور یہ سب نبی ﷺ کی شرف صحبت کا فیض تھا جو اب امت اسلام کے کسی فرد کو نصیب نہیں ہو سکتا۔

اہل سنت کے نزدیک یہ بھی ایک تسلیم شدہ بات ہے کہ تمام صحابہ فضیلت ومرتبہ میں ایک جیسے نہیں بلکہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں جس پر قرآن شاہد ہے: "لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ" [الحدید: 10]

"کہ تم میں سے جن لوگوں نے فتح سے پہلے فی سبیل اللہ خرچ کیا اور قتال کیا ہے وہ دوسروں کے برابر نہیں بلکہ ان سے بہت بڑے درجے کے ہیں جنہوں نے فتح کے بعد خیراتیں دیں اور جہاد کیے ہیں ہاں بھلائی کا وعدہ تو اللہ کا ان سب سے ہے اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔"

آیت مذکورہ کی رو سے فتح (یعنی صلح حدیبیہ) سے پہلے جو اسلام لائے، اِعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جہاد کیا اور اس راہ میں زر ومال بھی خرچ کیے، وہ تمام صحابہ عقیدۂ اہل سنت کے مطابق ان سب سے افضل و برتر ہیں جو بیعت رضوان کے بعد اسلام لائے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور غزوات میں شریک ہوئے۔

اہل سنت کا اس بات پر بھی اجماع ہے کہ مہاجرین صحابہ بحیثیت رتبہ ومقام انصار پر مقدم ہیں کہ آیات قرآنیہ میں

www.KitaboSunnat.com

مہاجرین کا تذکرہ ہمیشہ انصار سے پہلے ہوا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: "وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ" [التوبہ:100] "وہ مہاجرین اور انصار جنہوں نے سب سے پہلے دعوت ایمان پر لبیک کہنے میں سبقت کی نیز وہ جو بعد میں راستبازی کے ساتھ ان کے پیچھے آئے، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔

تفضیل صحابہ کے اس مسئلہ میں اہل سنت اس بات پر متفق ہیں کہ نبی ﷺ کی ذات گرامی کے بعد امت اسلام کی سب سے افضل ترین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شخصیت ہے صحیح بخاری میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا: أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: عَائِشَةُ، فَقُلْتُ: مِنَ الرِّجَالِ؟ فَقَالَ: أَبُوهَا (رواہ البخاری فی کتاب فضائل أصحاب النبی ﷺ باب قول النبی: ولو کنت متخذا خلیلا: 362)

" کہ آپ کے نزدیک مردوں میں سب سے محبوب ون ہے؟ تو آپ نے جوابا فرمایا: اس کے والد یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کے والد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ" چنانچہ جب آپ مرض الموت میں مبتلا ہوئے اور بوجہ علالت، امامت نماز کی ہمت نہ کر سکے تو اس وقت آپ نے اپنے یار غار حضرت ابوبکر صدیق ہی کو امامت کے لئے آگے بڑھایا۔ (البخاری، کتاب الأذان، باب أھل العلم والفضل أحق بالإمامۃ)

جو ایک طرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کی گہری محبت، تو دوسری طرف صحابہ کے مابین صدیق اکبر کی افضلیت کا واضح ثبوت ہے۔ حضرت ابوبکر کے بعد امت کی عظیم ترین ہستی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ہے جس پر نہ صرف ائمہ اربعہ متفق ہیں بلکہ سلف وخلف میں اس بابت کسی کا کوئی اختلاف موجود نہیں۔

امام مالک کہتے ہیں: "ما رأیت احدا یشک فی تقدیمھا" کہ میں نے (حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) کی افضلیت پر کسی کو شک کرنیوالا نہیں پایا" (شرح العقیدۃ الواسطیۃ للشیخ عثیمین، ص:604)

اور امام شافعی فرماتے ہیں: "لم یختلف الصحابة و التابعون فی تقدیم أبی بکر و عمر" کہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے بالترتیب مقدم ہونے میں صحابہ اور تابعین کی طرف سے کوئی اختلاف مذکور نہیں۔" (المرجع السابق، ص:604)

نیز صحیح بخاری میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند حضرت محمد الحنفیہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد (حضرت علی رضی اللہ عنہ) سے پوچھا: أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: أَبُو بَكْرٍ،

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ عُمَرُ، وَخَشِيتُ أَنْ يَقُولَ عُثْمَانُ، قُلْتُ: ثُمَّ أَنْتَ؟ قَالَ: مَا أَنَا إِلَّا رَجُلٌ مِنَ المُسْلِمِينَ (رواہ البخاری فی کتاب فضائل الصحابة، باب قول النبی ﷺ: لو کنت متخذا خلیلا، ح: 3671)

"کہ لوگوں (صحابہ) میں رسول اللہ کے بعد سب سے افضل کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ابوبکر، میں نے پھر پوچھا: کہ اس کے بعد کون؟ تو آپ نے فرمایا: عمر، اس کے بعد مجھے اندیشہ ہوا کہ آپ عثمان رضی اللہ عنہ کا نام لیں گے تو میں بول پڑا کہ پھر تو آپ کا درجہ ہوگا؟ تو آپ (حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: کہ میں تو بس ادنی سا ایک مسلمان ہوں"

حدیث مذکور میں رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر عمر رضی اللہ عنہ کے علی الترتیب افضل و برتر ہونے پر خود خلیفہ رابع حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت موجود ہے جو شیخین کے عہد خلافت میں بحیثیت اہل حل و عقد موجود تھے۔ شیخین کے بعد خلیفہ راشد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا درجہ ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں مروی ہے: "عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: «كُنَّا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لاَ نَعْدِلُ بِأَبِي بَكْرٍ أَحَدًا، ثُمَّ عُمَرَ، ثُمَّ عُثْمَانَ" (رواہ البخاری فی کتاب فضائل الصحابة باب مناقب عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ) "حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم عہد نبوی میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہم پلہ کسی کو نہیں قرار دیتے تھے پھر حضرت عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کو علی الترتیب افضل گردانتے تھے، جمہور علماء سلف کا یہی عقیدہ ہے۔

حضرت عثمان ذوالنورین کے بعد جمہور اہل سنت نے جس کے مقام و مرتبہ کو مقدم جانا ہے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شخصیت ہے۔ البتہ بعض اہل سنت (جن میں امام ابن خزیمہ اور حسین بن فضل البجلی وغیرہم بھی ہیں) نے اس موقف سے اختلاف کیا ہے انکا نظریہ یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلافت کے اعتبار سے خلیفہ رابع ہونے کے باوجود، مقام و مرتبہ کے اعتبار سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر مقدم ہیں، جبکہ جمہور اہل سنت عثمان و علی رضی اللہ عنہما کے مابین تفاضل کی بابت اسی ترتیب کے قائل ہیں جو مسئلہ خلافت میں ان کے لئے ثابت ہے۔

فائدہ: یہاں یہ بات واضح رہنا چاہئے کہ حضرت عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کے درمیان تفاضل کا مسئلہ اہل سنت کے ان اصولوں میں سے نہیں ہے کہ جس میں کسی اختلاف رائ رکھنے والے کو گمراہ قرار دیا جائے یا اس پر ضلالت و گمرہی کا فتوی صادر کیا جائے۔ لہٰذا! اگر کوئی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مقام و رتبہ کے لحاظ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر مقدم مانتا ہے، تو اسے گمراہ نہ کہتے ہوئے یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ "یہ بھی بعض اہل سنت کی ایک رائے ہے، اور بس۔ البتہ اگر کوئی یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے بعد خلیفۃ المسلمین ہونے کے حقدار حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے عثمان رضی اللہ عنہ نہیں۔ یا یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت ان تینوں (ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین) کی بجائے صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حق تھا جسے غصب کرلیا گیا تو پھر ایسے شخص کے گمراہ ہونے میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں کیونکہ وہ اس صورت میں اجماع صحابہ کی مخالفت کا مرتکب ہورہا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اہل سنت کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت محمدیہ کی سب سے افضل ترین ہستی حضرت ابوبکر صدیق کی ہے پھر حضرت عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بالترتیب افضل ہیں، اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کا درجہ ہے بالکل اسی ترتیب پر جو خلافت کے مسئلہ میں ان کے لئے امت کے مابین تسلیم شدہ ہے۔ خلفائے راشدین کے بعد عقیدۂ سلف کے مطابق ان چھ صحابہ کرام کا رتبہ ہے جن کا شمار عشرۂ مبشرۂ میں ہوتا ہے ان کے نام یہ ہیں: (سعید بن زید، سعد بن ابی وقاص، عبدالرحمن بن عوف، طلحہ بن عبیداللہ، زبیر بن العوام اور ابوعبیدہ عامر بن الجراح) رضی اللہ عنہم اجمعین۔

بدری صحابہ کرام: (جنہوں نے غزوہ بدر میں شرکت کی تھی اور جن کی تعداد مسلم کی روایت کے مطابق 319 [صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب ال إمداد بالملائكة في غزوة بدر، ح: 4588 [] ہے۔ فضیلت وعظمت کے حامل ہیں، جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جو خود بدری صحابی ہیں فرماتے ہیں: جَاءَ جِبْرِيلُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: " مَا تَعُدُّونَ أَهْلَ بَدْرٍ فِيكُمْ، قَالَ: مِنْ أَفْضَلِ المُسْلِمِينَ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا، قَالَ: وَكَذَلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ المَلاَئِكَةِ " [رواه البخاری فی کتاب المغازی، باب شهود الملائکة بدرا، ح: 3992] " کہ حضرت جبریل علیہ السلام رسول اللہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: آپ اہل بدر کو کیسا سمجھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: مسلمانوں میں افضل ترین لوگ ہیں یا آپ نے ایسی ہی کوئی بات فرمائی، تو حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا: اسی طرح وہ فرشتے بھی جو غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے دیگر فرشتوں سے افضل ہیں۔

بخاری ہی کی دوسری روایت کے مطابق زبان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اَصحاب بدر کو اللہ کی طرف سے بخشش ومغفرت کا مژدہ بھی سنایا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اطَّلَعَ اللهُ إِلَى أَهْلِ بَدْرٍ؟ فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ، فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الجَنَّةُ، أَوْ: فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ" [رواه البخاری فی کتاب المغازی، باب فضل من شهد بدرا، ح: 3983] "اللہ تعالیٰ نے (آسمان پر سے) بدر والوں کو دیکھا اور فرمایا: اب تم جو چاہو کرو میں نے تم کو بخش دیا"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث سے جہاں ایک طرف اہل بدر کی غیر معمولی فضیلت واہمیت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے وہیں دوسری طرف، بندوں کے صدق واخلاص اوران کی وفاداریوں کا عنداللہ کیا مقام ہے! کسی طور مخفی نہیں رہ جاتا۔

بدری صحابہ کے بعد اہل بیعت رضوان (جن کی تعداد تقریبا چودہ سو 1400 تھی) [بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الحدیبیۃ، ح: 4151] باعتبار درجات ومراتب مقدم ہیں، جنہوں نے مقام حدیبیہ پر درخت کے نیچے کفار مکہ سے رسول اللہ کے بھیجے ہوئے سفیر (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کے (مزعومہ) قتل کا بدلہ لینے کے لئے آپ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کیا تھا جسکا تذکرہ قرآن کریم نے ان الفاظ میں فرمایا ہے: "إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ۔" [الفتح: 10] "کہ (اے نبی) جولوگ تم سے بیعت کررہے تھے وہ دراصل اللہ سے بیعت کررہے تھے ان کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ تھا"

صحابہ کرام کی یہ بیعت تاریخ اسلام میں "بیعت رضوان" کے نام سے اس لئے مشہور ہے کہ اس بیعت پر اللہ عزوجل ان صحابہ سے نہ صرف راضی اور خوش ہوا بلکہ انہیں بشارت دیتے ہوئے اپنی خوشنودی اور رضامندی کا اعلان بھی فرمایا: "لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ۔۔۔۔۔" [الفتح: 18] "یقیناً اللہ خوش ہوگیا ایمان لانے والوں سے جب وہ تم سے اس درخت کے نیچے بیعت کررہے تھے"۔

اہل بیعت رضوان کا رتبہ ومقام یہ ہے کہ ایک طرف قرآن کریم اس بیعت پر انہیں رضائے الہی کی بشارت دی ہے تو دوسری طرف نبی رحمت ﷺ نے بحکم الہی انہیں جہنم سے آزادی کا مژدہ بھی سنایا ہے۔ عن جابر رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ «لَا يَدْخُلُ النَّارَ، إِنْ شَاءَ اللهُ، مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ أَحَدٌ، الَّذِينَ بَايَعُوا تَحْتَهَا [رواه مسلم في كتاب فضائل الصحابة باب من فضائل اصحاب الشجرة] [ورواه الترمذی فی كتاب المناقب، باب: ماجاء في فضل من بايع تحت الشجرة، و قال: هذا حديث حسن صحيح] "حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جس نے بھی درخت کے نیچے بیعت کی وہ جہنم میں نہیں جائیگا"

صحابہ کرام کی بابت اہل سنت کے مجمع علیہ عقائد میں سے یہ بات بھی ہے کہ جن نفوس کی بابت رسول اکرم ﷺ نے بطور خاص ناموں کا تذکرہ کرتے ہوئے جنت کی شہادت دی ہے اہل سنت ان تمام کے جنتی ہونے کی شہادت دیتے ہیں۔ مثلاً: عشرۂ مبشرہ صحابہ کرام، جنہیں رسول بشیر ونذیر ﷺ نے ایک ہی ساتھ جنت کی خوشخبری سنائی اور ایک ہی نسق وترتیب میں حدیث واحد کے اندر سب کو جمع کردیا جیسا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: "عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عَوْفٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ، وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ، وَسَعْدٌ فِي الْجَنَّةِ، وَسَعِيدٌ فِي الْجَنَّةِ، وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِي الْجَنَّةِ. [رواه الترمذی فی کتاب المناقب، باب مناقب عبدالرحمن بن عوف، ح:3747، ورواه أحمد في مسنده بسند صحيح: 1/187-188] "کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جنتی، عمر رضی اللہ عنہ جنتی، عثمان رضی اللہ عنہ جنتی، علی رضی اللہ عنہ جنتی، طلحہ رضی اللہ عنہ جنتی، زبیر رضی اللہ عنہ جنتی، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جنتی، سعد رضی اللہ عنہ جنتی، سعید جنتی اور حضرت ابوعبیدہ عامر بن الجراح جنتی ہیں۔"

علاوہ ازیں کچھ اور صحابہ کرام بھی ہیں جنہیں نامزد طور پر نبی ﷺ نے جنت کی بشارت سنائی ہے اہل سنت ان تمام کے جنتی ہونے پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ جیسے: حضرت بلال بن رباح، عبداللہ بن سلام، عکاشہ بن محصن، سعد بن معاذ اور حضرت ثابت ابن قیس رضی اللہ عنہم وغیرہم۔

اہل سنت کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ تمام مومنین صالحین اور اتقیاء امت، اللہ رب العالمین کے بیان کردہ عمومی شہادت کے بوصف جنت میں جائیں گے، جیسا کہ سورۂ لقمان میں ارشاد ہے: "إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتُ النَّعِيمِ" [لقمان:8] "کہ بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیا، ان کے لئے نعمت بھری جنتیں ہیں۔"

نیز سورہ آل عمران میں "متقین" کا ذکر کرتے ہوئے اللہ نے ارشاد فرمایا: "وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ" [آل عمران:133] "اور دوڑو اپنے رب کی بخشش کی طرف اور ایسی جنت کی طرف جس کی وسعت زمین اور آسمانوں جیسی ہے جو (متقین) پرہیز گاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔"

مذکورہ بالا دونوں آیتوں میں ایمان وعمل صالح سے متصف نیز تقوی وخشیت الٰہی سے سرشار انسانوں کے لئے جنت میں جانے کی قرآنی شہادت موجود ہے، جس کا تقاضہ یہ ہے کہ امت کا ہر فرد اس عقیدے کی نہ صرف اشاعت میں حصہ لے اور یقین رکھے کہ ہر مومن صالح کا ٹھکانہ جنت ہے، نیز ہر متقی اور خدا ترس انسان -ان شاء اللہ- جنت میں جائیگا بلکہ خود بھی تقوی و صالحیت کے مطلوبہ اوصاف کو اپنا کر انعام خداوندی (جنت) کا اپنے آپ کو اہل ثابت کرنے کی جہد پیہم کرتا رہے۔

○○○

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشاجراتِ صحابہ اور سلف صالحین کا موقف

محمد عرفان شیخ یونس سراجی

مشاجرات "مشاجرۃ" کی جمع ہے جو "شَاجَرَ" کا مصدر ہے جس کے معنی ہے: باہمی اختلاف۔ اور جب "مشاجرات" کی اضافت اصحاب رسول ﷺ کی طرف کی جاتی ہے، تو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان آپسی کشیدگیاں اور باہمی اختلافات رونما ہوئے ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ صحابہ بھی انسان تھے جن سے بشری تقاضوں کے مطابق خطا ولغزش صادر ہوئی ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيئِهِمْ". (صحیح بخاری، ح: ۹۲۷) "یعنی ان کے نیکوکار کی نیکیوں اور خوبیوں کا اقرار کرو اور ان کے خطا کار کی غلطیوں سے اغماض کرو"۔ اور ان کے مابین کئی علمی وفقہی وسماجی مسائل میں بھی اختلاف واقع ہوا ہے، لیکن جب صحیح حدیث رسول ﷺ ان پر آشکار ہو جاتی تو بغیر کسی تامل کے بشرح صدر اسے قبول کر لیتے، اور ہر قسم کے شک وشبہ اور قیل وقال سے دست بردار ہو جاتے۔ اسی طرح ان کے درمیان آپسی چپقلش ورنجش بھی پیدا ہوئی پر ان میں سے کوئی نہ کوئی اعتذار میں پہل کر لیتے تھے، جیسا کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان رنجش پیدا ہوگئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پہل کرتے ہوئے ان سے معافی طلب کی، تاہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بے نیازی اور لاتعلقی کا اظہار کیا، جب اس بات کی خبر نبی کریم ﷺ کو ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "فَهَلْ أَنْتُمْ تَارِكُوا لِي صَاحِبِيَ". یعنی تم میری خاطر میرے دوست سے قطع تعلق کر لوگے۔ (صحیح بخاری، ح: ۳۶۶۱)

منہج سلف سے منحرف، عاقبت نا اندیش کچھ ایسے لوگ ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین رونما ہوئے تنازعات ومشاجرات، کشت وخون کی وجہ سے ان پر نازیبا وغلیظ کلمات سے وار کرتے ہیں، ان کی تذلیل وتنقیص کرتے ہیں، ان پر زبان طعن وتشنیع دراز کرتے ہیں، اور اپنی دشنام طرازی وہرزہ سرائی میں ایسے حواس باختہ ہو جاتے ہیں کہ انہیں صحابہ رسول کا مقام ومرتبہ، ان کی شان عظمت وجلال اور ان کی دینی واسلامی، دعوتی ومعاشرتی خدمات یاد نہیں رہتیں، یا بغض وعناد میں تجاہل عارفانہ کا ارتکاب کرتے ہوئے ساری اخلاقی واعتقادی، انسانی وایمانی سیماؤں سے متجاوز ہو جاتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کو اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے متعلق ناگوار باتیں سننا سخت ناگوار تھا، آپ ﷺ کا فرمان ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"لَايُبَلِّغُنِي أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِي عَنْ أَحَدٍ شَيْئًا فَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَخْرُجَ إِلَيْكُمْ وَأَنَا سَلِيمُ الصَّدْرِ". (سنن أبي داود، ح:۴۸۶۰۔ سنن ترمذی، ح:۳۸۹۶) ترجمہ: "کوئی مجھ سے میرے کسی صحابی کے تعلق سے کچھ بھی ناگوار بات نہ پہونچائے، اس لیے کہ میں چاہتا ہوں کہ میں تمہاری طرف آؤں اور میرا دل صاف شفاف ہو"۔

اس حدیث کے بارے میں ابن ملک فرماتے ہیں: "نبی کریم ﷺ کی خواہش تھی کہ جب میں دار فانی سے دار بقا کو جارہا ہوں تو میرا دل وجگر صحابہ کرام کی محبت سے سرشار ہو اور میں ان میں سے کسی سے خفا نہ ہوں"۔ (تحفۃ الاحوذی ۲۷۰/۱۰)

جب ہمارے اسوہ وقدوہ، ہمارے ہادی ومرشد پیغمبر کو صحابہ کرام سے متعلق ناگوار وغیر مناسب باتیں سننا پسند نہیں تھی، تو ہمیں بدرجہ اولی ان کے بارے میں کچھ بھی برا بھلا کہنے سے گریز کرنا چاہیے، کیوں کہ ان کی شان عظمت تو انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد اس روئے زمین پر بسنے والی تمام مخلوقات سے نرالی ہے۔

مشاجرات صحابہ میں سلف کا موقف:

علماء سلف صالحین کا عقیدہ ہے کہ مشاجرات صحابہ اور ان کے مابین ہوئے اختلافات کو موضوع بحث نہ بنایا جائے، ان پر خاموشی اختیار کی جائے۔ تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ اعتقادی طور سے اہل السنہ والجماعہ کے مسلک اور جادہ حق کو اختیار کریں، یہی عقیدہ وایمان کے لیے بہتر عمل ہے۔ ذیل کی سطور میں علماء سلف کے چند اقوال بیان کیے جارہے ہیں۔

عمر بن عبدالعزیز کا قول: عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے صحابہ کرام کے درمیان وقوع پذیر ہوئے قتل وقتال کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا: "تِلْكَ دِمَاءٌ طَهَّرَ اللهُ يَدِي مِنْهَا، أَفَلَا أُطَهِّرُ مِنْهَا لِسَانِي؟ مَثَلُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ - صلى الله عليه وسلم - مَثَلُ الْعُيُوْنِ، وَدَوَاءُ الْعُيُوْنِ تَرْكُ مَسِّهَا". (تسديد الإصابة فيما شجر بين الصحابة، تاليف: أبو صفوان غامدی ازدی، ص: ۱۶۳) یعنی: "اللہ تعالی نے ان کے خون سے میرے ہاتھ کو پاک رکھا ہے، تو کیا میں ان کے بارے میں اپنی زبان کو پاک نہیں رکھ سکتا؟ اصحاب رسول ﷺ کی مثال آشوب چشم کی ہے جس کی دواء اسے نہ چھونا ہے"۔

امام شافعی کا فرمان: امام شافعی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: "تِلْكَ دِمَاءٌ طَهَّرَ اللهُ أَيْدِيَنَا مِنْهَا فَلِمَ نُلَوِّثُ أَلْسِنَتَنَا". (شرح الفقہ الأکبر، ص: ۷۱) یعنی: "اللہ تعالی نے ان کے خون سے ہمارے ہاتھوں کو پاک کیا ہے تو ہم اپنی زبانوں کو ان کی شان میں گستاخی کر کے کیوں گندہ کریں"۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا قول: جب امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے بارے میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا "مَا أَقُولُ فِيهَا إِلَّا الْحُسْنَى رَحِمَهُمُ اللهُ أَجْمَعِينَ". (مناقب ال إمام أحمد، تالیف: ابن الجوزی، ص: ۱۴۶) یعنی: "میں ان کے بارے میں اچھی بات ہی کہتا ہوں، اللہ سب پر رحم کرے"۔

امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا قول: وہ فرماتے ہیں: "اَلسَّيفُ الَّذِيْ وَقَعَ بَيْنَ الصَّحَابَةِ فِتْنَةٌ وَلَا أَقُولُ لِأَحَدٍ مِنْهُمْ مَفْتُونٌ". (سیر أعلام النبلاء ۸، تالیف: الذہبی/ ۴۰۸) یعنی: "صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین چلنے والی تلوار فتنہ تھی، میں ان میں کسی کو یہ نہیں کہوں گا وہ فتنہ زدہ ہیں"۔ نیز فرماتے ہیں: "مَنِ اسْتَخَفَّ بِالعُلَمَاءِ ذَهَبَتْ آخِرَتُهُ". (حوالہ سابق) یعنی: "جس نے علما کی اہانت کی اس کی آخرت خطرے میں ہے"۔ یہ ظاہر ہے کہ احادیث نبویہ کو وہ لوگ اچھی طرح سے سمجھتے اور ان سے کما حقہ استنباط کرتے تھے۔

مذکور بالا علماء سلف کے اقوال کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی کہ صحابہ کے درمیان رونما ہوئے قتل وقتال، آپسی چشمک وکشاکش، باہمی اختلافات وتنازعات پر سکوت اختیار کرنا واجب ہے۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ ہمارے قلوب واذہان میں مزید صحابہ کرام کی محبت وعظمت جاگزیں کردے نیز افراط وتفریط سے کوسوں دور رکھے۔ آمین

☆☆☆

(۔۔۔بقیہ صفحہ نمبر 153/کا) نے فرمایا "اعملوا ما شئتم قد غفرت لکم" اور اجتماعی طور پر عظمت صحابہ کو دیکھیں تو قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: "والسابقون الاولون من المهاجرين والأنصار والذين اتبعوهم بالاحسان رضی الله عنهم ورضوا عنه." عموماً وہ افراد جو جنت کے اندر داخل ہونگے انہیں سب سے عظیم نعمت اس وقت ملے گی جب یہ اعلان کیا جائے گا کہ اللہ ان سے راضی ہوگیا ہے مگر صحابہ کرام کی جماعت کو یہ فضل دنیا میں رہتے ہوئے ہی حاصل ہوگیا کہ اللہ نے اپنی رضا کی خوشخبری انھیں دنیا میں ہی دے دی۔ کسی ادنی صحابی کو آدھا کلو اناج اللہ کے راہ میں خرچ کرنے سے جو اجر وثواب حاصل ہوگا دوسرے لوگ احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرکے وہ اجر حاصل نہیں کرسکتے۔ آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ طبقہ صحابہ معیار حق ہیں، ان کی طرح ایمان نہ لانے والوں کے لئے نجات نہیں اہل سنت والجماعت کا یہی عقیدہ ہے۔ صحابہ کرام پر جملے کسنے والا ان کی عیبوں کو تلاشنے والے شخص کو اللہ سے ڈرنا چاہیے کہیں اللہ اس کے ایمان کو ضائع وبرباد نہ کردے۔ اللہ رب العزت ہمیں عظمت صحابہ کو سمجھنے کی توفیق دے۔ آمین یارب العالمین

☆☆☆

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خلفائے راشدین کی زندگی کے مختصر احوال

ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رسالت ونبوت کی عظیم ذمہ داری کا حق کما حقہ ادا کرنے کے بعد ۱۲ ر ربیع الاول ۱۱ ر ہجری کو تقریباً ۶۳ ر سال کی عمر میں انتقال فرما گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تقریباً ۳۰ ر سال یعنی ۴۰ ر ہجری تک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خلافت کی ذمہ داریاں بخوبی انجام دیں۔ ۱۱ ر ہجری سے ۴۰ ر ہجری تک کا وقت تاریخ میں خلافت راشدہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، اور ان جلیل القدر صحابہ کو خلفاء راشدین کے نام سے جانا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی خلفاء راشدین کے متعلق ارشاد فرمایا ہے: ''تم میری اور میرے بعد آنے والے خلفاء راشدین کی سنت کو بہت مضبوطی کے ساتھ پکڑلو''۔ (ترمذی، ابوداؤد)

مؤرخین نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح سے قبل تقریباً سات ماہ کی خلافت کو بھی خلافت راشدہ میں شمار کیا ہے، کیونکہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی تقریباً ۷ ر ماہ کی خلافت کو شمار کرکے ہی تیس سال مکمل ہوتے ہیں۔ بعض مؤرخین نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو حکماً پانچواں خلیفہ راشد شمار کیا ہے، کیونکہ انہوں نے چاروں خلفاء کے نقش قدم پر چل کر خلافت کی ذمہ داریاں نبھائیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں دین اور دنیا کے امور میں سرپرستی کرنے اور شرعی احکامات کا نفاذ کرانے کا نام خلافت ہے۔ راشد کی جمع راشدون اور راشدین آتی ہے جس کے معنی سیدھے راستے پر چلنے والے یعنی ہدایت یافتہ کے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (خلافت ۱۱ ر ہجری سے ۱۳ ر ہجری تک):

آپ رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ بن ابی قحافہ، کنیت ابوبکر، اور واقعہ معراج پر تصدیق کرنے سے لقب صدیق ہوا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے روز ہی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ ان کی تبلیغ سے بے شمار صحابہ اسلام لائے جن میں بعض اہم نام یہ ہیں: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہا اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ۔ اسلام لانے کے بعد سے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

موت تک پوری زندگی اعلاءِ کلمۃ اللہ اور احیاءِ اسلام میں لگادی۔ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ مال کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں آپؓ بڑی سخاوت اور فراوانی سے خرچ کرتے تھے، مثلاً بے شمار غلاموں کو خرید کر آزاد کیا، جن میں رسول اللہ کے مؤذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد نکاح فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ کی۔ قرآن کریم کی آیت: ''ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ'' (سورہ التوبہ: ۴۰) میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کا ذکر ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے حکم سے نبی اکرم ﷺ کی وفات سے قبل چند نمازیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی نے امامت کر کے صحابہ کرام کو پڑھائیں۔ انتقال کے دن حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر نمازِ فجر کی امامت کی۔ حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام کے مشورہ سے آپ کو خلیفہ متعین کیا گیا۔ آپکی خلافت کے چند اہم کام یہ ہیں:

- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے لشکر کو ملک شام روانہ کیا، جو افواج قیصر کو پسپا کر کے فتح یاب ہوا اور صحیح سالم واپس آیا۔
- مرتدین، مانعین زکوٰۃ اور داعیان نبوت سے قتال کر کے نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد پیدا ہوئے تمام فتنوں کو ختم کیا۔
- مذکورہ فتنوں کا قلع قمع کرنے میں بے شمار حفاظ کرام شہید ہوئے، چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کو ایک جگہ جمع کرایا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ۱۳ر ہجری میں انتقال ہوا، حضرت عائشہؓ کے حجرہ مبارکہ میں نبی اکرم ﷺ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی عمر تقریباً ۶۳ر سال اور خلافت ۱۱ ہجری سے ۱۳ر ہجری تک دو سال تین ماہ دس دن رہی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (خلافت ۱۳ر ہجری سے ۲۳ر ہجری تک):

آپ رضی اللہ عنہ کا نام عمر بن خطاب، کنیت ابو حفص اور لقب فاروق (حق کو باطل سے الگ کرنے والا) ہے۔ ۶ر نبوت میں ۳۳ر سال کی عمر میں اسلام لائے۔ آپ سے قبل ۳۹ر مرد اسلام قبول کر چکے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام پر مسلمانوں نے تکبیر بلند کی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے مسلمانوں کو بہت تقویت ملی۔ تمام غزوات میں نبی اکرم ﷺ کے ہم رکاب رہے۔ قرآن کریم اگرچہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جمع کیا گیا مگر یہ تجویز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ہی تھی، اور انہیں کے اصرار پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس عمل کے لئے تیار ہوئے تھے۔ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت خفیہ طور پر نہیں کی بلکہ علانیہ طور پر کی۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے مرض الوفات میں صحابہ کرام کے مشورہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

مسلمانوں کا خلیفہ متعین فرمایا۔ بعد میں آپ رضی اللہ عنہ کو امیر المؤمنین کے خطاب سے نوازا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ملک عراق، فارس، شام اور مصر فتح ہوئے، اسلامی کیلنڈر کا افتتاح ہوا، کوفہ اور بصرہ شہر آباد کئے گئے، ماہِ رمضان میں نمازِ تراویح کا جماعت کے ساتھ اہتمام شروع ہوا، زکوٰۃ کی آمدنی کے اندراج کی غرض سے بیت المال قائم کیا گیا۔

۲۶ ؍ ذی الحجہ ۲۳ ؍ ہجری کی صبح آپ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں نمازِ فجر کی امامت کررہے تھے کہ فیروز نامی مجوسی المذہب غلام نے خنجر سے زخمی کیا، چار دنوں کے بعد یکم محرم الحرام ۲۴ ہجری کو انتقال فرماگئے۔ نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت دس سال، چھ ماہ اور چار دن رہی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ (خلافت ۲۴ ؍ ہجری سے ۳۵ ؍ ہجری تک):

آپ رضی اللہ عنہ کا نام عثمان بن عفان، کنیت ابوعبداللہ اور ابوعمرو ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی دو صاحبزادیاں (رقیہ رضی اللہ عنہا اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا) یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں، اس لئے ذوالنورین کے لقب سے مشہور ہوئے۔ دو بار حبشہ ہجرت کی، پھر حبشہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی۔ آپ نے اللہ کے راستہ میں بہت مال خرچ فرمایا، غزوہ تبوک کے لشکر کی تیاری کے لئے بے شمار مال واعراض عطا فرمائے۔ جنگ بدر کے علاوہ تمام غزوات میں نبی ﷺ ہمرکاب رہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد خلیفہ بنے۔ ۳۵ ؍ ہجری میں ۸۲ ؍ سال کی عمر میں آپ رضی اللہ عنہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت گیارہ سال، گیارہ ماہ اور تیرہ دن رہی۔ آپ کی خلافت میں تونس ملک فتح ہوا۔ فتوحات کی وجہ سے اسلامی مملکت میں بہت زیادہ توسیع ہوئی، جسکی وجہ سے یہ سوچ کر کہ کہیں قرآن کریم کی قراءت میں اختلاف رونما نہ ہوجائے، آپ رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کو ایک صحیفہ (مصحف عثمانی) میں جمع کرایا اور اس صحیفہ کے نسخے تمام ریاستوں میں ارسال کئے، اس طرح قرآن کریم کے ایک نسخہ (مصحف عثمانی) پر امت مسلمہ متحد ہوگئی۔

حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ: (خلافت ۳۵ ؍ ہجری سے ۴۰ ؍ ہجری تک)

آپ رضی اللہ عنہ کا نام علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب، کنیت ابوالحسن اور ابوتراب ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے چچازاد بھائی اور داماد ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی تربیت نبی اکرم ﷺ کے گھر پر ہوئی۔ حضور اکرم ﷺ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے آپ کی شادی ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بچپن میں بھی کبھی بت پرستی نہیں کی تھی۔ تیرہ سال سے کم کی عمر میں اسلام لائے، بچوں میں سب سے پہلے آپ ہی اسلام لائے تھے۔ شب ہجرت میں اپنی جان کو خطرہ

www.KitaboSunnat.com

میں ڈال کر نبی اکرم ﷺ کے بستر پر سوئے۔ وحی لکھنے والے چند صحابہ میں سے ایک آپ رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ جنگ تبوک کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے انہیں مدینہ منورہ میں اپنا خلیفہ بنا کر چھوڑا۔ سوائے اس جنگ کے باقی تمام غزوات میں نبی اکرم ﷺ کے ہمرکاب رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شجاعت کے کارنامے بہت مشہور ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی علمی حیثیت بڑی مسلم تھی حتی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہم سب سے بڑھ کر قاضی ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد صحابہ کرام نے مشورہ کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ متعین کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے چند مصلحتوں کی وجہ سے مسلمانوں کا دارالخلافت مدینہ منورہ سے عراق کے شہر کوفہ منتقل کر دیا۔ پولس کا شعبہ بنایا۔ ۳۶ ؍ہجری میں جنگ جمل اور ۳۷ ؍ہجری میں جنگ صفین واقع ہوئی۔ ۱۷ ؍رمضان المبارک ۴۰ ؍ہجری کی صبح کو ابن ملجم کے ہاتھوں شہید ہو گئے اور کوفہ ہی میں دفن کئے گئے۔ اس طرح آپ کی کل عمر تقریباً ۶۳ ؍سال اور آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت چار سال اور سات ماہ رہی۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ:

آپ کا نام حسن بن علی رضی اللہ عنہ ہے، آپ کی والدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ ہیں جو حضور اکرم ﷺ کی صاحبزادی ہیں۔ رمضان ۳ ؍ہجری میں پیدا ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ اپنے نواسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے بہت محبت کیا کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد عراق میں مسلمانوں کے اصرار پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے بیعت خلافت لی۔ دوسری طرف شام میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی گئی۔ ممکن تھا کہ مسلمانوں کے درمیان ایک اور جنگ شروع ہو جائے لیکن حضرت حسن رضی اللہ عنہ انتہائی زاہد و متقی اور اللہ سے ڈرنے والے تھے، انہوں نے اپنی دور اندیشی سے مسلمانوں کو قتل عام سے بچا کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح فرمالی اور خلافت سے دست بردار ہو گئے۔ ۵۰ ؍ہجری میں ۴۷ ؍سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں انتقال ہوا، جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

خلافت راشدہ: ۱۱ ؍ہجری سے ۴۱ ؍ہجری تک (632-662) **خلافت بنو امیہ:** ۴۱ ؍ہجری سے ۱۳۲ ؍ہجری تک (662-750) **خلافت بنو عباسیہ:** 132 ہجری سے 656 ہجری تک (750-1258)۔ **خلافت عثمانیہ:** ۶۹۸ ہجری سے ۱۳۴۲ ہجری تک (1299-1924)۔ غرضیکہ ۱۹۲۴ میں تقریباً ۱۳۵۰ ؍سال بعد مسلمانوں کی ایک مرکزی خلافت/حکومت ختم ہو گئی۔

ooo

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل

عبیداللہ بن شفیق الرحمن اعظمی محمدی

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امت کے سب سے افضل آدمی ہیں ان کے بے شمار فضائل ہیں، جس کا تقاضا یہ ہے کہ ہم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے محبت کریں، اچھا اس موقع پر مجھے ایک بات یاد آگئی، وہ یہ کہ ہمارے اسلاف ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی محبت کو اپنے بچوں کو ایسے ہی سکھاتے تھے جیسے کہ اپنے بچوں کو قرآن سکھاتے تھے، آیئے ان کے بعض فضائل کو جانتے ہیں تاکہ ہمارے دلوں میں بھی محبت ابوبکر ہمیشہ بیدار رہے۔

پہلی فضیلت: اللہ نے ان کے بارے میں قرآن کی کئی آیتیں نازل فرمائی ہے جیسے سورہ توبہ کی آیت نمبر چالیس، سفر ہجرت میں غار ثور میں قیام کے دوران نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھی سے کہا تھا کہ مت ڈرو اللہ ہمارے ساتھ ہے، تو اللہ نے اس پس منظر میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صاحب یعنی نبی کا ساتھی قرار دیا ہے یہ اللہ کی گواہی ہے ابوبکر صدیق کے متعلق، یہ بھی ایک فضل اور شرف کی بات ہے کہ اللہ نے کہا ابوبکر نبی کے ساتھی ہیں۔

دوسری فضیلت: ایک مرتبہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے نبی! آپ کی نگاہ میں سب سے محبوب کون شخص ہے؟ آپ نے کہا کہ عائشہ، انہوں نے کہا کہ مردوں میں کون ہے؟ آپ نے کہا اس کے والد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، پھر انہوں نے پوچھا ان کے بعد کون تو آپ نے کہا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ (صحیح بخاری:3662)

تیسری فضیلت: ایک خاتون نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ پوچھنے کے لیے تشریف لائی اور پھر یہ سوال کیا کہ اگر میں آپ کو نہ پاؤں یعنی آپ کی وفات کے بعد تو میں کس سے مسائل دریافت کروں گی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مجھے نہ پانا تو تم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جانا (صحیح بخاری:3659)

چوتھی فضیلت: ایک مرتبہ آپ احد نامی پہاڑ پر چڑھے اور آپ کے ساتھ ابوبکر وعمر اور عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین تھے تو احد پہاڑ چرمرانے لگا، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے احد پہاڑ تو ٹھہر جا، کیونکہ تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں (صحیح بخاری:3675)

پانچویں فضیلت: پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام لے کر دسیوں جگہ پر جنت کی بشارت دی ہے، مثلاً اریس نامی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کنوئیں پر جب آپ بیٹھے تھے اور پیر کنویں میں لٹکائے ہوئے تھے پہلے ابوبکر صدیق آپ کے پاس آئے آپ نے انہیں جنت کی بشارت دی ....(صحیح بخاری:3674) ایک مرتبہ آپ نے دس لوگوں کوان کا نام لے لے کر ایک ہی مجلس میں جنت کی بشارت دی، ان میں سب سے پہلے آپ نے فرمایا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جنتی ہیں (سنن ترمذی:3745/صحیح)

چھٹی فضیلت: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جنت کے سارے دروازے اپنی طرف بلائیں گے(صحیح بخاری:3666)

ساتویں فضیلت: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں مسجد کے سارے دروازوں کو بند کرادیا صرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے کو باقی چھوڑ دیا(صحیح بخاری:467)

آٹھویں فضیلت: اپنی جگہ امامت کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق کو منتخب کیا(صحیح بخاری:664)

نویں فضیلت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی موت تک ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے راضی رہے، آپ نے مرض الموت میں یعنی وفات سے تین چار روز قبل فرمایا تھا اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بناتا، مگر اسلام میں اخوت اور مودت ہے(صحیح بخاری:3654) دوسری روایت میں ہے کہ ابوبکر میرے بھائی اور میرے ساتھی ہیں(صحیح بخاری:3656)

میرے بھائیو! یہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے چند فضائل ہیں جنہیں میں نے بطور دلیل ذکر کیا ہے، ہماری اور آپ کی ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم ان فضائل کو اچھی طرح پڑھیں پڑھائیں، اپنے بچوں کو بھی بتائیں، بلکہ اپنے بچوں کا نام بھی ابوبکر رکھیں، ہمارے اسلاف میں اس کا اہتمام تھا، اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اللہ تعالی ہم سب کے دلوں میں صحابہ کی محبت اور بالخصوص صدیق اکبر کی محبت کو ڈال دے آمین ثم آمین یارب العالمین۔

☆☆☆

پروانے کو چراغ ہے، بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کون؟

محمد خلیل نسیم صدیقی
ایڈیٹر امن کا پیغام ممبئی

اس عالم کون ومکاں میں بے شمار معاشرے ابھرے اور اپنا وقت پورا کر کے رخصت ہو گئے، مگر آج سے چودہ سو سال قبل سرزمین عرب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت اور فیض لامتناہی سے جو معاشرہ عالم وجود میں آیا اس کی کوئی مثال پیش نہیں کی جاسکتی یہ صحابہ کرامؓ کا معاشرہ تھا۔ جس نے اپنے آپ کو آپ ﷺ کی اطاعت اور اللہ کی رضا کے حوالے کر دیا۔ جس کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا "رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَ رَضُوْا عَنْہُ" صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی زندگی دو ادوار پر مشتمل ہے ایک دور مکی زندگی کے نام سے موسوم ہے اور ایک مدنی زندگی کے نام سے۔ ہجرت مدینہ سے پہلے کا دور مکی زندگی کہلاتا ہے اور ہجرت کے بعد کے زمانے کو مدنی زندگی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مکہ مکرمہ میں مخالفین اسلام نے صحابہ کرام پر بے پناہ مظالم ڈھائے اور انہیں انتہائی تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ مدینہ جانے کے بعد جہاد کا آغاز ہوا اور اصحاب رسول ﷺ کی حربی مہارت اور شجاعت و بہادر کے جوہر کھلے۔ اب یہ حقیقت نمایاں ہو کر سامنے آئی کہ جہاں یہ لوگ عبادت الٰہی میں بے مثال ہیں۔ وہاں حرب وضرب میں بھی ان کی نظیر پیش نہیں کی جاسکتی۔ رات کو اگر یہ اپنے رب کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہیں تو دن کو گھوڑوں کی پیٹھ پر سوار ہیں۔ دشمن ان کی شجاعت و بہادری سے کانپتے اور مخالف اسلام ان کے خوف سے لرزہ براندام ہیں۔

صحابہ کرام ان تمام اوصاف سے بدرجہ اتم متصف تھے۔ اور وہ تمام خوبیاں ان میں پائی جاتی تھیں۔ جن کا ایک نامور سپہ سالار میں پایا جانا ضروری ہے۔ انہوں نے کبھی کسی مفتوحہ علاقے کے لوگوں کو کسی قسم کی شکایت کا موقع نہیں دیا اور کبھی کوئی ایسا قدم نہیں اٹھایا جو کسی کے لئے اذیت کا باعث ہو۔ خود اللہ رب العزت نے صحابہ کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے: "اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ" وہ کافروں کے معاملے میں تو سخت ہیں لیکن آپس میں رحم دل ہیں۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ، حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ، حضرت ارقم بن ابی ارقمؓ، حضرت عثمان بن مظعونؓ، حضرت صدیق اکبرؓ کے ہمراہ سرور عالم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے روبرو کلمہ حق "لا الہ اللہ محمد رسول اللہ" پڑھ کر مسلمان ہونے کا اعلان کیا۔ بلاشبہ یہ عظیم شخصیات وہ پہلی مضبوط بنیادیں ہیں جن پر اسلام کا محل تعمیر کیا گیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ ہر آزمائش میں پورے اترے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قریش مکہ کی جانب سے پیدا کردہ تلخ حالات کا جوانمردی اور صبر وتحمل سے مقابلہ کیا۔اس دورِ ابتلاء میں ثابت قدم رہے اور ہر آن رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت وامانت کا صمیم قلب سے اعتراف کیا۔شعب ابی طالب میں پیش آنے والے نازک ترین حالات کا خندہ پیشانی سے استقبال کیا۔کسی مرحلے میں بھی مایوسی وناامیدی کو قریب پھٹکنے نہ دیا لیکن میدان بدر میں پیش آنے والی آزمائش اس قدر نازک تھی کہ انسانی تخیل میں بھی نہ آسکے۔ہوا یہ کہ غزوہ بدر میں ''حضرت ابوعبیدہ بن جراح؄'' بے خوف وخطر دشمنوں کی صفوں کو چیرتے ہوئے آگے بڑھتے جارہے تھے۔آپ کے اس جرأت مندانہ اقدام سے دشمنوں کی صفوں میں بھگدڑ مچ گئی۔آپ میدان جنگ میں یوں بے خوف وخطر چکر لگا رہے تھے۔جیسے موت کا کوئی ڈر ہی نہ ہو۔آپ کا یہ انداز دیکھ کر قریش کے شہسوار گھبرا گئے۔جونہی آپ کسی شہسوار کے سامنے آتے تو وہ گھبرا کر طرح دے جاتا۔لیکن ان میں ایک شخص ایسا تھا جو آپ کے سامنے اکڑ کر کھڑا ہو جاتا اور تلوار کا وار کرنے کی کوشش کرتا لیکن آپ پہلوتہی اختیار کر جاتے۔وہ شخص آپ سے مقابلہ کرنے کے لئے بار بار سامنے آتا رہا۔لیکن آپ مسلسل طرح دیتے رہے لڑائی کے دوران ایک مرحلہ ایسا آیا کہ اس شخص نے آپ کو گھیرے میں لے لیا۔جب ابوعبیدہ بن جراح؄ کے لئے تمام راستے بند ہوگئے، یہاں تک کہ وہ شخص آپ کے راستے میں ایسا حائل ہوا کہ آگے بڑھنے یا پہلوتہی اختیار کرنے کا کوئی چارہ باقی نہ رہا۔تو آپ نے مجبور ہو کر اس کے سر پر تلوار کا ایسا زوردار وار کیا جس سے اس کی کھوپڑی کے دو ٹکڑے ہوگئے اور وہ چشم زدن میں آپ کے قدموں میں ڈھیر ہوگیا۔آپ جانتے ہیں کہ قتل ہونے والا شخص کون تھا؟ بلاشبہ میدان بدر میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح؄ کو پیش آنے والی یہ آزمائش ایسی نازک تھی کہ انسانی قوت ادراک میں بھی نہ آسکے۔جب آپ کو یہ معلوم ہوگا کہ یہ لاش تو ان کے والد کی تھی تو آپ انگشت بدنداں رہ جائیں گے۔

دراصل عظیم سپہ سالار حضرت ابوعبیدہ بن جراح؄ نے اپنے باپ کے ہیولے میں شرک کے علمبردار کو تہ تیغ کیا۔آپ نے یہ بے مثال کردار ادا کرتے ہوئے یہ واضح کر دیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کے مقابلے میں بڑے سے بڑا خاندانی رشتہ بھی ہیچ ہے۔اللہ تعالیٰ کی محبت تمام تعلقات پر غالب ہے۔دین اسلام کی سرفرازی وسربلندی ہر دم پیش نظر ہے۔اس کے آگے اگر کوئی چیز بھی آئے تو اسے کاٹ کر رکھ دیا جائے گا۔کوئی پہاڑ بھی حائل ہو تو اسے ٹھوکر سے دو نیم کر دیا جائے گا۔کوئی دریا آئے تو اس کے پانیوں کو چیرتے ہوئے موجوں سے اٹھکیلیاں کرتے ہوئے ساحل سے آشنائی حاصل کی جائے گی۔عظیم جرنیل حضرت ابوعبیدہ بن جراح؄ کی تلوار اپنے باپ کی گردن پر نہیں پڑی بلکہ باایں صورت کفر وشرک کی گردن کو کاٹا گیا اور آپ کا یہ کارنامہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو اس قدر پسند آیا کہ آپ کی شان میں آیات نازل کر دیں تا کہ یہ حیرت انگیز تذکرہ قیامت تک محفوظ کر دیا جائے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''لاَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَاۗدُّوْنَ مَنْ حَاۗدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَاۗءَهُمْ اَوْ اَبْنَاۗءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ۭ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ" (تم کبھی یہ نہ پاؤ گے کہ جولوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں وہ ان لوگوں سے محبت کریں۔جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کی ہے۔خواہ وہ ان کے باپ ہوں یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے اہل خاندان۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان پیوست کر دیا ہے اور اپنی طرف سے روح عطا کر کے ان کو قوت بخشی ہے۔وہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا۔جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔یہی لوگ اللہ کے گروہ ہیں۔خبردار اللہ کا گروہ ہی فلاح پانے والا ہے۔)

اس سے بڑھ کر اور کیا خوش قسمتی ہو سکتی ہے کہ کتاب مقدس قرآن مجید کے نورانی الفاظ کسی کی تعریف میں نازل ہوں۔بلاشبہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کو یہ قابل رشک اعزاز حاصل ہوا۔جب تک یہ دنیا رہے گی قرآن پاک کی تلاوت ہوتی رہے گی اور اہل ایمان یہ آیت پڑھ کر اپنے عزم وحوصلہ اور ایمان وایقان کو جلاء بخشتے رہیں گے۔

آپ خوش شکل،خوش گفتار،ہنس مکھ،اکہرا جسم،دراز قد،خوش حال،تیکھا،نین ونقشہ،منکسر المزاج،بارعب وحیادار،جلال وجمال کا پیکر،حلقہ یاراں میں ریشم کی طرح نرم اور رزم حق وباطل میں فولاد کی طرح سخت،اگلے دو دانت غزوہ احد میں سرور عالم سلطان مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک میں دھنسی ہوئی خود کی کڑیاں نکالتے ہوئے شہید ہو گئے تھے۔امانت و دیانت کی بے مثال علامت جیسے سرور عالم سلطان مدینہ ﷺ نے آپ کو"امین امت"کا لقب دے کر ممتاز بنا دیا۔آپ ﷺ نے فرمایا ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور میری امت کا امین"ابوعبیدہ بن جراح ؓ"ہے۔"فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا"ایک مسلمان کے لئے لازم ہے کہ وہ صحابہ کرام ؓ کی زندگیوں کا مطالعہ کرے اور غور کرے کہ وہ کون سے معاملات تھے اور وہ کون سی عادات تھیں کہ جن کی وجہ سے ان کو اتنا بڑا رتبہ ملا۔یقیناً یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کرنے کا نتیجہ ہے۔ان ہستیوں نے اپنی زندگیاں قربان کر دیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے روگردانی نہیں کی۔جہاں ضرورت پڑی وہاں ان لوگوں نے اپنے خون بھی پیش کئے۔دور حاضر میں اس بات کی ضرورت ہے کہ لوگوں کو ان پاک باز ہستیوں کی حیات طیبہ سے روشناس کرایا جائے تا کہ ان کے کردار کی روشنی میں ہم بھی اپنی زندگیوں میں وہ خصوصیات پیدا کر کے اللہ کے ہاں سرخرو ہو سکیں۔

ooo

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

راوی اسلام سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

ابوالوفاء محمد حماد اثری

صفہ کا چبوترہ اسلامی تاریخ کا وہ عظیم القدر مقام ہے۔جس نے وحی الٰہی کی کرنوں کو چہار دانگ عالم میں نہ صرف پھیلایا، بلکہ ان کرنوں کی آب وتاب اور ضیاء پاشیوں نے شرک کے اندھیروں کو دفاعی قدم لینے پر مجبور کر دیا۔توحید کی ضو پھیلی تو شرک وکفر کے ایوانوں کو اپنا آپ لرزتا ہوا محسوس ہوا، یہ آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک لفظوں کی تقسیم گاہ تھی، جہاں تقوی و للٰہیت اور محبت رسول کے بھاو پر شریعت کا اصلی فہم بانٹا جاتا تھا۔یوں تو اس چبوترے کے تمام طلبہ اپنی مثال آپ ہیں، لیکن دوس قبیلے کے غریب الدیار، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو اس درس گاہ کا پوزیشن ہولڈر طالب علم مانا جاتا ہے۔علم کی جو حرص آپ کو عطا کی گئی تھی، کسی دوسرے کے نصیب میں نہیں آئی، اسی لئے تو پیمبر علیہ السلام فخر سے کہا کرتے تھے، ابوہریرہ مجھے معلوم تھا کہ یہ سوال سب سے پہلے آپ پوچھیں گے۔(1) کملی والے کے ہاتھوں پر بیعت کی پھر وہیں کے ہو رہے، دو وقت کا کھانا مل جاتا تو کھا لیتے، کئی دفعہ فاقہ کاٹ لیتے، کھانا چھوڑ دیتے تھے مگر آقا کی حدیث نہیں چھوڑتے تھے۔پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد دنیا نے انہیں محدث مدینہ کے طور پر جانا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد پچاس برس تک زندہ رہے اور حلقہ حدیث قائم کئے رکھا۔اپنی پوری زندگی بیان حدیث اور عمل حدیث کے لئے وقف کر دی۔آپ کی کل روایات تقریبا اٹھارہ سو بنتی ہیں، مکررات کو حذف کر کے دیکھیں تو 1475 رہ جاتی ہیں اور ان میں سے جو صحیح سند سے ثابت ہیں، وہ تقریبا 935 یا اس سے کچھ آگے پیچھے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی دوسرے صحابی نے اس تعداد میں روایات بیان نہیں کیں۔کسی کی روایات تین سو، چار سو، پانچ سو، چھ سو، یا حد ساڑھے چھ سو تک گئی ہیں، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ان سے سبقت لے گئے ہیں۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ یہ وہ میدان ہے، جہاں بڑے بڑے صحابہ ان تک نہیں پہنچ پاتے ہیں اور یہی وہ امتیاز ہے جو عرصہ دراز سے اسلام کے دشمنوں کو کھٹکتا چلا جاتا ہے۔تو یہ اعتراض پر اعتراض اٹھانے لگتے ہیں۔اجی نبی کے ساتھ دو سال رہنے والے نے پانچ ہزار روایات کیسے بیان کر لیں؟ حالاں کہ ان دین وعقل سے جاہل دشمنوں کو یہ بھی علم نہیں ہوتا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایات پانچ ہزار نہیں ہیں، جن محدثین نے پانچ ہزار روایات کا ذکر کیا ہے تو وہ سندوں کے اعتبار سے کیا ہے۔مثلا ایک

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

حدیث کی پچاس سندیں ہیں تو محدثین ان کو پچاس حدیثیں گنتے ہیں، اس طرح پانچ ہزار تک ان کی روایات پہنچتی ہیں، یا اس سے بھی زیادہ ہوجاتی ہیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ 1400 دن رہے ہیں اور ان میں دو سو جمعے بھی آتے ہیں۔ تو کیا جو چودہ سو دن آقا کے ساتھ رہا ہو، وہ 950 احادیث بھی نہیں سنے گا؟ پھر آپ سبھی روایات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان نہیں کرتے بلکہ دیگر صحابہ سے سن کر بھی بیان کرتے ہیں، یہ آپ کی علم سے حد درجہ محبت تھی۔ اسی طرح آپ کی تمام روایات پر دوسرے صحابہ نے متابعت کر رکھی ہے۔ ایسا نہیں کہ 950 حدیثیں صرف سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہی بیان کی ہیں، بلکہ ایسا ہے کہ وہ روایات دیگر صحابہ نے بھی بیان کر رکھی ہیں۔ صرف 110 احادیث ایسی ہیں جو آپ نے بیان کی ہیں اور ان کا تعلق زیادہ تر فضائل، شمائل یا اس قسم کے معاملات کے ساتھ ہے۔ لہٰذا کج فہموں کا یہ اعتراض بجائے خود ختم ہوجاتا ہے کہ اتنی کثرت سے روایات کیسے بیان کرلی گئی ہیں۔ ذہین اور حریص اتنے کہ روایت حدیث میں سب کے امام بن گئے اور عمل حدیث کا جذبہ اس انتہاء کو پہنچا ہوا کہ اتباع حدیث مقام عشق پر کھڑا دکھائی دیتا ہے، بقول اقبال، عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی! فرماتے تھے: ''عَهِدَ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَلَاثٍ، لَا أَدَعُهُنَّ أَبَدًا: «لَا أَنَامُ إِلَّا عَلَى وِتْرٍ، وَفِي صَلَاةِ الضُّحَى، وَصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے تین وعدے لئے تھے تو میں ان کو کبھی نہیں چھوڑوں گا، وتر پڑھ کے سویا کروں گا، نماز عید الاضحیٰ ادا کیا کروں گا اور ہر مہینے تین روزے رکھتا رہوں گا۔ (2)

ابو عثمان نہدی کہتے ہیں: میں سات دن تک سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا مہمان رہا، آپ نے اپنی بیوی اور خادم کے ساتھ مل کر رات کے تین حصے کر رکھے تھے۔ ایک نماز پڑھتا تو دوسرے کو جگا دیتا، پھر دوسرا پڑھ لیتا تو تیسرے کو جگا دیتا، میں نے آپ سے پوچھا کہ آپ روزہ کیسے رکھتے ہیں؟ فرمایا: ہر ماہ تین روزے رکھ لیتا ہوں۔ (3) گویا کملی والے کے وعدے کو پلے باندھ لیا۔ آقا نے فرمایا: جو مدینے کی بیماری اور شدت پر صبر کرے گا، میں قیامت میں اس کی شفاعت کردوں گا۔ (4) محبوب کی شفاعت کی ہڑک اٹھی اور تمام عمر مدینے میں گزار دی۔ آقا سے پوچھا کہ میری محبت کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ فرمایا: ماں ہے۔ تو ماں کی محبت کا حق ادا کردیا۔ فرمایا کرتے تھے: قسم اس ذات پاک کی، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر جہاد فی سبیل اللہ، حج اور ماں کے ساتھ نیکی کا خیال نہ ہوتا تو آقا کی حدیث کا تقاضا پورا کرتے ہوئے، میں بطور غلام فوت ہوتا۔ راوی حدیث کہتے ہیں: ہمیں کسی نے بتایا کہ جب تک سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہا کی ماں زندہ رہیں، آپ نے اس وقت تک حج ادا نہیں کیا۔ (5) ایک شخص کے سامنے حدیث بیان کی تو وہ مثالیں بیان کرنے لگا، فرمایا: ''إِذَا حَدَّثْتُكَ عَنْ

www.KitaboSunnat.com

رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا، فَلَا تَضْرِبْ لَهُ الْأَمْثَالَ" (6) جب رسول اللہ ﷺ کی حدیث آجائے تو پھر اس کے مقابلے میں مثالیں بیان نہ کیا کرو۔

ابورافع نے آپ کی اقتداء میں عشاء کی نماز ادا کی، آپ سورت انشقاق کے سجدے میں چلے گئے، ابورافع نے پوچھا یہ سجدہ کیا ہوا؟ فرمایا: ابوالقاسم محمد رسول اللہ ﷺ کے پیچھے میں نے نماز پڑھی تھی تو آپ نے یہاں سجدہ کیا تھا، تب سے میں اس سورت کا سجدہ کرتا چلا آرہا ہوں۔(7) امامین جعفر صادق اور باقر کرتے ہیں، ابورافع نے آپ کو جمعہ کے دن سورت جمعہ اور سورت منافقون کی تلاوت کرتے دیکھا، عرض کیا: ابوہریرہ! آپ بھی یہی سورتیں پڑھتے ہیں، جناب علی المرتضی رضی اللہ عنہ بھی یہی سورتیں پڑھا کرتے تھے، تو فرمایا: میں نے کملی والے کو یہ سورتیں پڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔(8) حدیث کے راوی جعفر صادق سے یاد آیا، کچھ کمبختوں کو اہل بیت نبی کی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے محبت راس نہیں آئی، تو انہوں نے ایک عجیب روایت گھڑ لی۔ چنانچہ شیعہ کتب میں یہ روایت وارد ہوئی ہے۔ جعفر بن محمد بن عمارہ نامی کوئی بدبخت جعفر صادق علیہ الرحمہ پر جھوٹ باندھتا ہے، کہتا ہے انہوں نے کہا: تین لوگ رسول اللہ ﷺ جھوٹ بولا کرتے تھے، ابوہریرہ، انس بن مالک اور ایک خاتون، اس سے مراد وہ امی عائشہ لیتا ہے۔ نعوذ باللہ ﷺ! (9) لیکن خود شیعہ اصولوں پر بھی یہ روایت پوری نہیں اترتی ہے۔ اس کا راوی محمد بن ابراہیم بن اسحاق طالقانی مجہول ہے۔ جعفر بن محمد بن عمارہ مجہول ہے۔ محمد بن عمارہ مجہول ہے۔ گویا رب کریم نے ان لوگوں سے پہچان ہی چھین لی ہے جو نبی کے صحابہ اور آپ کے پیاروں کے درمیان نفرت کی خلیج حائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جھوٹ باندھنے والوں کو بھی یاد نہیں رہا کہ وہ ان لوگوں کے حق میں کوئی کلمہ توثیق ہی بول دیں۔ اللہ نے جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو حدیث کی محبت اور غیرت اتنی عطا کی تھی کہ کسی کی پرواہ کئے بغیر حق سچ ادا کر دیا کرتے تھے۔ مروان بن حکم کے یہاں گئے تو اس نے تصویریں لٹکا رکھی تھیں، تو اسے ڈانٹ دیا۔(10)

صحابہ نے آپ کے حلقہ درس میں بیٹھ کر احادیث یاد کیں، راوی حدیث بیان کرتے ہیں: میں آپ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھا تھا اور اٹھارہ کے قریب صحابہ بھی آپ کی مجلس میں موجود تھے۔ آپ ان کو احادیث بیان کرتے جاتے تھے، کئی دفعہ ایسا ہوتا کہ کوئی صحابی اس حدیث کو نہیں جانتا ہوتا تھا، وہ دیگر لوگوں کی طرف دیکھتا تو اسی مجلس سے کئی صحابہ کہہ دیتے ہاں یہ حدیث رسول اللہ ﷺ ہی کی ہے۔ راوی کہتے ہیں: مجھے اس دن علم ہوا کہ ابوہریرہ رضی اللہ اس روئے زمین پر حدیث رسول کے سب سے بڑے حافظ ہیں۔(11) مالک بن ابی عامر سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص آ گیا،

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہنے لگا: یہ یمانی آپ سے زیادہ عالم ہے؟ ایسی روایات بیان کرتا ہے جو آپ نے بیان نہیں کی ہیں، تو سیدنا طلحہ تڑپ اٹھے۔ فرمایا: اللہ کی قسم! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ابو ہریرہ نے آقا سے وہ سنا ہے جو ہم نہیں سن پائے۔ ہم گھر بار بال بچوں والے لوگ تھے۔ دن کے کسی حصے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے اور ابو ہریرہ مسکین تھے، گھر بار تھا کوئی نہیں، سارا دن پیمبر سے چپٹے رہتے، سو انہوں نے وہ سب آقا سے سن لیا، جو ہم نہیں سن پائے۔ ہم صحابہ میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو حدیث رسول کے بیان میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر کوئی شک کرتا ہو۔ (12)

مروان کو جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا حافظہ دیکھنے کا شوق ہوا، یہ قصہ مروان کے کاتب نے بیان کیا ہے، کہتا ہے: مروان نے آپ کو بلوا کر آپ سے کچھ احادیث کے متعلق سوال کئے، میں نے پردے میں چھپ کر وہ سب لکھ لئے۔ ایک سال گزرا کہ پھر بلوایا گیا، پھر وہی سوال کئے گئے، قسم اللہ کی، کوئی ایک لفظ بھی آگے پیچھے نہیں کیا، بلکہ اسی طرح سنا دیا۔ (13) مروان کے کاتب تک اس کی سند صحیح ہے۔ یہ نبی کی دعاوں کا اثر تھا، جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے لئے مانگی گئی تھیں۔ میرے آقا کا یہ نرالا شاگرد از وال تا آخر اسلام دشمنوں کی آنکھوں میں کھٹکتا رہے گا۔ آپ اس سے بھی اندازہ کیجئے کہ اسلامی تاریخ میں جس نے جتنی زیادہ محنت اسلام کے لئے کی ہے، دشمنان دین اس کے خلاف اتنا ہی زیادہ پروپیگنڈہ کرتے رہتے ہیں۔ جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دیکھیں، فاتح مصر وشام جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھیں، ابن خطاب سے یاد آیا، لوگ جھوٹی روایات کی بنیاد پر پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ ابن خطاب رضی اللہ عنہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو جھوٹا سمجھا کرتے تے۔ لیکن آپ مجھے یہ تو بتاو کہ عمر جیسا بہادر اور غیرت مند انسان، جسے جھوٹا سمجھتا ہو، اسے کسی جگہ پر گورنر لگا سکتا ہے؟ لیکن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنا دیا تھا، پھر ایک دفعہ امارت کے متعلق پوچھا: كَيْفَ وَجَدْتَ الْإِمَارَةَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟" ابو ہریرہ امارت کیسی لگی؟ دل کی حالت کہہ ڈالی۔ یوں گویا ہوئے: بَعَثْتَنِي وَأَنَا كَارِهٌ، وَنَزَعْتَنِي وَقَدْ أَحْبَبْتُهَا." آپ نے مجھے بھیجا تو مجھے اچھی نہیں لگتی تھی، اب آپ نے مجھ سے امارت واپس لی ہے تو مجھے یہ اچھی لگنے لگی ہے۔" دور امارت میں کچھ تجارت سے پیسے کما لئے تھے، ابن خطاب نے کہا: بیت المال میں جمع کروا دو، جمع کروا دیئے۔ (14)

پھر روایات میں آتا ہے عمر رضی اللہ عنہ نے دوبارہ امارت دینے کی کوشش کی مگر نہیں لی، دنیا سے بے رغبتی کی انتہاء تھی۔ ایک دفعہ قیامت میں سب سے پہلے حساب والی روایت بیان کی، جس کا مضمون یہ ہے کہ سب سے پہلے عالم سخی اور مجاہد سے حساب لیا جائے گا، اس روایت کو بیان کرتے کرتے تین دفعہ خوف خدا سے بے ہوش ہو گئے پھر جا کر حدیث مکمل کی۔ (15)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

زندگی کے اختتامی لمحات میں رو رہے تھے، پوچھا گیا کہ آپ کیوں روتے ہو؟ فرمایا: "أَمَا إِنِّي لا أَبْكِي عَلَى دُنْيَاكُمْ هَذِهِ" میں تمہاری دنیا کا رونا نہیں روتا "وَلَكِنِّي أَبْكِي لِبُعْدِ سَفَرِي وَقِلَّةِ زَادِي." "(16)" میں روتا ہوں کہ سفر بڑا لمبا ہے اور میرے پاس زادِ راہ کوئی نہیں۔" مروان حال احوال پوچھنے آیا، کہنے لگا: اللہ آپ کو شفا دے گا ابوہریرہ! تو اللہ کی جانب متوجہ ہو گئے، فرمایا: اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّ لِقَاءَكَ فَأَحِبَّ لِقَائِي. اللہ میں تیری ملاقات کو پسند کرتا ہوں، تو میری ملاقات کو پسند کرنا۔ مروان یہاں سے چلا گیا، ابھی مروان اصحاب قطا نامی جگہ پر نہیں پہنچا تھا کہ خبر آ گئی، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ دنیا میں نہیں رہے۔ (17) آخرش علم حدیث کو زندگی بخشنے والا اپنی حیات کا سفر پورا کر کے اللہ کے حضور چلا گیا اور قیامت تک کے لئے آنے والوں کے لئے منزل کا رستہ متعین کر گیا، جو اس کے نشان راہ پر چلتا رہے گا، اللہ سے ملاقات کو محبوب پائے گا اور جو کوئے یار سے نکلے گا، سوئے دار جائے گا۔ رستہ تمہارے سامنے ہے منزل تمہارے سامنے ہے۔

حوالہ جات: 1۔ صحیح البخاری: 6572۔ 2۔ مسند احمد: 7725، وسندہ حسن) 3۔ (حلیۃ الاولیاء: 1/381، وسندہ حسن، سیر اعلام النبلاء: 2/609، وسندہ صحیح) 4۔ صحیح مسلم: 1378) 5۔ (مسلم: 1665) 6۔ سنن ابن ماجہ: 22، وسندہ حسن) 7۔ (سنن ابی داود: 1408، وسندہ صحیح) 8۔ (سنن الترمذی: 519، وسندہ صحیح) 9۔ (معجم رجال الحدیث ۔11/55) 10۔ (مسند احمد: 7166، وسندہ صحیح) 11۔ (التاريخ الكبير للبخاري 1/186، وسندہ حسن) 12۔ (المستدرک علی الصحیحین للحاکم: 3/585، وسندہ حسن) 13۔ (المستدرک علی الصحیحین: 3/583) 14۔ (الطبقات الکبری لابن سعد: 4/335، وسندہ صحیح) 15۔ (السنن الکبری للنسائی: 11824، وسندہ حسن) 16۔ (الطبقات الکبری: 4/253، وسندہ حسن) 17 (الطبقات الکبری: 4/253، وسندہ حسن)

○○○

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اہل بیت اور ان کا مقام و مرتبہ

مقبول احمد سلفی

داعی اسلامک دعوۃ سنٹر، طائف (سعودی عرب)

کائنات کی سب سے افضل ہستی، سید البشر اور امام الانبیاء کے گھرانے والوں کو اہل بیت کہا جاتا ہے۔اس نسب اور خاندان سے ہونا دنیا کا سب سے بڑا اعزاز واکرام ہے، یہی وجہ ہے کہ بہت سے عربی وعجمی مسلمان اس اعزاز واکرام کو پانے کے لئے بغیر ثبوت کو خود کو سیدی، ہاشمی اور ساداتی لکھتے اور بتلاتے ہیں۔اہل بیت کے نام پر صرف اعزاز واکرام پانے کی بات نہیں ہے بلکہ مسلم سماج کو بڑے افسوسناک مسائل بھی درپیش ہیں، آپس میں خلفشار، تنازع، سب وشتم اور تکفیر وتذلیل کے بھیانک اثرات پائے جاتے ہیں۔میں نے اس مضمون میں اختصار کے ساتھ اہل بیت کے مقام ومرتبہ کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے، دل میں ایک چھوٹی سی نیت یہ رکھی ہے کہ لوگ اہل بیت کو جانیں اور ان کو صحیح مقام دیں اور اس بابت ناصبیت ورافضیت سے پرہیز کریں۔ناصبیت کیا ہے، اہل بیت کو تکلیف پہنچانا، ان کو سب وشتم کرنا اور ان کے شان میں گستاخی کرنا اور رافضیت نام ہے اہل بیت کے نام پر چند افراد کی محبت میں حد سے زیادہ غلو کرنا اور دیگر اہل بیت اور بہت سارے صحابہ کو لعن وطعن کرنا۔

اہل بیت کون ہیں پہلے یہ بات جان لیتے ہیں کیونکہ عوام کی اکثریت کو اہل بیت کا بھی صحیح علم نہیں ہے۔اہل بیت کا معنی گھرانے والے، اس سے مراد نبی ﷺ کے وہ جملہ اہل خانہ جن پر صدقہ حرام ہے۔ان میں آپ کی اولاد (زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ)، نواسے، نواسیاں، آپ کے چچا (حمزہ وعباس) آپ کی پھوپھی (صفیہ)، آپ کی تمام بیویاں (خدیجہ، عائشہ، سودہ، حفصہ، ام سلمہ، زینب بنت خزیمہ، جویریہ، صفیہ، ام حبیبہ، میمونہ اور زینب بنت جحش) اور بنو ہاشم کے سارے مسلمان مرد وعورت شامل ہیں۔

نبی ﷺ کی بیٹیاں اہل بیت میں ہیں اس کی دلیل کی ضرورت نہیں ہے تاہم چچا بھی اہل بیت میں سے ہیں، اس کی خاص دلیل ذکر کرتا ہوں۔نبی ﷺ کے چچا حارث کے بیٹے ربیعہ اور ربیعہ کے بیٹے عبدالمطلب جو کہ صحابی ہیں اور ان سے حدیث بھی مروی ہے۔یہ (عبدالمطلب بن ربیعہ) اور نبی ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ کے بیٹے فضل دونوں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ ہمیں مال صدقہ پر عامل ومزدور مقرر کرلیں تاکہ اس کمائی سے شادی کی تیاری کرسکیں تو آپ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ﷺ نے فرمایا: إِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَنْبَغِي لِآلِ مُحَمَّدٍ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ (صحیح مسلم: 1072) ترجمہ: آل محمد کے لیے صدقہ روا نہیں، یہ تو لوگوں (کے مال) کا میل کچیل ہے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ خیبر کے خمس میں سے نبی ﷺ نے بنو ہاشم اور بنو مطلب کو دیا اور دوسرے قریش کو نہ دیا تو جبیر بن مطعم اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما نبی ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی کہ آپ نے بنو مطلب کو تو مال دیا مگر ہمیں نظر انداز کر دیا جبکہ ہم اور وہ آپ سے ایک ہی درجے کی قرابت رکھتے ہیں، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: "إِنَّمَا بَنُو الْمُطَّلِبِ، وَبَنُو هَاشِمٍ شَيْءٌ وَاحِدٌ" (صحیح البخاری: 3140) ترجمہ: بنو مطلب اور بنو ہاشم تو ایک ہی چیز ہیں۔

ایک روایت میں یہ اضافہ ہے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے بنو شمس اور بنو نوفل کو نہیں دیا تھا۔ بنو ہاشم، بنو مطلب، بنو شمس اور بنو نوفل یہ آپس میں چار بھائی تھے مگر آپ نے صرف دو کو خمس دیا اور ان دونوں کو ایک قرار دیا، اس وجہ سے بعض اہل علم نے یہ استدلال کیا ہے کہ اہل بیت میں جن پر صدقہ حرام ہے ان میں بنو ہاشم کے ساتھ بنو مطلب بھی ہیں یعنی بنو ہاشم کی طرح بنو مطلب بھی اہل بیت میں شامل ہیں۔ مسلم شریف میں ایک روایت ہے جس سے شیعہ، عوام کو یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ ازواج مطہرات آل بیت میں سے نہیں ہیں۔ وہ روایت اس طرح سے آئی ہے۔ فَقُلْنَا: مَنْ أَهْلُ بَيْتِهِ؟ نِسَاؤُهُ؟ قَالَ: لَا (مسلم: 2408) اس ٹکڑے کا ترجمہ کیا جاتا ہے "ہم نے کہا آل بیت کون لوگ ہیں، نبی ﷺ کی بیویاں؟ تو انہوں نے کہا کہ نہیں۔

اس کا اصل ترجمہ اور مفہوم اس طرح ہے کہ ہم نے ان سے پوچھا: آپ کے اہل بیت کون ہیں؟ (صرف) آپ کی ازواج؟ تو انھوں نے کہا کہ (صرف آپ کی ازواج) نہیں۔ یعنی آپ ﷺ کی ازواج کے علاوہ اور دوسرے بھی آل بیت میں شامل ہیں چنانچہ صحیح مسلم میں ہی اس سے پہلے والی حدیث کے الفاظ ہیں۔ "فَقَالَ لَهُ حُصَيْنٌ: وَمَنْ أَهْلُ بَيْتِهِ يَا زَيْدُ؟ أَلَيْسَ نِسَاؤُهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ؟ قَالَ: نِسَاؤُهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ" یعنی اور حصین نے کہا کہ اے زید! آپ ﷺ کے اہل بیت کون سے ہیں، کیا آپ ﷺ کی ازواج مطہرات اہل بیت نہیں ہیں؟ سیدنا زید نے کہا کہ ازواج مطہرات بھی اہل بیت میں داخل ہیں۔

صحیح مسلم کی ایک اور روایت سے دھوکہ دیا جاتا ہے کہ قرآن میں مذکور اہل بیت کی تفسیر میں صرف چار لوگ ہی شامل ہیں، وہ علی، فاطمہ اور حسن و حسین ہیں۔ روایت اس طرح سے ہے: ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ، مِنْ شَعْرٍ أَسْوَدَ، فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَأَدْخَلَهُ، ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فَدَخَلَ مَعَهُ، ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَدْخَلَهَا، ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَأَدْخَلَهُ، ثُمَّ قَالَ: [إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا] (الأحزاب:33) (صحیح مسلم:2424)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ صبح کو نکلے اور آپ ﷺ ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے جس پر کجاووں کی صورتیں یا ہانڈیوں کی صورتیں بنی ہوئی تھیں۔ اتنے میں سیدنا حسن ؓ آئے تو آپ ﷺ نے ان کو اس چادر کے اندر کرلیا۔ پھر سیدنا حسین ؓ آئے تو ان کو بھی اس میں داخل کرلیا۔ پھر سیدہ فاطمۃ الزہراء ؓ آئیں تو ان کو بھی انہی کے ساتھ شامل کرلیا پھر سیدنا علی ؓ آئے تو ان کو بھی شامل کر کے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی کو دور کرے اور تم کو پاک کرے اے گھر والو"۔

اس حدیث میں چار افراد کے ذکر کا ہرگز مطلب نہیں کہ اہل بیت میں ان چار کے علاوہ دوسرے افراد شامل نہیں ہیں، آیت میں اصلا خطاب ازواج مطہرات کو ہے اس وجہ سے وہ قطعی طور پر اہل بیت میں شامل ہیں جیسا کہ اوپر صحیح مسلم کی صریح حدیث بھی گزری ہے اور بھی دیگر دلائل وشواہد ہیں کہ آپ ﷺ کی بیویاں اور چچا سبھی اہل بیت میں ہیں۔ سیدہ عائشہ کے پاس خالد بن سعید نے صدقہ کے طور پر گائے بھیجی تو انہوں نے کہا کہ بے شک ہم آل محمد کے لئے صدقہ حلال نہیں ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ:10708) اور عباس وربیعہ کے بیٹوں کو نبی ﷺ نے صدقہ کی کمائی سے نکاح نہ کر کے مال خمس سے نکاح کرایا تھا جس کا ذکر بھی اوپر ہو چکا ہے۔

اہل بیت کے مقام ومرتبہ کو اجاگر کرتے ہوئے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا (الاحزاب:33) ترجمہ: اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کے گھر والو! تم سے وہ ہر قسم کی گندگی کو دور کردے اور تمہیں خوب پاک کردے۔

اس آیت کی روشنی میں اہل بیت خصوصا ازواج مطہرات کی پاکیزگی، اعلی فضیلت اور بلند مقام ومرتبہ کا پتہ چلتا ہے۔

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَى كِنَانَةَ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ، وَاصْطَفَى قُرَيْشًا مِنْ كِنَانَةَ، وَاصْطَفَى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ، وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ. (صحیح مسلم:2276) ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو منتخب کیا اور کنانہ میں سے قریش کو منتخب کیا اور قریش میں سے بنو ہاشم کو منتخب کیا اور بنو ہاشم میں سے مجھ کو منتخب کیا۔

غدیر خم کے مقام پر اپنے خطاب میں کتاب اللہ کی ترغیب وتمسک کے بعد آپ ﷺ کا تین مرتبہ یہ کہنا بڑی اہمیت کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حامل ہے: أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي (صحیح مسلم: 2408)
ترجمہ: میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں تم کو اپنے اہل بیت کے باب میں، میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں تم کو اپنے اہل بیت کے باب میں، میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں تم کو اپنے اہل بیت کے باب میں۔

صحیح مسلم میں سعد بن وقاص سے مروی ہے: وَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: [فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ] دَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عليه وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ: اللَّهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلِي. (صحیح مسلم: 2404)
ترجمہ: اور جب یہ آیت اتری» نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ « "بلائیں ہم اپنے بیٹوں کو اور تم اپنے بیٹوں کو۔" (یعنی آیت مباہلہ) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو، پھر فرمایا: یا اللہ! یہ میرے اہل ہیں۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے: كُلُّ سَبَبٍ و نَسَبٍ مُنْقَطِعٌ يومَ القيامةِ، إلَّا سَبَبِي و نَسَبِي (السلسلۃ الصحیحۃ: 2036) ترجمہ: قیامت کے دن ہر واسطہ اور نسبی تعلق ختم ہوجائے گا البتہ میرا واسطہ اور نسبی تعلق قائم رہے گا۔

قرآن کی آیت سے بھی یہ مفہوم واضح ہوتا ہے، اللہ کا فرمان ہے: "فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ" (المومنون: 101) ترجمہ: پس جبکہ صور پھونک دیا جائے گا اس دن نہ تو آپس کے رشتے ہی رہیں گے، نہ آپس کی پوچھ گچھ۔

اہل بیت کے بڑے فضائل ملتے ہیں، یہ منجملہ اہل بیت سے متعلق چند فضائل تھے، اگر فرداً فرداً رسول کے اہل بیت کے فضائل بیان کئے جائیں تو کئی کتب تیار ہوجائیں گی۔ اہل علم نے الگ الگ طریقے سے فضائل بیان بھی کئے ہیں۔ محدثین نے کتب حدیث میں ناموں سے باب قائم کیا ہے جبکہ سیرت نگاروں نے الگ الگ مستقل کتابیں بھی ترتیب دی ہیں۔

بہر کیف! اہل بیت روئے زمین پر پاک ہستیوں کا نام ہے، ان کی عزت وتوقیر، ان کا احترام وتقدس اور ان سے محبت وعقیدت مسلمانوں کا جزو ایمان ہے اور جو اہل بیت میں سے کسی فرد سے بھی عداوت رکھتا ہے، وہ منافق اور ناصبی ہے۔ قَالَ عَلِيٌّ: والذي فَلَقَ الحَبَّةَ، وبَرَأَ النَّسَمَةَ، إنَّه لَعَهْدُ النبيِّ الأُمِّيِّ صَلَّى اللهُ عليه وسَلَّمَ إلَيَّ: أنْ لا يُحِبَّنِي إلَّا مُؤْمِنٌ، ولا يُبْغِضَنِي إلَّا مُنافِقٌ. (صحیح مسلم: 78) ترجمہ: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم ہے اس کی جس نے دانہ چیرا (پھر اس نے گھاس اگائی) اور جان بنائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد کیا تھا کہ نہیں محبت رکھے گا مجھ سے مگر مومن اور نہیں دشمنی رکھے گا مجھ سے مگر منافق۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ اہل بیت کو پہچانیں پھر ان نفوس قدسیہ کی توقیر اسی طرح بجالائیں جس طرح قرآن وحدیث میں ہماری رہنمائی کی گئی ہے۔ نہ تو ان کی شان میں گستاخی کریں جس طرح نواصب وخوارج کرتے ہیں اور نہ ہی غلو کریں جس طرح شیعہ وروافض کرتے ہیں۔ امت محمدیہ میں رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل ہستی ابوبکر پھر عمر پھر عثمان ہیں جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے: كنا نقولُ ورسولُ اللهِ صلَّى اللهُ عليهِ وسلَّم حَيٌّ: أفضلُ أمةِ النبيِّ صلَّى اللهُ عليهِ وسلَّم بعدَه أبو بكرٍ، ثم عمرُ، ثم عثمانُ (صحيح أبي داود: 4628) ترجمہ: ہم کہا کرتے تھے جبکہ رسول اللہ ﷺ حیات تھے: نبی کریم ﷺ کی امت میں آپ ﷺ کے بعد سب سے افضل ابوبکر ہیں، پھر عمر اور پھر عثمانؓ۔

یہ عقیدہ نہ صرف عام صحابہ کا تھا بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی یہی مانتے اور عقیدہ رکھتے تھے چنانچہ سیدنا علیؓ کے بیٹے محمد بن حنفیہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ میں اپنے والد سے دریافت کیا: أيُّ الناسِ خيرٌ بعد رسولِ اللهِ صلَّى اللهُ عليهِ وسلَّم؟ قال: أبو بكرٍ، قال: قلتُ: ثُمَّ مَن؟ قال: ثم عمرُ، قال: ثم خَشِيتُ أن أقولَ: ثُمَّ مَن فيقولُ: عثمانُ. فقلتُ: ثم أنتَ يا أبَةِ؟ قال: ما أنا إلا رجلٌ من المسلمينَ (صحيح أبي داود: 4629)

ترجمہ: رسول اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل کون ہے؟ انہوں نے کہا حضرت ابوبکرؓ۔ میں نے کہا: پھر کون؟ کہا حضرت عمرؓ پھر مجھے اندیشہ ہوا اگر میں نے پوچھا ان کے بعد کون ہے تو وہ کہیں گے حضرت عثمانؓ تو میں نے از خود کہ دیا: پھر تو؟ آپ ہوں گئے ابا جان! وہ کہنے لگے کہ میں تو مسلمانوں میں سا ایک عام آدمی ہوں۔

شیعہ کے یہاں یہ ترتیب نہیں ہے وہ علی رضی اللہ عنہ کو ہی پہلا نمبر دیدتے ہیں اور خلفائے ثلاثہ ابوبکر وعمر وعثمان کے خلاف بدزبانی کرتے ہیں، گالیاں دیتے ہیں، اس قدر عداوت ہے کہ ان ناموں پر اپنے بچوں کا نام بھی نہیں رکھتے، اور چار لوگ (علی، فاطمہ، حسن، حسین) کے علاوہ اہل بیت میں کسی کو تسلیم نہیں کرتے۔

امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق کی اہل بیت سے محبت دیکھیں: والذي نَفْسِي بيَدِهِ لَقَرابَةُ رَسولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ أحَبُّ إلَيَّ أنْ أصِلَ مِن قَرابَتِي (صحیح البخاری: 4240) اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے ساتھ صلہ رحمی مجھے اپنی قرابت سے صلہ رحمی سے زیادہ عزیز ہے۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ، اللہ سے دعا کرتے ہوئے کہتے ہیں: اللَّهُمَّ إنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إلَيْكَ بنَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ فَتَسْقِينَا، وإنَّا نَتَوَسَّلُ إلَيْكَ بعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا۔ (صحیح البخاری: 3710)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اے اللہ پہلے ہم اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بارش کی دعا کراتے تھے تو ہمیں سیرابی عطا کرتا تھا اور اب ہم اپنے نبی کے چچا (عباس بن عبدالمطلب) کے ذریعہ بارش کی دعا کرتے ہیں۔

اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا حال دیکھیں، جب وہ اپنے گھر میں محصور کردیئے گئے تو اس وقت وہاں حسن آپ کی دفاع کے لئے تلوار کے ساتھ موجود تھے اور لڑنا چاہتے تھے مگر حضرت عثمان نے اللہ کا واسطہ دیکر انہیں اپنے گھر بھیج دیا تاکہ ان کو کوئی تکلیف نہ پہنچے اور حضرت علی کو بھی کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ (البدایہ والنہایہ 11/193)

بلاشبہ یہ لوگ اہل بیت سے محبت کرتے اور اہل بیت بھی ان سے محبت کرتے۔ حضرت علی کے بیٹوں میں حسن وحسین کے علاوہ ابوبکر، عمر اور عثمان بھی ہیں۔ حسن وحسین کی اولاد میں بھی ابوبکر وعمر موجود ہیں بلکہ کربلا میں حسین کے ساتھ علی کے بیٹے ابوبکر وعثمان، حسن کے بیٹے ابوبکر وعمر اور حسین کے بیٹے عمر بھی شہید ہوئے۔ شیعہ کی تو بات چھوڑیں، مسلمانوں کا ایک مخصوص طبقہ بھی شیعہ کی طرح حب علی اور حب حسین میں غلو کرتا ہے اور دوسرے مسلمانوں کو بالخصوص اہل حدیث کو اہل بیت کا گستاخ کہتا ہے اور اہل حدیث علماء کو ناصبی کہہ کر پکارتا ہے۔ اہل حدیث جماعت منہج سلف پر گامزن ہے، وہ نہ غلو کرتی ہے اور نہ ہی اہل بیت، اولیاء، صالحین اور ائمہ کی شان میں گستاخی کرتی ہے۔ یہ جماعت ان لوگوں کو وہی مقام دیتی ہے جو اللہ اور اس کے رسول نے دیا ہے۔ حضرت علی کا مقام ابوبکر وعمر اور عثمان کے بعد ہے، اہل حدیث وہی مقام دیتے ہیں، یہ ایک انسان تھے، انسان ہی مانتے ہیں جبکہ غلو کرنے والے علی کو مشکل کشا کہتے ہیں اور الوہیت کے مقام پر فائز کر دیتے ہیں، یہ سراسر شرک ہے، ایسا عقیدہ رکھنے والا مشرک ہوجاتا ہے۔

صحیح احادیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بے شمار فضائل ہیں مگر غلو کرنے والوں نے بالخصوص روافض نے آپ کی شان میں اس قدر جھوٹی احادیث گھڑی کہ اس قدر جھوٹی احادیث کسی اور صحابی کے بارے میں نہیں گھڑی گئیں۔ اس وجہ سے فضائل علی میں ہمیں جب بھی کوئی حدیث ملے تو پہلے اس کی صحت جانیں کہ کیا یہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف ہے؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے حضرت فاطمہ اور حسن وحسین کے بارے میں نبی ﷺ فرماتے ہیں: **إِنَّ هذا ملَكٌ لم ينزلِ الأرضَ قطُّ قبلَ اللَّيلةِ استأذنَ ربَّهُ أن يسلِّمَ عليَّ ويبشِّرَني بأنَّ فاطمةَ سيِّدةُ نساءِ أَهْلِ الجنَّةِ وأنَّ الحسَنَ والحُسَيْنَ سيِّدا شبابِ أَهْلِ الجنَّةِ** (صحیح الترمذی: 3781) ترجمہ: یہ ایک فرشتہ تھا جو اس رات سے پہلے زمین پر کبھی نہیں اترا تھا، اس نے اپنے رب سے مجھے سلام کرنے اور یہ بشارت دینے کی اجازت مانگی کہ فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں اور حسن و

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

حسین رضی اللہ عنہما اہل جنت کے جوانوں (یعنی جو دنیا میں جوان تھے ان) کے سردار ہیں۔

ماں کی طرح ان کے دونوں بیٹے بھی جنتیوں کے سردار ہیں۔ یہ بہت بڑی فضلیت ہے۔ نیز ہمیں یہ بھی دھیان میں رکھنا چاہئے کہ پیغمبر ﷺ نے مسلمانوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اور حسن وحسین رضی اللہ عنہما سے محبت کی ترغیب دی ہے۔ حب علی والی حدیث اوپر گزر چکی ہے، فاطمہ سے متعلق آپ کا ارشاد گرامی ہے: إنّما فاطِمةُ بَضعَةٌ منِّي يؤذيني ما آذاها وينصِبني ما أنصبَها (صحیح الترمذی: 3869) ترجمہ: فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے، مجھے تکلیف دیتی ہے وہ چیز جو اسے تکلیف دیتی ہے، اور» تعب «میں ڈالتی ہے مجھے وہ چیز جو اسے» تعب «میں ڈالتی ہے۔

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں ایک رات کسی ضرورت سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے تو آپ ایک ایسی چیز لپیٹے ہوئے تھے جسے میں نہیں جان پا رہا تھا کہ کیا ہے، پھر جب میں اپنی ضرورت سے فارغ ہوا تو میں نے عرض کیا: یہ کیا ہے جس کو آپ لپیٹے ہوئے ہیں؟ تو آپ نے اسے کھولا تو وہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کولہے سے چپکے ہوئے تھے، پھر آپ نے فرمایا: هذانِ ابناىَ وابنا ابنتيَ، اللَّهمَّ إنِّي أحبُّهما فأحبَّهما وأحبَّ مَن يحبُّهما (صحیح الترمذی: 3769) ترجمہ: یہ دونوں میرے بیٹے اور میرے نواسے ہیں، اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، تو بھی ان سے محبت کر اور اس سے بھی محبت کر جو ان سے محبت کرے۔

ان چاروں (علی، فاطمہ، حسن، حسین) سے جس طرح ہم محبت کریں گے اسی طرح اہل بیت کے دیگر افراد سے بھی محبت کرنا ایمان کہلائے گا۔ ایسا نہیں ہے کہ ان سے محبت کے اظہار میں زمین وآسمان کی قلابیں ملا دیں اور فاطمہ کے علاوہ دیگر بنات رسول، امہات المومنین اور بنو ہاشم و بنو مطلب کے دیگر مسلمان کے لئے دل میں تنگی محسوس کریں۔ اور آج ایسا ہی ہو رہا ہے روافض ام المومنین سیدہ عائشہ کو گندی گالیاں دیتے ہیں فاطمہ کے علاوہ دوسری بنات رسول کی توہین کرتے ہیں، ابوبکر وعمر وعثمان اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین پر لعن وطعن کرتے ہیں، ان سے متاثر ہو کر بہت سارے مسلمان بھی اہل بیت کی آڑ میں صحابہ کرام کو نشانہ بناتے ہیں۔ ان کے بارے میں نازیبا اور گستاخانہ کلمات استعمال کرتے ہیں۔ اللہ تعالی تمام صحابہ سے راضی ہو گیا تو ہمیں بھی تمام صحابہ سے محبت کرنا چاہئے خواہ اہل بیت میں سے ہوں یا نہیں ہوں۔

صحابہ سے محبت کرنا ایمان کی علامت و پہچان ہے اور انہیں گالی دینے والا اللہ کی لعنت کا مستحق ہے، انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آيَةُ الإيمانِ حُبُّ الأنْصارِ، وآيَةُ النِّفاقِ بُغْضُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

الأنصارِ. (صحیح البخاری:17) ترجمہ: انصار سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے اور انصار سے کینہ رکھنا نفاق کی نشانی ہے۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا تسبوا أصحابی، فوالذی نفسی بیدہ، لو أنفقَ أحدُ کم مثلَ أُحُدٍ ذهبًا ما بلغَ مدَّ أحدِهم و لا نَصِیفَه (صحیح أبی داود:4658)

ترجمہ: میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہو، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر تم میں سے کوئی احد (پہاڑ) کے برابر سونا خرچ کر دے تو وہ ان کے ایک مد یا نصف مد کے برابر بھی نہ ہوگا۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے: لعَنَ اللهُ مَنْ سبَّ أصحابِی (صحیح الجامع:5111) ترجمہ: اللہ تعالی کی لعنت ہو اس شخص پر جو میرے صحابہ کو بُرا بھلا کہے۔

کربلا ایک حادثہ ہے، بلاشبہ حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والے لعنت کے مستحق ہیں مگر بغیر ثبوت کے اور تخصیص کر کے کسی مسلمان پر لعنت بھیجنا روا نہیں ہے، یزید ایک مسلمان تھا، اس پر بھی لعنت نہیں بھیجیں گے کیونکہ وہ قاتل تھا یا حسین کے قتل کا کسی کو حکم دیا تھا ایسا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ ہاں اس طرح لعنت بھیج سکتے ہیں کہ قاتلوں پر اللہ کی لعنت ہو، ظالموں پر اللہ کی لعنت ہو۔ اس سلسلے میں آخری بات یہ ہے کہ بہت سارے مسلمان بغیر ثبوت کے خود کو ہاشمی گردانتے ہیں اور اہل بیت سے ہونے کا دعوی کرتے ہیں وہ لوگ بڑی جرات دکھاتے ہیں، انہیں نبی ﷺ کے اس فرمان سے سبق لینا چاہئے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: مَنِ ادَّعَى قَوْمًا لیسَ له فیهم، فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ. (صحیح البخاری:3508) ترجمہ: جس شخص نے بھی اپنا نسب کسی ایسی قوم سے ملایا جس سے اس کا کوئی (نسبی) تعلق نہیں ہے تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔

☆☆☆

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فضائل اہل بدر

محمد عمران بنارسی

اللہ تعالیٰ نے پیارے رسول ﷺ کو اپنا آخری پیغام دے کر دنیا میں پھیلی برائیوں کے خاتمے کے لئے مبعوث کیا جسے لے کر آپ اپنی قوم کے پاس گئے تو قوم کے لوگ آپ کے مخالف ہو گئے، سوائے حضرت ابوبکر، علی، زید بن حارثہ، اور آپ کی بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے، لیکن اس مخالفت کے باوجود آپ اللہ کے پیغام کو لوگوں تک پوری جانفشانی کے ساتھ پہنچاتے رہے یہاں تک کہ دیکھتے ہی دیکھتے آپ کے پیغام کو قبول کرنے والی ایک جماعت تیار ہو گئی، لیکن اس کے باوجود ابھی بھی دشمنان اسلام کی جانب سے مخالفتیں اور شر انگیزیاں باقی تھیں جس کی وجہ سے مسلمانوں کو اپنے دین عمل کرنے میں بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا، اور جب یہ پریشانیاں حد سے تجاوز کر گئیں تو اللہ رب العالمین پیارے رسول کو مع اصحاب کے مدینہ کی طرف ہجرت کی اجازت دے دی تا کہ مسلمان مدینے جا کر سکون وچین والی زندگی گزاریں اور اپنے دین پر بآسانی عمل کر سکیں۔

مسلمان مدینہ کی جانب ہجرت کر گئے اور مکہ مکرمہ مسلمانوں سے خالی ہو گیا لیکن اس کے بعد بھی دشمنان اسلام کی شر انگیزیاں اور مخالفتیں باقی رہیں بلکہ کفار مکہ نے مدینے میں موجود کچھ لوگوں کو مسلمانوں کی اذیت کے لئے سہارا بنایا جن میں عبد اللہ بن ابی مشرک اور منافق پیش پیش تھا اس کے پاس کفار مکہ نے خط لکھ کر پیغام بھیجا کہ تمہاری سرداری پر انصار متفق ہو چکے تھے، لیکن محمد (ﷺ) کے مدینہ پہنچنے کی وجہ سے تم سردار نہ بن سکے، کفار مکہ نے اسی کا حوالہ دیتے ہوئے اس کے پاس خط لکھا اور کہا "تم لوگوں نے ہمارے ساتھی (محمد ﷺ) کو پناہ دے رکھی ہے، اس لئے ہم اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ یا تو آپ لوگ اس سے لڑائی کرو یا اسے مدینہ سے نکال دیں نہیں تو ہم سب مل کر تم پر حملہ کریں گے، تمہارے لڑنے کے قابل لوگوں کو قتل کر دیں گے اور تمہاری عورتوں کو اپنی لونڈیاں بنا لیں گے، جب یہ خط عبد اللہ بن ابی اور اس کے بت پرست ساتھیوں کو پہنچا تو وہ سب رسول اللہ ﷺ سے لڑنے کے لئے جمع ہو گئے، جب یہ خبر پیارے رسول کو ہوئی تو آپ جا کر ان سے ملے اور انہیں سمجھایا کہ قریش کی دھمکی اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی دھمکی ہے، پھر فرمایا کہ تم خود کو جتنا نقصان پہنچانا چاہتے ہو قریش اس سے زیادہ تم کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تم اپنے بیٹوں اور بھائیوں سے خود لڑنا چاہتے ہو، جب ان لوگوں نے نبی ﷺ سے اتنی باتیں سنیں تو وہ بکھر گئے اور سب کی رائے ایک دوسرے سے مختلف ہو گئی" (سنن ابی داؤد، کتاب الخراج والامارۃ والفئی، باب فی خبر النضیر، حدیث: ۳۰۰۴)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ادھر مدینے میں ابن ابی کی شرانگیزیاں اور پھر ادھر مکہ سے قریش کی دھمکی آمیز باتیں "کہ تم مغرور مت ہونا تم مکہ سے بچ کر نکل گئے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم مدینہ میں تمہارا پیچھا نہیں کریں گے بلکہ تمہارے پیچھے پڑ کر تمہارا وجود ختم کر دیں گے"۔ یہ اور اس طرح کی باتیں صرف دھمکی نہ تھیں بلکہ آپ ﷺ کو بڑے وثوق ذرائع سے ان کی چالوں کا علم ہو گیا اس لئے آپ یا تو پوری رات جاگتے یا صحابہ کے پہرے میں سوتے۔(الرحیق المختوم ص:۲۶۶)(تفصیل دیکھیں صحیح بخاری حدیث:۲۲۳۱۔مسلم ۲۴۱۰)

مسلمانوں کے ہجرت کرنے کے بعد پورے عرب کی فضا مکدر ہوگئی اور سب مل کر مسلمانوں کے دشمن ہو گئے تھے اسی لئے مسلمان ہمیشہ ہتھیار ساتھ رکھتے کہ کبھی بھی حملہ ہو سکتا ہے لڑائی کی نوبت آسکتی ہے۔ان مشکل حالات میں مدینہ میں مسلمانوں کا وجود ایک چیلنج بنا ہوا تھا کیوں کہ سب مل کر مسلمانوں کے ساتھ پوری طرح دشمنی نبھا رہے تھے اور اپنے گندے خیالات سے باز آنے کے لئے تیار نہ تھے اس لئے اللہ نے مسلمانوں کو جنگ کی اجازت دی، اللہ عزوجل فرماتا ہے۔"أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ" (الحج:۳۹)(جن (مسلمانوں) سے (کافر) جنگ کر رہے ہیں انہیں بھی مقابلے کی اجازت ہے کیوں کہ وہ مظلوم ہیں ان کی مدد پر اللہ قادر ہے)

جب اللہ تعالیٰ نے جنگ کی اجازت دے دی تو نبی ﷺ نے مختلف غزوات و سرایا کے ذریعے اپنے دفاع کی مہم شروع کی تا کہ کفار مکہ ان کے خاتمے کا جو ارادہ رکھتے اور اللہ کی راہ میں جو رکاوٹیں کھڑی کر رہے ہیں اور مظلوم مسلمانوں کے ساتھ ظلم ستم ڈھا رہے ہیں ان سب سے باز آجائیں۔اسی سلسلے کا ایک غزوہ بدر کبری بھی ہے جسے اسلام کا پہلا فیصلہ کن معرکہ کہا جاتا ہے یہ غزوہ رمضان ۲ھ میں بدر کی میدان میں پیش آیا،اس غزوہ میں مسلمانوں کی تعداد لگ بھگ ۳۱۳، ۳۱۴ یا ۳۱۷ تھی جن میں سے ۸۲ یا ۸۳ مہاجرین صحابہ تھے اور بقیہ انصار صحابہ کرام تھے یہ لوگ لڑنے کی غرض سے نہیں گئے تھے اسی لئے ان کے پاس نہ ہتھیار جنگ تھے اور نہ ان کی کوئی خاصی تعداد اس کے بالمقابل اہل مکہ جنگ کی غرض ہتھیار لیس ہو کر ایک ہزار ساتھیوں کے ساتھ بدر کے میدان میں آئے،لیکن اللہ عزوجل نے اپنے نبی کو جنگ میں فتح نصیب فرمائی اور مشرکین منہ کی کھا کر رہ گئے۔(الرحیق المختوم ص:۲۸۰)اس غزوہ میں شہید ہونے والے صحابہ کرام کی تعداد ۱۴ تھی جن میں چھ مہاجرین اور آٹھ انصار تھے لیکن کفار کی جانب ستر آدمی قتل کئے گئے اور ستر قیدی بنائے گئے۔

فضائل اہل بدر:-

اللہ تبارک وتعالیٰ غزوہ بدر میں اسلام کے دفاع میں لڑنے کے لئے شریک ہونے والے صحابہ کرام کی تعریف فرمائی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے اوران کے بڑے فضائل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں، یہ اس لئے کہ انہوں اسلام کے لئے ایسے وقت میں قربانیاں جب اسلام کوان کی مدد کی اشد ضرورت تھی۔ ذیل کے سطور میں ان کے چند فضائل ذکر کئے جاتے ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ بدر میں شامل ہونے والے مسلمانوں کی مدد فرشتوں کے ذریعے کی: ارشاد ہے۔"إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَن يَكْفِيَكُمْ أَن يُمِدَّكُمْ رَبُّكُم بِثَلَاثَةِ آلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُنزَلِينَ، بَلَىٰ إِن تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُم مِّن فَوْرِهِمْ هَٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُم بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ" (آل عمران: ۱۲۳۔۱۲۵) (جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ نے عین اس وقت تمہاری مدد فرمائی تھی جب کہ تم نہایت گری ہوئی حالت میں تھے اس لئے اللہ ہی سے ڈرو (نہ کہ کسی اور سے) تاکہ تمہیں شکر گزاری کی توفیق ہو، جب آپ مومنوں کو تسلی دے رہے تھے، کیا آسمان سے تین ہزار فرشتے اتار کر اللہ تعالیٰ کا تمہاری مدد کرنا تمہیں کافی نہ ہوگا، کیوں نہیں، بلکہ اگر تم صبر و پرہیز گاری کرو اور یہ لوگ اسی دم تمہارے پاس آجائیں تو تمہارا رب تمہاری امداد پانچ ہزار فرشتون سے کرے گا جو نشاندار ہوگے)۔ یہ اللہ کے وہ خوش نصیب بندے جو رضائے الٰہی کے لئے میدان کارزار میں کود پڑے تو اللہ نے ان کی مدد فرشتوں کے ذریعے کی۔

چند اور آیات فضائل اہل بدر کے سلسلے میں ذیل کے سطور میں ذکر کی جاتی ہیں: "قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأُخْرَىٰ كَافِرَةٌ يَرَوْنَهُم مِّثْلَيْهِمْ رَأْيَ الْعَيْنِ وَاللَّهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهِ مَن يَشَاءُ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ" الخ (آل عمران: ۱۳) قال مجاهد في هذه الاية ذلك يوم بدر التقى المسلمون و الكفار (یعنی تمہارے لئے ان دو جماعتوں میں عبرت کی نشانی تھی جو آپس میں ایک دوسرے سے ٹکرا گئے تھے، ان میں ایک جماعت تو اللہ کی راہ میں لڑ رہی تھی اور دوسرا گروہ کافروں کا تھا وہ انہیں اپنی آنکھوں سے اپنے سے دوگنا دیکھتے تھے اور الہ تعالیٰ جسے چاہے اپنی مدد سے قوی کرتا ہے یقیناً اس میں آنکھوں والوں کے لئے بڑی عبرت ہے)

"هُوَ الَّذِي أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ، وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ" (الانفال: ۶۲۔۶۳) (یعنی، اسی نے اپنی مدد سے اور مومنوں سے تیری تائید کی ہے، ان کے دلوں میں باہمی الفت بھی اسی نے ڈالی ہے، زمین میں جو کچھ ہے تو اگر سارا کا سارا بھی خرچ کر ڈالتا تو بھی ان کے دل آپس میں نہ ملا سکتا، یہ اللہ ہی نے ان میں الفت ڈال دی ہے، وہ غالب حکمتوں والا ہے)

"إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَلِيَرْبِطَ عَلَى قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الأَقْدَامَ. إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلآئِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُواْ الَّذِينَ آمَنُواْ سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُواْ الرَّعْبَ فَاضْرِبُواْ فَوْقَ الأَعْنَاقِ وَاضْرِبُواْ مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ'' (الانفال:۱۱۔۱۲)(یعنی اس وقت کو یاد کرو جب کہ اللہ تم پر اونگھ طاری کررہا تھا اپنی طرف سے چین دینے کے لئے اور تم پر آسمان سے پانی برسا رہا تھا کہ اس پانی کے ذریعے تم کو پاک کردے اور تم سے شیطانی وسوسوں کو دفع کردے اور تمہارے دلوں کو مضبوط کردے اور تمہارے پاؤں جمادے، اور اس وقت کو یاد کرو جب کہ آپ کا رب فرشتوں کو حکم دیتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں سو تم ایمان والوں کی ہمت بڑھاؤ میں ابھی کفار کے دلوں میں رعب ڈالنے والا ہوں، سو تم گردنوں پر مارو اور ان کے پور پور کو مارو۔)

جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اونگھ طاری کردی جس سے ان کے دلوں کے بوجھ ہلکے ہوگئے اور اطمینان وسکون کی ایک خاص کیفیت ان پر طاری ہوگئی۔ اللہ کی جانب سے بدر والوں پر ایک انعام بارش کی شکل میں ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے بارش نازل فرمادی جس سے تو ایک ریتیلی زمین میں نقل وحرکت آسان ہوگئی، دوسرے وضوء وطہارت میں آسانی پیدا ہوگئی، تیسرے اس سے شیطانی وسوسوں کا ازالہ ہوگیا جو وہ اہل ایمان کے دلوں میں ڈال رہا تھا کہ تم اللہ کے نیک بندے ہوتے ہوئے بھی پانی سے دور ہو،، دوسرے جنابت کی حالت میں تم لڑوگے تو کیسے؟ اللہ کی رحمت ونصرت تمہیں حاصل ہوگی، تیسرے یہ کہ تم پیاسے ہو جب کہ تمہارے دشمن سیراب ہیں وغیرہ وغیرہ

(۲) مسلمانوں کی جماعت میں سب سے افضل لوگ بدر والے ہیں: ''عن معاذ بن رفاعة بن رافع الزرقي عن ابيه وكان ابوه من اهل بدر قال جاء جبريل الى النبي ﷺ فقال ما تعدون اهل بدر فيكم؟ قال من افضل المسلمين او كلمة نحوها قال وكذلك من شهد بدرا من الملائكة'' (صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب شھود الملائکۃ بدرا، حدیث: ۳۹۹۲) معاذ بن رفاعہ بن رافع نے اپنے والد سے جو کہ بدر کی لڑائی میں شریک ہونے والوں میں سے تھے انہوں نے بیان کیا کہ جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ سے انہوں نے پوچھا کہ بدر کی لڑائی میں شریک ہونے والوں کا آپ کے یہاں کیا درجہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں میں سب سے **افضل** یا آپ ﷺ نے اسی طرح کا کوئی کلمہ ارشاد فرمایا، جبریل امین نے پھر فرمایا کہ جو فرشتے بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے ان کا بھی درجہ یہی ہے۔

(۳) بدر میں شرکت کرنے والے سب کے سب بخش دئے گئے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے اور ابو مرثد اور زبیر رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ ﷺ نے ایک مہم پر بھیجا ہم سب شہوار تھے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ سیدھے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

چلے جاؤ جب روضہ خاک پر پہنچو تو وہاں تمہیں مشرکین کی ایک عورت ملے وہ ایک خط لئے ہوئے ہے جسے حاطب بن ابی بلتعہ نے مشرکین کے نام بھیجا ہے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس جگہ کا پتہ دیا تھا ہم نے وہیں اس عورت کو ایک اونٹ پر جاتے ہوئے پالیا، ہم نے اس سے کہا کہ خط دو، وہ کہنے لگی میرے پاس کوئی خط نہیں ہے، ہم نے اس کے اونٹ کو بٹھا کر اس کی تلاشی لی تو ہمیں وہ خط نہیں ملا، لیکن ہم نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کبھی غلط نہیں ہوسکتی خط نکال ورنہ ہم تجھے ننگا کردیں گے، جب اس نے ہمارا یہ سخت رویہ دیکھا تو ازار باندھنے کی جگہ اپنا ہاتھ لے گئی وہ ایک چادر میں لپٹی ہوئی تھی اور اس نے خط نکال کر ہم کو دے دیا ہم اسے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت حاضر ہوئے، اس موقع پر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس نے (یعنی حاطب نے) اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں سے دغا کیا ہے آپ مجھے جازت دیں تا کہ میں اس کی گردن ماردوں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس کام کی وجہ دریافت کی، تو حاطب رضی اللہ عنہ بولے اللہ قسم ایسا نہیں کہ میرا ایمان اللہ اور اس کے رسول پر نہیں ہے بلکہ میرا مقصد تو صرف اتنا تھا کہ قریش پر اس طرح میرا ایک احسان ہوجائے گا اس کی وجہ سے وہ مکہ میرے اہل وعیال کی حفاظت کریں، آپ کے اصحاب جتنے بھی ہیں ان سب کا قبیلہ وہاں موجود ہے اور اللہ ان کے ذریعے ان کے اہل و مال کی حفاظت کرتا ہے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہوں نے سچی بات بتادی ہے اور تم لوگوں کو چاہئے کہ ان کے متعلق اچھی بات کہو، عمر رضی اللہ عنہ پھر بول پڑے کہ اس شخص نے اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں سے دغا کیا ہے آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس کی گردن ماردوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''کیا یہ بدر والوں میں سے نہیں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اہل بدر کے حالات کو پہلے ہی جانتا تھا اور خود فرما چکا ہے اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم تم جو چاہو کرو اللہ نے تمہیں معاف کردیا ہے'' یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور فرمایا اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ (صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب فضل من شھد بدرا، حدیث: ۳۹۸۳ وصحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ رضی اللہ عنہم، باب من فضائل اہل بدر رضی اللہ عنہم)

(۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بدر کی کامیابی کی خصوصی دعا فرمائی: ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بدر کے دن اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ رو ہو کر گڑگڑا کر اللہ سے دعا کی اور فرمایا: اے اللہ اپنا وعدہ پورا فرما، اگر آج یہ جماعت ہلاک ہوگئی تو زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں بچے گا۔

(۵) اہل بدر کے مقام ومرتبہ کو کوئی نہیں پہنچ سکتا: ہمارا ایمان ہے کہ تمام صحابہ سے محبت ضروری ہے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بدر کے لئے الگ سے ان کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکیدی حکم دیا۔ ''عن ابی اوفی قال اشتکی عبدالرحمن بن عوف خالد

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بن الولید الی النبی فقال لم تو ذر جلامن اصحاب بدر لو انفقت مثل احد ذھبا لم تدرک عملہ" ایک مرتبہ حضرت عبدالرحمن بن عوف بدری صحابی نے نبی ﷺ سے خالد بن ولید (کسی مسئلے میں) شکایت کی تو آپ نے خالد رضی اللہ عنہ سے کہا کیوں تم بدر میں شریک ہونے والے کو ایذا دیتے ہو، اگر تم احد پہاڑ کے برابر خرچ کردو تب بھی تم ان کے عمل تک نہیں پہنچ سکتے، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ خالد کو تکلیف مت دو کیوں کہ وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں، اللہ نے ان کی تلوار کے ذریعے کفار کو شکست دی ہے۔ (صحیح ابن حبان)

(٦) بدری صحابہ کرام کے لیے نبی ﷺ نے دعا کی ہے: عبداللہ بن عمرو رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بدر کے دن تین سو پندرہ افراد کے ہم راہ نکلے تو آپ نے یہ دعا فرمائی "اللھم انھم حفاۃ فاحملھم، اللھم انھم عراۃ فاکسھم اللھم انھم جیاع فاشبعھم" اے اللہ یہ لوگ پیدل ہیں تو انہیں سوار کردے، اے اللہ یہ لوگ ننگے ہیں ان کو کپڑا پہنا دے، اے اللہ یہ لوگ بھوکے ہیں ان کو آسودہ کردے، پھر اللہ نے بدر کے دن انہیں فتح دی، جب وہ لوٹے تو کوئی بھی آدمی ان میں ایسا نہ تھا جو ایک یا دو اونٹ لے کر نہ آیا ہو اور ان کے پاس کپڑے بھی ہو گئے اور وہ آسودہ بھی ہو گئے۔ (سنن ابی داؤد، حدیث: ۲۷۴۷)

مذکورہ بالا سطور سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے بدری صحابہ کرام افضل المسلمین یعنی تمام مسلمانوں میں سب افضل ترین صحابہ کرام ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے درجات کو بلند کیا اور ان کے لئے مغفرت لکھ دی، اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے منہج پر عمل کرنے والا بنا دے اور ہمارے حشر بھی انہیں نیک لوگوں کے ساتھ فرما۔ آمین

صلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔

ooo

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحابہ ایمان وتقوی کے مینار

رشید سمیع سلفی

جامعۃ التوحید، بھیونڈی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اسلامی تاریخ کے ہیروز ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبتوں کے امین ہیں، اسلام اور اسلامی ثقافت کے اولین محافظ ہیں، کتاب وسنت کے پاک الفاظ سے انکی عظمت وتقدس کے انوار وتجلیات چھن چھن کر ایمان ویقین کی دنیا کو روشن کررہے ہیں، انکی دینی وعلمی برکات سے دنیا آج بھی مستفید ہورہی ہے، رفض وتشیع کی ہزار فتنہ سامانیوں کے باوجود وہ دلوں میں بستے ہیں، دھڑکنوں میں رہتے ہیں، ان کا نام آتے ہی عقیدت ومحبت کی ایک خوشگوار لہر پورے وجود میں دوڑ جاتی ہے، انکی عدالت، ثقاہت اور عظمت کا تصور آیات واحادیث میں ایسا رچا اور بسا ہوا ہے کہ انکے بغیر اسلام کا تذکرہ نا تمام ہے، سچ کہوں تو وہ کبھی نہ مٹنے والی اسلامی صداقت ہیں، رسول اللہ کا ایک ادنی صحابی بھی اس قدر بلند مرتبت ہے کہ دوسرے ان کے خاک پا کے برابر بھی نہیں ہوسکتے، ابوبکر وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم کی شان تو بہت اعلی وارفع ہے، وہ اسلامی تاریخ کے گل سرسبد ہیں، عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں: "لمُقامُ أحدهم ساعة مع النبي صلى الله عليه وسلم خيرٌ من عمل أحدِ كم أربعين سنة. "وفي رواية: "خيرٌ من عبادةِ أحدِ كم عُمُره" ترجمہ: کسی بھی صحابی کا نبی علیہ السلام کے ساتھ ایک لمحہ گزارنا تم میں سے کسی شخص کے چالیس دن کے عمل سے بہتر ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اُس کی ساری زندگی کی عبادت سے بہتر ہے۔

صحابی رسول کے اس قول کی گہرائیوں میں اتر کر دیکھئے تو حقیقت حال عیاں ہوجاتی ہے، انکی قربانیوں اور کارناموں کی فہرست تو اپنی جگہ صرف نبی کی رفاقت، ہی سعادت ونیک بختی کا وہ گنج گرانمایہ ہیکہ جسے اب کوئی پا ہی نہیں سکتا، ان کا وجود ایمان، خشیت، اخلاق، علم، تقوی، اخلاص، پاکیزگی، ایثار، انابت، شجاعت، سخاوت سے ممزوج تھا، یہ زبانی جمع خرچ نہیں بلکہ کتاب وسنت اور تاریخ کے سیکڑوں حوالے اس پر شاہد ہیں، عمل واتقا کے ان اعلی عظمتوں کا مشاہدہ کرنا ہو تو ذرا زحمت مطالعہ کیجئے اور ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک دیکھتے چلے جایئے، آپ پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں گے، عمل وکردار کی جن چوٹیوں کو انھوں نے سر کیا وہ دوسروں کے بس کا روگ نہ تھا، صبر وعزیمت کے جن رفعتوں پر انھوں نے کمندیں پھینکیں وہ انھیں کا حصہ تھیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگران کی قوت ایمانی کا مشاہدہ کرنا ہے تو واقعہ معراج پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مؤمنانہ جواب ملاحظہ کرلو، جب شبہات کے ریلے میں یقین وایمان کی بنیادیں ہل رہی تھیں تب آپ نے کہا تھا، اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی معراج کا دعویٰ کرتا ہے تو ہزار بار انکار ہے لیکن رسول اللہ کی طرف سے یہ بات آئی ہے تو سرتسلیم خم ہے، جوش ایمانی کی بلانوشیوں کی ایک جھلک ابوذر غفاری کے قبول اسلام کی ہنگامہ آرائی میں دیکھ لیجئے، جام توحید حلق سے اتارنے کے بعد جذبات میں ایسا تلاطم آیا کہ خانہ خدا میں نعرہ تکبیر پکارنے لگے، کفار نے مار مار کر ادھ موا کردیا، کسی طرح جان بچالی گئی لیکن نشہ ایمان اترا نہیں تھا دوسرے دن پھر جاکر نعرہ تکبیر بلند کیا اور پھر زدوکوب کئے گئے، عباس رضی اللہ عنہ نے بیچ بچاؤ کیا۔

یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے

اگر ایمان پر استقامت کا اندازہ کرنا ہے تو اس صحابی رسول کو یاد کرلو جنھیں کھولتے ہوئے تیل کی کڑھائی میں ڈال دیا گیا تھا، چشم زدن میں گوشت ہڈیوں سے الگ ہوگیا لیکن جابروں کے قہرمانیت سے انکے ایمان کی مضبوطی لوہا لیتی رہی، ایک ورق اور الٹئے اور ان پر بھی ایک نظر ڈال لیجئے جن کے ایک ایک جوڑ کو انکے بدن سے الگ کیا جارہا تھا اور کلمہ توحید انکی زبان پر رواں دواں تھا، مکہ کی گلیوں میں بلال بے رحمانہ گھسیٹے جاتے تھے، تپتی ہوئی ریت پر سلاکر سینے پر پتھر کی بھاری سل رکھ دی جاتی لیکن بادہ توحید کا یہ متوالا احد احد کے علاوہ کچھ بول بھی نہیں پارہا تھا۔

وہ آستاں نہ چھٹا تجھ سے ایک دم کیلئے
کسی کے شوق میں تو نے مزے ستم کیلئے

یاد کیجئے عمر رضی اللہ عنہ خباب بن ارت کی قمیص اٹھا کر انکی جلی ہوئی پیٹھ کو چومتے تھے اور روتے ہوئے کہتے تھے، اے خباب کی مظلوم پشت تو کتنی خوش نصیب ہے جو اللہ کی راہ میں جل کر سیاہ ہوگئی۔ رسول اللہ کی محبت کا شرارہ تو انکی رگ رگ میں کوندتا تھا، تختہ دار پر کھڑے خبیب سے پوچھا گیا بتاؤ! اگر تمھاری جگہ محمد ہوتے اور تم اپنے گھر میں گوشۂ عافیت میں پڑے ہوتے تو کیا ہی اچھا ہوتا؟ خبیب رضی اللہ عنہ نے تڑپ کر جواب دیا تھا، ابوسفیان یہ تم نے کیا کہہ دیا؟ محمد رسول اللہ اور تختہ دار؟ اللہ کی قسم مجھے تو یہ بھی منظور نہیں ہیکہ محمد رسول اللہ کے قدموں میں ایک کانٹا چبھے اور میں گوشۂ عافیت میں پڑا رہوں۔

یہ سر کٹ کر سوئے پائے محمد لوٹتا جائے
اسی کو موت کہتے ہیں تو ایسی موت آجائے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فدا کاری کا عالم یہ تھا کہ معرکۂ احد میں جب سرور کونین گھیر لئے گئے تو جانثار صحابہ نے رسول اللہ کے گرد انسانوں کی ایک آہنی دیوار کھڑی کردی تھی، تیر وتلوار کی یورش میں ایک ایک کرکے نبی کے قدموں پر ڈھیر ہوتے گئے، مگر تیروں اور نیزوں کے طوفان کو نبی کی طرف بڑھنے نہیں دیا، کسی نے نبی کیلئے تیروں کیسامنے اپنی پیٹھ کردی، کسی نے نبی کی طرف سے اتنے تیر چلائے کہ زندگی بھر کیلئے ہاتھ شل ہوگئے، کسی نے نبی کے چہرہ مبارک سے خود کی دھنسی ہوئی کانٹیاں نکالنے کیلئے اپنے کئی دانت شہید کرڈالے، احد کا ایک ایک منظر انکے جذبہ فدویت کا گواہ ہے، افسوس حوالوں کا ایک چڑھتا دریا ہے، جو الفاظ کے کمزور باندھ توڑ کر گذر جانا چاہتا ہے، مگر قلم زم زم کے وظیفے سے انھیں روکے جارہا ہے، سچ ہیکہ یہ ربانی ادائیں انکی زندگیوں کے ساتھ رخصت ہوگئیں، اور چشم وجود ایمان کی وہ باد بہاری دیکھنے کو ترس گئی ہے۔

اے عشق مل سکیں گے نہ ہم جیسے سر پھرے
برسوں چراغ لیکر زمانہ اگر پھرے

رب کا خوف ایسا اعصاب پر طاری تھا کہ کہتے تھے کاش میں راستے کا کوئی پودا ہوتا جسے اونٹ کھا کر مینگنی کرکے گرادیتا، نہ حساب ہوتا اور نہ کتاب ہوتی، شب زندہ داری کا عالم یہ تھا کہ اندھیری رات میں نبی کے پیچھے صفیں بنالیا کرتے تھے اور رات دیر تک تعلق باللہ کی لذت سے شاد کام ہوتے، **تتجافی جنوبهم عن المضاجع يدعون ربهم خوفا و طمعا**۔

اطاعت رسول کا ایسا والہانہ جذبہ تھا کہ اگر کسی بھول کیسبب سزا کے طور پر کسی سے ترک تعلق کا اعلان کردیا تو جگری دوستوں اور رشتے داروں نے بھی نظریں پھیر لی تھیں، ملنا جلنا سلام کلام سب سے محروم کردیا تھا، یہاں تک کہ بیویاں شوہروں کو چھوڑ کر اپنے ماں باپ کے گھر چلی گئیں، زندگی اپنی وسعتوں کے باوجود ان پر تنگ ہوگئی، تبوک میں پیچھے رہ جانے والے مومن صحابہ کے ساتھ یہی معاملہ پیش آیا تھا۔

پھرتا ہوں دادخواہ تیرے حشر میں خراب
تو پوچھتا نہیں تو کوئی پوچھتا نہیں

اسلام سے ایسی گہری وابستگی تھی کہ جنگوں میں انھوں نے اللہ کے لیے اپنی تلواروں سے اپنے رشتے داروں کو قتل کیا، اپنے بھائیوں اور بیٹوں کو تہ تیغ کیا، کیونکہ وہ اس شخص کے لیے شمشیر براں تھے جو نبی اور نبی کے مشن کا دشمن تھا، حضرت ابو بکر نے اپنے بیٹے عبد الرحمن سے کہا بیٹا تو بدر میں لشکر کفار کی طرف سے آیا تھا، تو خوش نصیب تھا جو میری تلوار کے نیچے نہیں آیا ورگر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہ دنیا کی کوئی طاقت تجھے مری تلوار سے نہیں بچا سکتی تھی۔ اور ہاں نبی کے مہمان کیلئے بچوں کو بھوکا سلا دینا اور چراغ بجھا کر مہمان نوازی کرنے والے بھی محمد رسول اللہ کے صحابی تھے۔ سچ ہے کہ اخلاقیات کے ہر پہلو سے گزشتہ تاریخ پر وہ بازی لے گئے، اگر انکی سخاوت کی بات کروں تو غزوۂ تبوک پر مالدار صحابہ نے جو کیا وہ تو تاریخ انسانی کا نادر واقعہ ہے لیکن غریب صحابہ بھی ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے نہیں رہے بلکہ کوئی پوری رات مزدوری کر کے قیمت نبی کے حوالے کرتا ہے اور کوئی اپنا بستر بیچ کر من جھز جیش العسرۃ فلہ الجنہ کی ابدی سعادت کو حاصل کرتا ہے۔ حدیبیہ کی سرزمین ان کے بے پایاں عظمتوں کی گواہ ہے، وہ لمحہ جانثاری و سرفروشی کا نقطہ عروج تھا، مسلمان حالت احرام میں تھے، بے سروسامانی کا عالم تھا، کفار کے علاقے میں تھے، مسلح بھی نہیں تھے، مگر جذبوں میں قیامت کا ہیجان سما گیا تھا، سب نے نبی کی ایک آواز پر موت وشہادت پر بیعت کیا تھا، جنگ تو نہیں ہو سکی لیکن رب نے ان پر محبتوں کی بارش نازل کی اور لقد رضی اللہ عن المؤمنین کا زندہ جاوید تمغہ عطا کر دیا، وہ رضا و مغفرت جس کے لیے روحیں برسوں ترستی ہیں، وہ اس ایک ادا پر ان کے حوالے کر دی گی۔

یقین مانیے کہ ان کے عظمت کردار کے حیرت انگیز نمونوں کے تذکرے کے لیے دفتر درکار ہیں، انھوں نے اپنے ایمان وتقوی کے جو نقوش چھوڑے ہیں وہ قیامت تک اہل ایمان کے جذبوں کو گرماتے رہیں گے، آج ان کی چند لغزشوں اور اجتہادی غلطیوں کی بنیاد پر بعض سر پھرے انکی کردار کشی کر رہے ہیں، ان پر الزام تراشی کر رہے ہیں، حالانکہ ان سے جو بھول ہوئی تھی اللہ تعالیٰ نے انھیں معاف کر دیا تھا، انھیں سرخرو کر دیا تھا، ان کی نیکیاں ان کی لغزشوں سے کہیں زیادہ ہیں، ان کا ایمان لانا انکا جہاد کرنا اور ہجرت کرنا اور اپنا مال تنگدستی میں بھی خرچ کرنا، وہ اعمال ہیں جو انھیں عظمتوں کے آسمانوں تک پہنچاتے ہیں، اب کسی کو یہ اختیار نہیں کہ انکی کمیوں کو چھیڑے، انکی کوتاہیوں کا تذکرہ کرے، چہ جائیکہ تنقیص وتحقیر کیا جائے، انبیاء کے بعد پوری کائنات نے ان سے بہتر، نیک طینت، دل کے سچے، کردار کیپکے، آبروئے اسلام کے محافظ اور دین رسول کے جانثار نہیں دیکھا، اب وہ سانچے ٹوٹ گئے جس سے یہ فولادی کردار ڈھلا کرتے تھے، اب صرف انکے ایمان افروز تذکرے ہیں جو دل کی سرد انگیٹھی کو سلگاتے رہیں گے اور جذبہ ایمان وتقوی کو متحرک کرتے رہیں گے۔

بعد ان کی محبت کے سفر صرف تھکن ہے
منزل کوئی پائے گا نہ پائی ہے کسی نے

☆☆☆

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

عظمتِ صحابہ

حافظ عبدالرب مدنی
استاد جامعہ رحمانیہ کاندیولی

صحابہ جمع ہے صحابی کی جس کے معنی ساتھی کے ہیں۔شریعت میں صحابہ کا اطلاق اس جماعت پر ہوتا ہے جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کی حالت میں ملاقات کی اوراسی حالت میں فوت ہوئے۔صحابہ کرام جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی دین کے محافظ قرآن کے اولین داعی حدیث رسول کے محافظ جو دل کے سچے بات کے پکے علم کا دریا اور عمل کے پیکر تھے جن کی شان اور مقام کیلئے یہ بات کافی ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے جنت کی خوشخبری ملی اور قیامت تک کے آنے والے تمام افراد کیلئے ان کے ایمان کو معیار ایمان قرار دیا جیسا کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: "فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا"۔صحابہ کرام کی عظمت کا خیال انس وجن کے علاوہ پتھر، شجر، حجر، پہاڑ وغیرہ بھی کیا کرتے تھے صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ پہ تشریف لے گئے آپ کے ساتھ ابو بکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے اچانک پہاڑ لرز اٹھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے احد! تو ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی اور صدیق اور دو شہید ہیں چنانچہ پہاڑ فوراً ٹھہر گیا اس حدیث سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام ومرتبہ کے ساتھ صحابہ کرام کی عظمت کا پتہ چلتا ہے ہے۔

صحابہ کرام کی عظمت انفرادی اعتبار سے دیکھا جائے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقام سب سے اونچا ہے افضل الصحابۃ بعد الانبیاء ابو بکر رضی اللہ عنہ۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لو کان نبی بعدی لکان عمر" آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے بعد اگر نبوت کا سلسلہ جاری رہتا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نبی ہوتے۔عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جو شرم حیا کے پیکر تھے جن سے فرشتے حیا کرتے تھے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی حیا کرتے تھے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "الا استحی من رجل تستحی منه الملائکة"

حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما اہل جنت کے سردار ہوں گے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کتابت وحی کا شرف حاصل ہوا۔حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کے مقام ومرتبہ کو بیان کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ بدری صحابہ میں سے ہیں جن کے بارے میں نبی کریم ﷺ (بقیہ صفحہ نمبر 120 / پر۔۔۔۔۔)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محبت کی شمع سارے صحابہ ہیں

حافظ خلیل الرحمن عبدالستار سنابلی

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین..... آہ لب پر یہ کن ہستیوں کا نام آگیا جن کی زندگی اللہ کے لئے، جن کا قدم قدم راہ حق میں اٹھا ہوا، جن کی زبانیں ہمیشہ اللہ ورسول کی تعریف میں تر، جن کی محبتیں صرف رب اور اس کے محبوب کے لئے، جو دنیا کی رنگینیوں اور موج مستیوں سے بے پرواہ، دیکھنے والا جن کو رکوع وسجدے میں دیکھے، جو تجارت کریں تو اسلامی قوانین کی روشنی میں، جو کبیرہ تو دور صغیرہ گناہوں کے ارتکاب پر رات رات بھر رونے والے، کہیں کوئی حساب وکتاب سے ڈر کر پرندہ بن جانے کی تمنا کر رہا ہے، کہیں کوئی اس قدر زار وقطار رو رہا ہے کہ پوچھنے والا پوچھ لیتا ہے کہ آپ کے بارے میں تو دنیا ہی میں جنت کی بشارت سنادی گئی ہے پھر بھی آپ قبر پر آتے ہیں تو اس قدر کیوں روتے ہیں؟ جواب ملتا ہے کہ یہی آخرت کی پہلی منزل ہے اگر یہاں کا معاملہ درست ہوگیا تو باقی سب خود بخود درست ہوجائے گا، کہیں کوئی رب کی خوشی حاصل کرنے کے لئے اپنا پسندیدہ باغ اللہ کے راستے میں لٹا دیتا ہے تو کہیں کوئی نبی کے اعلان پر اپنے گھر کا پورا اثاثہ اٹھا لاتا ہے اور پوچھنے پر کہتا ہے کہ "گھر میں بیوی بچوں کے لئے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ کر آیا ہوں" تو کہیں کوئی ابدی کامیابی کے لیے دعاؤں اور اذکار میں مشغول ہے اور کہیں کوئی کسی اور جائز طریقے سے نجات وفلاح کے لئے کوشاں ہے. یہی وجہ ہے کہ ان کی نیکیاں، اچھائیاں، اعمال صالحہ اور صدقہ وخیرات دیکھ کر رب کریم اسی دنیا میں کبھی ان پر سلام بھیجتا ہے اور کبھی مختلف حوالوں اور طریقوں سے ان کی تعریف کرتا ہے بلکہ ان سب سے آگے بڑھ کر ان کی خوبیوں اور کمالات کی وجہ سے ان کے لئے اسی دنیا میں ہی اپنی رضامندی کا اعلان کرتا ہے. یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا رب کی ہزاروں، لاکھوں اور کروڑوں رحمتیں اور سلامتی ہو ان پر. رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔

ہاں ہاں وہی صحابۂ کرام کی جماعت انبیاء ورسل کے بعد اس دنیا کی سب سے افضل ترین جماعت ہے، ان کی خود اللہ قرآن مجید میں جابجا تعریف کرتا ہے، پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی مدح میں اپنی زبان کو تر کرتے ہوئے ان کے مناقب و فضائل کو مختلف طریقوں سے مختلف مواقع پر بیان کرتے ہیں، ان نفوس قدسیہ سے محبت کرنے کی تمام مسلمانوں کو تعلیم دی گئی ہے، ان کے لیے دعائے مغفرت کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور ان کے تعلق سے اس بات کا بھی تذکرہ موجود ہے کہ ان کے دور کے بعد آنے والا کوئی بھی انسان ان صحابہ میں سے کسی ایک کے بھی مقام کو نہیں پہنچ سکتا خواہ وہ اپنے آپ میں کتنا ہی زیادہ تقوی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شعار اور پرہیز گار ہی کیوں نہ ہو... لیکن افسوس کہ ہمیشہ سے کچھ ایسے لوگ رہے ہیں جو خود کو تو مسلمان کہتے ہیں مگر نا عاقبت اندیشی کا ثبوت پیش کرتے ہوئے بعض صحابہ کی توہین کرتے ہیں، ان کو باغی، طاغی اور ظالم جیسے برے القاب سے پکارتے ہیں، ان کے بارے میں گستاخانہ کلمات اور الفاظ اپنی زبان سے نکالتے ہیں بلکہ بعض لوگ تو ایسے ہیں جو بزعم خویش مسلمان بھی ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم اجمعین وغیرہ کو برا بھلا کہتے ہوئے انہیں خائن اور غاصب کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حقِ خلافت چھین لیا اور اس سے بھی آگے کی جسارت کرتے ہوئے بعض تو حضرت عائشہ صدیقہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما کو زانیہ اور فاحشہ سے بھی تعبیر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انہی دونوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر دے کر مار دیا تھا... **نعوذ باللہ من ذلک**۔ اور آج کل تو بعض فتنہ پرور قسم کے لوگ کاتب وحی، مسلمانوں کے ماموں، بحری لشکر کے کمانڈر روبانی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے برادر نسبتی اور امیر المومنین حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن وتشنیع کر رہے ہیں... **نعوذ باللہ من الفتن ما ظهر منها وما بطن**

ایسے تمام لوگ یقیناً گستاخ صحابہ ہیں، ان کی شان کو کم کرنے والے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت پر انگلی اٹھانے والے ہیں، ایسے لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ صحابہ کی جماعت میں سے کسی بھی صحابی کو گالی دینا حرام ہے، آپ ﷺ نے فرمایا تھا: **لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي** کہ میرے صحابہ کو گالیاں نہ دو۔ (صحیح بخاری: 3673) اور جو شخص بھی صحابہ کو گالی دیتا ہے وہ لعنتی ہے، جیسا کہ حدیث ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **مَنْ سَبَّ أَصْحَابِي فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ** جو میرے صحابہ کو برا کہے تو اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔ (السلسلة الصحيحة: 2340، حسن) اسی طرح تمام امت کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ تمام صحابہ عادل ہیں اور ان کے بارے میں کسی طرح کا شک کرنے والا ظالم ہے، مزید یہ کہ جو بندہ صحابہ کے ایمان اور کردار پر شک کرے خود اس کا اسلام مشکوک ہو جاتا ہے، امام بربہاری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ:

کوئی شخص کسی صحابی پر سب وشتم کرے تو جان لو کہ اس کا ارادہ نبی کریم ﷺ سب وشتم کرنے کا ہے اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں تکلیف پہنچائی ہے"۔ (شرح السنة للبربهاري: 120) پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ تمام صحابہ کا منہج ایک تھا اور انہی کے منہج کو اختیار کرنے کا ہمیں اللہ ورسول نے پابند بنایا ہے، اگر ان کے منہج کو کسی نے ترک کر دیا تو گویا کہ وہ ہدایت سے دور اور جہنم سے قریب ہو جاتا ہے جس کی طرف اللہ نے سورۃ النساء کی آیت نمبر 115 میں اشارہ کیا ہے۔

ooo

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر

عبدالمبین محمد جمیل سلفی

شمع رسالت کے پروانے بستان نبوت کے مہکتے پھول، آسمان نبوت کے چمکتے ستارے، آفتاب رسالت کی چمکیلی شعائیں اور آغوش پیغمبری کی پروردہ ہستیاں یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جن کی صفات قدسیہ کا ذکر قرآن مجید اور دیگر کتب سماویہ میں بھی آیا ہے جن کے سینوں پر رسالت کی کرنیں براہ راست پڑیں وہ پاکیزہ نفوس جنہوں نے راہ الٰہی میں متاع بے بہا کی گہرافشانی کی جنہوں نے ساعت العسرہ میں اپنی اور اہل خانہ کی پرواہ کئے بغیر دولت کے خزانوں کا منہ یک لخت حضور کے ادنیٰ اشارے پر وا کر دیا۔ مشکل سے مشکل گھڑی میں مال و دولت اور نفس و جاں کی قربانی راہ الٰہی میں پیش کر کے وفاشعاری، فدائیت، جانثاری اور فریفتگی کے ایسے انمٹ نقوش چھوڑ گئے جن کی اتباع میں ہی دراصل کامیابی و کامرانی مضمر اور پوشیدہ ہے فان آمنوا بمثل ما امنتم به فقد اهتدوا۔ وہ صحابہ کرام حاملین اعلی صفات جنکے شب و روز اور لیل و نہار کا ایک ایک لمحہ اور ایک ایک گھڑی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استفادہ و استفسار اور استفہام میں گزرتا تھا جن کے دل حب رسول و آلہ سے اسقدر معمور کہ حضور کے ادنی دیدار اور فرمان کی بجا آوری میں سبقت اور پیش قدمی کا وہ نمونہ چھوڑا کہ قیصر و کسری کے درباری اور حوارین عش عش کرنے پر مجبور ہو گئے ۔ وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جن کی تعریف قرآن نے بایں الفاظ ”اشداء علی الکفار رحماء بینهم“ کی ہو۔ بلاشبہ انکی سیرت کا ہر پہلو درخشاں اور کردار کا ہر حصہ نیر تاباں اور ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔

مگر حیف صد حیف بہت سارے لوگ جنکے قلوب و اذھان حب رسول اور حب صحابہ سے مفقود رافضیت اور خمینیت سے متاثر ہیں گاہے بگاہے وہ اپنی کج روی، کج فطری اور صحابہ دشمنی کا اظہار کرتے ہوئے مخصوص صحابہ کرام پر زبان طعن دراز کرتے ہیں ان کو اتنا بھی خوف نہیں کہ اس کی ضرب سارے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر پڑتی ہے اور اللہ کہیں ان کی اس رذیل حرکت سفلی و سطحی گفتار کا مواخذہ نہ کرے ۔ دراصل ایسے لوگ ابن الوقتوں اور زمرہ منافقین میں اپنا شمار کرا کے اپنی ذات کو سرفہرست دیکھنا چاہتے ہیں ۔ کیا ایسے لوگ جو اپنی نسبت آل رسول کی طرف کرتے ہوں [گرچہ دعوائے نسبت میں کذاب و مکار ہوں] ان کو زیب دیتا ہے کہ اعدائے اسلام کو ہماری مقدس تہذیب پر انگشت نمائی کا موقع فراہم کریں؟

محترم قارئین ! ایسے ہذیان گو افراد جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اپنی طاقت گفتار اور طلاقت لسانی کا ہدف اور نشانہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بناتے ہیں انہیں یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ وہ صرف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی نہیں بلکہ قرآن مقدس کے تقدس اور من جانب اللہ ہونے کے منکر بھی ہیں کیونکہ قرآن نے تو رسول کی معیت اور انکی رفاقت میں رہنے والے نفوس قدسیہ کا تزکیہ و تطہیر بیان کردی ہے اور یہ بدزبان، صاحب جبہ و دستار قرآن و حدیث فہمی کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے ان کو ہدف تنقید بنا کر روافض، خوارج اور دیگر فرقہ ضالہ کو فرحت بہم پہنچانے میں پیش پیش ہیں۔

آیئے ہم قرآن مقدس کی آیت کریمہ پڑھتے ہیں کتنے لطیف پیرائے میں اللہ سبحانہ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بخشش و مغفرت کا اعلان کیا ہے "وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ"

تعجب و افسوس کا سیل رواں مزید طغیانی کی شکل اختیار کرجاتا ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ قرآن نے تو مشاجرات صحابہ اور ان کی خطاؤں کی معافی کا اعلان کررہا ہے لیکن یہ انسان آئینہ میں اپنی ادا نہ دیکھ کر ان پر نکتہ چینی کر کے رافضی شیعوں سے دو وقت کی شکم پروری کی بھیک مانگ رہا ہے۔

ناز ہے طاقت گفتار پہ انسانوں کو
بات کرنے کا سلیقہ نہیں نادانوں کو

وہ لوگ جو پیارے رسول کے پیارے صحابہ کو لعن وطعن اور مشق ستم بنا کر اعدائے اسلام کو تمسخر اور براہ راست شریعت حقہ پر اعتراض وارد کرنے کا موقع فراہم کررہے ہیں اس سے ان کی جگ ہنسائی اور تھوتھو تو ہو ہی رہی ہے کل قیامت کو جب عذاب الیم سے ان کا واسطہ اور سابقہ ہوگا تو ساری ابن الوقتی اور فطرت سبائی آپ اپنے اشک ندامت اور حرف ملامت میں تبدیل ہوجائے گی۔ "والذین یلمزون المطوعین من المومنین فی الصدقات والذین لا یجدون الا جهدهم فیسخرون منهم سخر اللہ منهم ولهم عذاب الیم" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنی ہذیان گوئی کا نشانہ اور ہدف بنانے والے لوگوں کی صورت مکردہ اور ان پر تمام لوگوں کی لعنت برستی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ نے فرمایا:

"من سب اصحابی فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس أجمعین" (الطبرانی فی الکبیر 3/173 الصحیحہ للالبانی 2340)

مذکورہ حدیث کی روشنی میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر زبان درازی کرنے والوں کو خود ہی سوچ لینا چاہیے کہ ان کے بارے میں سید الرسل نے کیا فرمایا ہے۔ یہاں یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ جو شخص صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو برا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھلا کہتا ہے اور ان کی عیب گیری اور نکتہ چینی کرتا ہے درحقیقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عیب گیری کرتا ہے کیونکہ آپ نے تو انہیں بشارتیں سنائی ہیں اور انہیں امین وثقہ اور عدول قرار دیا ہے بلکہ وہ شخص دراصل اللہ الرحمن الرحیم پر بھی اعتراض کرتا ہے کیونکہ اللہ نے انہیں اپنے نبی کی معیت اور رفاقت کے لیے منتخب فرمایا بلکہ وہ شخص پورے دین الٰہی میں طعنہ زنی کرتا ہے کیونکہ اس دین مبین کے ناقل صحابہ کرام ہی تو ہیں اس لیے ان کی عیب گیری بالخصوص کاتبین وحی کی حد درجہ خطرناک امر ہے جس سے فوری توبہ کرنا لازم اور ضروری ہے۔ اللہ نے تو انہیں امت وسط کہا جس کے معنی ہیں بہترین، سب سے افضل، ثقہ اور قابل اعتماد امت [تفسیر جامع البیان قرطبی 2/153، ابن کثیر 1/335]

لیکن آزادی اظہار رائے کی ستم ظریفی کہی جائے یا رافضیت وخمینیت کا نشہ جو نعوذ باللہ انہیں غاصب اور نا قابل خط القاب سے نوازا رہے ہیں شاید انکو معلوم نہیں کہ صحابہ کرام کا ایک لمحہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت ومصاحبت کا بعد کے لوگوں کی پوری زندگی سر بسجود اور انابت الی اللہ سے افضل اور بہتر ہے ''لا تسبوا اصحاب محمد فلمقام احدهم ساعة خير من عمل احدكم عمره'' [صحیح ابن ماجہ 1332]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کہا کرتے تھے ''لا تسبوا اصحاب محمد فلمقام احدهم ساعة يعني مع النبي خير من عمل احدكم اربعين سنه'' (رواہ ابن بطہ وصححہ الالبانی رحمہ اللہ فی تخریج شرح العقیدہ الطحاویہ 469)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اصحاب رسول سے محبت کرنے اور ان کا ادب واحترام کرنے کی توفیق دے۔ آمین

☆☆☆

(بقیہ صفحہ نمبر 97؍ کا۔۔۔) بعد یہ بات بھی اہل سنت وعلماء سلف کے یہاں ثابت ہے کہ ان میں سے بعض دوسرے سے افضل ہیں اور ان میں ابوبکر صدیقؓ سب سے افضل ہیں پھر عمر فاروقؓ، پھر ذوالنورین عثمانؓ، پھر حضرت علی مرتضیٰؓ اور ان کے بعد عشرہ مبشرہ، پھر بدری صحابہ کرام اور پھر بیعت الرضوان میں شریک رہنے والے، پھر وہ تمام صحابہ جو فتح مکہ کے سے پہلے مسلمان ہوئے اور پھر ان کے بعد وہ صحابہ کرام جو فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے۔ [تفصیل کے لیے دیکھئے شرح العقیدہ الطحاویہ، الصارم المسلول لابن تیمیہ، العواصم من القواصم ابن العربی، الاصابۃ فی فضائل وحقوق الصحابۃ رصالح القصر]

OOO

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام کی ترویج میں سفراءِ رسول کا کردار

محمد اقبال چشتی

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص نبوت میں سے ایک نمایاں ترین خصوصیت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لایا ہوا دین قیامت تک کل انسانیت کے لیے ہدایت ونجات کا واحد ذریعہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پوری انسانیت کے لیے مبعوث ہونے کا پیغام بڑی وضاحت کے ساتھ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں بیان فرمایا: "وَمَآ أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ" (سبأ، 34: 28) "اور (اے حبیبِ مکرم!) ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر اس طرح کہ (آپ) پوری انسانیت کے لیے خوشخبری سنانے والے اور ڈر سنانے والے ہیں لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔" ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: "هُوَ الَّذِيْٓ أَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ" (توبہ 9: 33) "وہی (اللہ) ہے جس نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس (رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ہر دین (والے) پر غالب کر دے اگرچہ مشرکین کو برا لگے"۔ اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات کے لیے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: "قُلْ يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ إِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيْعًا." (الاعراف، 7: 158) "آپ فرما دیں: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول (بن کر آیا) ہوں۔"

ان تمام آیات کی اتباع میں ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کے آفاقی پیغام کو دنیا بھر تک پہنچانے کے لیے مختلف قوموں اور مختلف مذاہب کے سرکردگان کی طرف مراسلات ومکتوبات روانہ فرمائے۔ اِن مراسلات ومکتوبات کے اندر ہر ایک کو واضح انداز میں اسلام کا پیغام پہنچاتے ہوئے لکھا کہ اسلام قبول کرنے سے انکار کرنے کا وبال نہ صرف اس لیے پڑے گا کہ تم نے اپنی ذات کے لیے انکار کر دیا بلکہ تمہارے انکار کی وجہ سے تمہاری قوم بھی ہدایت سے دور رہے گی۔ جس کی ضلالت وگمراہی کا وبال بھی تم پر ہی پڑے گا۔ اپنے عقیدہ ونظریہ کے فروغ کے لیے مراسلات ومکتوبات بھیجنے کی نظیر دنیا کے کسی سابقہ مذہب کی تاریخ میں نہیں پائی جاتی۔ صلح حدیبیہ کے بعد حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار کی طرف سے ہونے والے ممکنہ حملوں، سازشوں اور ریشہ دوانیوں کو جب حکمت عملی کے تحت ایک معاہدہ کے ذریعے روک دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وسلم نے فروغِ اسلام کے لیے مختلف ممالک کے بادشاہوں اور مختلف قبائل کے سرداروں کی طرف دعوتِ حق دے کر اپنے سفیروں کو روانہ فرمایا۔ اس سلسلہ میں ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بطور سفیر منتخب کیا گیا جو متعلقہ علاقوں، اقوام کے رسم ورواج، زبان اور کلچر سے بخوبی واقف تھے۔ اس امر کا لحاظ اس لیے رکھا گیا تا کہ وہ اسلام کے پیغام کو بخوبی اُن اقوام اور ممالک تک پہنچا سکیں۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب دنیا کے مختلف بادشاہوں اور امراء و رؤساء کے نام خطوط لکھے تو ان پر مہر ثبت کرنے کے لیے چاندی کی ایک انگوٹھی تیار کی گئی جس پر تین الفاظ درج تھے۔ سب سے اوپر والی سطر میں لفظ "اللہ" لکھا تھا، دوسری سطر میں لفظ "رسول" لکھا تھا اور تیسری سطر میں لفظ "محمد" لکھا گیا تھا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام سفراء وہ عظیم المرتبت ہستیاں تھیں جنھوں نے مشکل ترین حالات میں بھی اپنی جانوں پر دین اسلام اور اعلائے کلمۃ الحق کو مقدم رکھا اور تبلیغ اسلام کے لیے اپنا حق ادا کیا۔ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت وعظمت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہ مراسلات ومکتوبات نبوی لے کر پہاڑوں اور صحراؤں کو طے کرتے ہوئے اور اپنی جانوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے دین اسلام کی ترویج کے لیے متعلقہ لوگوں تک یہ مکتوباتِ نبوی بے خوف وخطر لے کر گئے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفراء کے اسمائے گرامی:

سیرت ابن ہشام میں ہے کہ ایک دفعہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: "اللہ تعالی نے مجھے رحمت بنا کر بھیجا ہے، تم میری طرف سے اسے دوسروں تک پہنچاؤ۔ اللہ تعالی تم پر رحم فرمائے۔ بعد ازاں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف صحابہ کرام کو دیگر اقوام وممالک کی طرف دین اسلام کی اشاعت کے لیے اپنے خطوط دے کر بھیجا۔ ان سفراء صحابہ کے نام اور جن کی طرف ان کو بھیجا گیا ان کا اجمالی جائزہ ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے:

- تاریخ اسلام کے سب سے پہلے سفیر حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے جنہیں 5 ہجری میں حبشہ کی طرف سفیر بنا کر بھیجا گیا۔ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی اوّل کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط دیا۔ نجاشی اول نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکتوب پڑھ کر اسلام قبول کر لیا۔
- حضرت عمرو بن امیہ کنانی رضی اللہ عنہ نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی ثانی کو 6 ہجری کے اَواخر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط دیا۔ اس نے خط لے کر اپنی آنکھوں پر رکھا، اپنے تخت سے اتر کر زمین پر بیٹھ گیا اور حضرت جعفر بن ابی طالب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں اسلام کو قبول کیا۔

○ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو قیصر روم ہرقل کی طرف 6 ہجری کے اواخر میں بھیجا گیا۔ ہرقل نے آپ رضی اللہ عنہ سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات کے متعلق استفسار کیا تو انہوں نے واضح انداز میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات وخصائل ذکر فرمائے۔ ہرقل نے نبی اکرم ﷺ کی نبوت کی تصدیق کی اور اسلام لانے کا ارادہ کیا مگر اس کے حواریوں نے اس کی رائے سے اتفاق نہ کیا ہرقل نے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو کہا: اگر میں جانتا کہ ان تک پہنچ سکوں گا تو ضرور ان کی زیارت کا شرف حاصل کرتا اور اگر میں ان کی بارگاہ میں ہوتا تو ان کے قدموں کو دھونے کی سعادت حاصل کرتا۔ (صحیح بخاری)

اس نے حضور نبی اکرم ﷺ کو خط میں لکھا کہ ''بے شک میں مسلمان ہوں لیکن میں اپنے لوگوں کی وجہ سے مغلوب ہوں اور واضح طور پر اپنے اسلام کا اظہار نہیں کر سکتا''۔ اس نے آپ ﷺ کے لیے تحائف بھی بھیجے۔ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ اس کا خط لے کر نبی ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اور آپ ﷺ نے خط پڑھنے کے بعد فرمایا: اللہ کے دشمن نے جھوٹ بولا ہے، وہ مسلمان نہیں ہوا بلکہ اپنی نصرانیت پر قائم ہے۔ (سہیلی، الروض الانف، ج4، ص: 300)

○ حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ پرویز بن ہرمز فارس کے بادشاہ کی طرف 7 ہجری کے اوائل میں دعوت نامہ لے کر گئے۔ اس نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خط مبارک کو پھاڑ دیا۔

○ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو مصر کے بادشاہ مُقوقَس کی طرف 6 ہجری کے اواخر میں روانہ کیا گیا۔

○ حضرت شجاع بن وہب رضی اللہ عنہ کو حارث بن شمر الغسانی (جو شام میں غسانہ کا بادشاہ تھا) کی طرف روانہ کیا گیا لیکن اس نے اسلام قبول نہ کیا۔

○ حضرت سلیط بن عمرو العامری رضی اللہ عنہ کو 6 رہجری کے اواخر میں یمامہ کے بادشاہ ہوذہ بن علی الحنفی کی طرف بھیجا گیا۔ اس نے اسلام قبول کر لیا۔

○ حضرت عمرو بن العاص القُرشی رضی اللہ عنہ کو عُمان کے بادشاہ جُلُندی کے دو بیٹوں جیفر اور عبد کی طرف 8 ہجری کے اواخر میں مکتوب دے کر بھیجا گیا۔ یہ دونوں مشرف بہ اسلام ہوئے۔

○ حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو بحرین کے بادشاہ منذر بن ساوی العبدی کی طرف 6 ہجری کے اواخر میں بھیجا گیا۔ یہ بھی مشرف با اسلام ہوا۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

○ حضرت الحارث بن عُمیر الازدی رضی اللہ عنہ کو 8 ہجری میں شام میں بُصری کے بادشاہ کی طرف بھیجا گیا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس سفیر کو بُصری کے بادشاہ کے پاس پہنچنے سے پہلے ہی شرحبیل بن عمر غسانی نے مؤتہ کے مقام پر شہید کر دیا۔ ان کے قتل کی وجہ سے ہی اس مقام پر غزوہ مؤتہ ہوا۔

○ 9 ہجری میں حضرت مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ کو یمن کے بادشاہ حارث بن عبد کلال کی طرف بھیجا گیا۔ اس نے اسلام قبول کر لیا۔

○ حضرت جریر بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ عنہ کو یمن کے رؤساء ذوالکلاع اور ذوعمرو کی طرف 11 ہجری کو روانہ کیا گیا۔ یہ دونوں بھی مشرف بہ اسلام ہوئے۔

○ 9 ہجری میں حضرت معاذ بن جبل الانصاری رضی اللہ عنہ کو حارث، شرحبیل، نُعیم بن عبد کلال کی طرف بھیجا گیا اور یہ تینوں مشرف با اسلام ہوئے۔

○ حضرت ابوموسی الاشعری رضی اللہ عنہ کو الحارث بن عبد کُلال کے بھائیوں کی طرف 9 ہجری کے اواخر میں بھیجا گیا اور یہ سب مشرف با اسلام ہوئے۔

○ حضرت عمرو بن حزم الانصاری رضی اللہ عنہ کو نجران کے ابن کعب اور الحارث کے بیٹوں کے طرف 10 ہجری کے اواخر میں بھیجا گیا اور یہ سب مشرف بہ اسلام ہوئے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان سفراء میں سے ایک کو راستے میں شہید کر دیا گیا۔ بادشاہوں میں سے ایک نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکتوب پھاڑ دیا۔ فارس کے بادشاہ ابرویز بن ہرمز اور شام میں غسانہ کا بادشاہ الحارث بن شمر الغسانی نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو قبول نہ کیا اور سختی اور دھمکی کے ساتھ اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ جن ملوک و رؤساء کی طرف حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سفراء کو بھیجا، اُن میں سے چار اپنے اپنے دین پر قائم رہے۔ اس کے علاوہ باقی سب نے اور اُن کے پیروکاروں کی اکثریت نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اسی وجہ سے ان علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہو گئی تھی۔

سفراء مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائل:

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تبلیغ و اشاعتِ اسلام کا ارادہ فرمایا اور مختلف اقوام و ممالک کے بادشاہوں، امراء، رؤساء کی جانب خطوط بھیجے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر کے لیے نہ صرف حسین افراد کا انتخاب فرمایا بلکہ ایسے اصحاب کو بھی ترجیح

www.KitaboSunnat.com

دی جو فصیح اللسان تھے۔ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ سفیر تھے جو سب صحابہ کرام سے حسین تھے اور جبریل امین علیہ السلام وحی لے کر آپ رضی اللہ عنہ کی شکل میں نبی ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تھے۔ (ابن حجر عسقلانی، الاصابہ فی تمییز الصحابہ، ج2، ص: 385)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفیروں کو چونکہ یہ خصوصیت بھی حاصل تھی کہ اُن کے قلوب واَذہان علوم نبویہ سے معطر ومطہر تھے، اسی وجہ سے ان میں علم تحمل اور وبردباری کے ساتھ ساتھ فصاحت وبلاغت اور قادر الکلامی بدرجہ اتم موجود تھی اور وہ مخالف کو دلائل مسکتہ سے قائل کرنے میں کمال رکھتے تھے۔ علامہ سہیلی اپنی کتاب ''الروض الانف'' میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ قیصر روم کے پاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام لے کر گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اُسے فرمایا: ''اے قیصر! مجھے اس ذات نے بھیجا ہے جو تم سے بہتر ہے، جسے اس ذات نے پوری کائنات کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے جو تمام لوگوں سے بہتر ہیں۔ سو تم میری بات عاجزی سے سنو، پھر اس کا جواب مخلصانہ مشورے سے دو۔ کیونکہ اگر تم عاجزی نہیں کرو گے، سمجھو گے نہیں اور اگر تم نے مخلصانہ مشورہ نہ لیا تو تم انصاف نہیں کر پاؤ گے''۔ قیصر نے کہا: لاؤ کیا ہے؟ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''کیا آپ جانتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام نماز پڑھتے تھے؟ اس نے کہا: ہاں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں اس ذات کی طرف دعوت دیتا ہوں جس کے لیے مسیح علیہ السلام نماز پڑھتے تھے، اور میں تمہیں اس ذات کی طرف بلاتا ہوں جس نے اس وقت بھی آسمانوں اور زمین کے نظام کی تدبیر فرمائی جب مسیح علیہ السلام ابھی اپنی ماں کے شکم میں تھے اور میں تمہیں اس نبی آخر الزمان کی طرف دعوت دیتا ہوں جس کی آمد کی بشارت موسیٰ علیہ السلام نے اور ان کے بعد عیسیٰ علیہ السلام نے دی اور تمہارے پاس اس کے متعلق جو علم موجود ہے وہ اس سلسلہ میں کافی ہے اور اس خبر پر یقین کے لیے اطمینان بخش ہے۔ اگر تم نے اس دعوت کو قبول کر لیا تو تمہارے لیے دنیا اور آخرت میں سرفرازی ہے ورنہ آخرت تمہارے ہاتھ سے نکل جائے گی اور دنیا کا حصہ تم پا لو گے۔ اور جان لو کہ تمہارا ایک مالک وپروردگار ہے جو ظالموں، جابروں کو تباہ وبرباد کر دیتا ہے اور عظیم نعمتوں کو بدل دیتا ہے''۔

قیصر نے مکتوبِ گرامی کو لے کر اپنی آنکھوں اور سر پر رکھا اس کے بعد اسے چوما اور پھر کہا: ''بخدا! میں ہر خط کو پڑھتا ہوں اور ہر عالم سے سوال کرتا ہوں، میں نے اس مکتوب میں خیر ہی خیر دیکھی ہے۔ تم مجھے مہلت دو تاکہ میں غور کروں کہ مسیح علیہ السلام کس کے لیے نماز پڑھتے تھے۔ مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ میں آج تمہیں ایسا جواب دوں کہ کل اس سے بہتر جواب دے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سکوں اور میں اپنے سابقہ جواب کی وجہ سے نقصان پاؤں اور فائدہ نہ پاؤں۔ تم ٹھہرو یہاں تک کہ میں کسی فیصلہ پر پہنچ سکوں''۔ وہ اسی حال میں رہا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوگیا۔ (سھیلی، الروض الانف، 4:388)

حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ 7 ہجری کے اوائل میں فارس کے بادشاہ پرویز کی طرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دعوت نامہ لے کر گئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر کے ساتھ روم کی طرف روانہ کیا۔ ان کے 80 آدمیوں کو رومیوں نے قید کرلیا۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو رومیوں نے دینِ اسلام چھوڑنے اور کفر اختیار کرنے پر مجبور کیا۔ ان کے کئی حربے استعمال کرنے کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ مسلسل انکار کرتے رہے۔ یہاں تک کہ روم کے بادشاہ نے کہا: ''اے عبداللہ بن حذافہ! اگر تم میرے سر کا بوسہ لے لو تو میں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو رہا کردوں گا۔'' آپ نے اپنے دل میں کہا کہ اگرچہ یہ اللہ کا دشمن ہے مگر حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ میں مسلمان قیدیوں کو رہا کروانے کے لیے اس کے سر کا بوسہ لے لیتا ہوں۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا اور مسلمان قیدیوں کو رہائی دلوا کر واپس مدینے پہنچے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کو رہا کروا کر سیدنا عمر بن خطاب کی بارگاہ میں پہنچے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''آج ہر مسلمان کا حق ہے کہ وہ عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے سر کا بوسہ لے اور اس کی ابتداء میں کرتا ہوں۔'' (عسقلانی، تھذیب التھذیب، ج5، ص:162)

خلاصۃ الکلام:

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پُرامن اور مبنی بر حکمت اس دعوت وتبلیغ کے نتیجے میں ایک مختصر مدت میں اسلام خطہ عرب وعجم میں پھیل گیا۔ اسلام کی اس تبلیغ واشاعت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان جانثار سفراء صحابہ کرام1 کا خاص کردار ہے جنہیں اسلام کی ترویج واشاعت کی سعادت نصیب ہوئی۔

(ماخوذ از:- ماہنامہ منہاج القرآن، مارچ 2018)

○○○

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

گستاخِ رسول اور اس کا حکم

عبدالرحمن عالمگیر

ہر دور میں مصلحینِ قوم کو اپنے مخالفین کی طرف سے سخت سست برداشت کرنا پڑا ہے۔ انبیاء ورسل کو کافرین ومشرکین کے طنز کے تیر سہنے پڑے ہیں۔ نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ اور یوسف علیہم السلام اہانت واستہزاء کے قہر سے محفوظ نہ رہ سکے ہیں، بعینہ نبی آخر الزماں محمد عربی نبی ﷺ کی ذاتِ گرامی کو بھی بعثت سے لے کر آج تک دشنام طرازی کا نشانہ بنایا جارہا ہے، ان پر مختلف قسم کے بے بنیاد الزامات عائد کیے جاتے ہیں تاکہ لوگ آپ کی باتوں پر توجہ نہ دیں اور دین اسلام کا شمع گل ہو جائے۔ آیت قرآنی ہے۔ "وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ" (سورۃ فصلت:26) اور کافروں نے کہا اس قرآن کو مت سنو اور (اس کے پڑھے جانے کے وقت) بے ہودہ گوئی کرو امکان ہے کہ تم غالب آجاؤ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جنون کا شکار گردانا گیا تاکہ لوگ ان کو اہمیت نہ دیں۔ "وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ" (سورۃ الحجر:6) انہوں نے کہا اے وہ شخص جس پر قرآن اتارا گیا ہے یقیناً تو کوئی مجنوں ہے۔ ساحر وکاذب کہہ کر آپ کی بہتان تراشی کی گئی۔ "وَقَالَ الْكَافِرُونَ هَٰذَا سَاحِرٌ كَذَّابٌ" (سورۃ ص:4) کافروں نے کہا یہ جادوگر اور جھوٹا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی الٰہی تعلیمات کو مشکوک بنانے کی سعی نامسعود کی گئی۔ قرآن کے متعلق مشرکین کہتے تھے "وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا إِفْكٌ افْتَرَاهُ" (سورۃ الفرقان:4) اور کافروں نے کہا یہ تو بس اسی کا گھڑا گھڑایا جھوٹ ہے۔ اور کہتے تھے۔ "وَقَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلَىٰ عَلَيْهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا" (سورۃ الفرقان:5) اور یہ بھی کہا کہ یہ تو اگلوں کے افسانے ہیں جو اس نے لکھ رکھا ہے بس وہی صبح وشام پڑھے جاتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ خورد ونوش پر بھی فقرہ کسا گیا۔ "وَقَالُوا مَالِ هَٰذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ" (سورۃ الفرقان:7) اور انہوں نے کہا کہ یہ کیسا رسول ہے؟ کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔

حاسدین نبوت نے زبانی ایذا رسانی پر بس نہیں کیا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دردناک جسمانی اذیتیں بھی دی گئیں، انہوں نے جب طائف کا رخ کیا تو لوگوں نے جسم کو لہولہان اور شخصیت کو داغدار کرنا چاہا، کفارِ مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف دہی کے لیے 25 افراد پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی جس کے سرکردہ ممبران سردارانِ قریش تھے جن میں سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابولہب، ابوجہل، حکم بن ابی العاص بن امیہ، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف، عقبہ بن ابی معیط، عدی بن حمراء ثقفی، ابن الاصداء ھذلی جیسے سربرآوردہ افراد تھے لیکن ان تمام حربوں اور سازشوں کے باوجود اسلام پوری دنیا میں اپنی ضیاپاشی سے روشنی اور خوشبو بکھیرتا رہا۔

پھر جب اسلام اپنی تمام رعنائیوں اور دل فریبیوں کے ساتھ پورے عالم میں پھیل گیا تو اس کے مزید نئے دشمن پیدا ہوئے جو مستشرقین کے نام سے جانے جاتے ہیں جنھوں نے اسلام اور پیغمبر اسلام پر اپنا مشق ستم ڈھایا، جنھوں نے اسلامی سرمایہ میں نقب زنی کی ان میں سے چند یہ ہیں: Wilfred Cantwell, Raymond Edward,Joseph Swift Thomas Aquinas, Nicholson. Prof,Smith. کفار تو کفار اکیسویں صدی میں نام نہاد مسلمانوں نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کی۔ سلمان رشدی نے بدنام زمانہ کتاب ''شیطانی آیات'' لکھ کر یہ ثابت کر دیا کہ وہ مستشرقین کی ناجائز اولاد ہے، تسلیمہ نسرین اپنی رسوائے زمانہ کتاب ''لجا'' کے ذریعہ باور کرائی کہ وہ بھی انہی مستشرقین کی ناپاک نطفہ کی پیداوار ہے، احمد امین اور انور شیخ نے اسلام کی صاف شفاف تعلیم کو عیب دار بنانے کی ناپاک کوشش کی، ان کے شاگردوں خصوصا طٰہٰ حسین نے اپنی کتاب ''"الشعر الجاہلی'' میں اپنے مستشرقین اساتذہ کے افکار ونظریات کو صحیح سمجھتے ہوئے نشر کیا جس کو پڑھ کر نہ جانے کتنے مسلم طلبہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے، ان فتنہ پرور افراد کی رقابت میں بعض ہندو مصنفین نے بھی اسلام اور پیغمبر اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدف طعن بنایا۔ 1930 میں راج پال نے رسوائے عالم کتاب "رنگیلا رسول" لکھ کر مسلم دشمنی کا ثبوت دیا، مگر علامہ ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ نے اس کی کتاب کا جواب ''مقدس رسول بجواب رنگیلا رسول'' لکھا اور نہایت ہی محققانہ انداز میں اعتراضات کا جواب دے کر اس کے ناطقہ کو بند کیا۔ اسی طرح جب کملیش تیواری نے 2 دسمبر 2015 کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازیبا کلمات کہے تو وہ قانونی چارہ جوئی کر کے دنیاوی سزا سے ضرور محفوظ ہو گیا مگر اس کی زندگی کا پہیہ چار سال تک بھی نہ چل سکا اور وہ 18 اکتوبر 2019 کو بے موت مارا گیا۔

آیئے اب جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ اسلام ان جیسے افراد کے لیے کیسی سزائیں تجویز کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے "اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا مُّہِیْنًا'' (سورۃ الاحزاب: 57) جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف پہنچاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی پھٹکار ہے اور اللہ نے ان کے لیے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اللہ اور اس کے رسول سے محاربت وعداوت اور زمین میں فساد پھیلانے والوں کے لیے کتاب وسنت میں چار طرح

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کی سزائیں وارد ہیں۔ اللہ تعالی فرماتا ہے: جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑیں اور زمین میں فساد کرتے پھریں ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کر دیے جائیں یا سولی چڑھا دیے جائیں یا مخالف جانب سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے جائیں۔ یا انہیں جلا وطن کر دیا جائے یہ تو ہوئی ان کی دنیاوی ذلت اور خواری، اور آخرت میں ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔ (سورۃ المائدہ:33)

رسول اللہ ﷺ کو برا بھلا کہنے والے کے سلسلے میں متعدد احادیث مروی ہیں جن میں سے صرف ایک کا ذکر کافی ہوگا کعب بن اشرف جنگِ بدر کی شکست کے بعد مکہ واپس آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور امہات المومنین کی شان میں ہجو گوئی کرنے لگا جس سے آپ کبیدہ خاطر ہو کر اس کے قتل کی تمنا ظاہر کی اس پر ایک صحابی رسول اٹھے اور اس کا حکمت کے ساتھ خاتمہ کر دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کعب بن اشرف کا کام کون تمام کرے گا؟ وہ اللہ اور اس کے رسول کو بہت اذیتیں پہنچا چکا ہے۔" محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے اس کی اجازت دیں گے کہ میں اسے قتل کر آؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں" راوی نے بیان کیا کہ پھر محمد بن مسلمہ کعب یہودی کے پاس آئے اور اس سے کہنے لگے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہمیں تھکا دیا' اور ہم سے آپ زکوٰۃ مانگتے ہیں۔ کعب نے کہا کہ ذَاللہ! ابھی اور مصیبت جھیلو گے۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اس پر کہنے لگے کہ بات یہ ہے کہ ہم نے ان کی پیروی کر لی ہے۔ اس لیے اس وقت تک اس کا ساتھ چھوڑنا ہم مناسب نہیں سمجھتے جب تک ان کی دعوت کا کوئی انجام ہمارے سامنے نہ آجائے۔ غرض محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اس سے اسی طرح باتیں کرتے رہے۔ بالآخر موقع پا کر اسے قتل کر دیا۔ (صحیح بخاری:3031)

مذکورہ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کہ اسلام اور اس کے متعلقات خصوصاً ذاتِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بدکلامی کرنے والا مبغوض ترین شخص ہے جو دنیا میں قتل اور آخرت میں ہولناک عذاب کا مستحق ہے۔ اسی طرح ہندوستانی قانون بھی دفعہ IPC295,IT Act Section 66 کے تحت ایسے شخص کو سخت سزا دینے کے حق میں ہے۔ آج جب پوری دنیا نت نئے طریقے سے اسلام پر افترا پردازی کی کوشش کر رہی ہے اور بلاشبہ اس کی اہم وجہ ان کے ذہن میں اسلام کے تئیں غلط تصور ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ان تک اسلام کا دوسرے تمام ذرائع کے ساتھ اپنے بہتر اخلاق و کردار سے صحیح تعارف کروایا جائے۔ یہ خیال رہے کہ گستاخ رسول کو سزا دینے کی مجاز صرف حکومت ہے کوئی شخص ذاتی طور پر سزا دینے کا ہر گز مجاز نہیں ہے۔

OOO

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عہدِ رسالت میں طبیب خواتین

ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی

عہد رسالت میں طب نے سرزمین عرب میں فنی صورت نہیں اختیار کی تھی۔ عربوں کا دیگر قوموں سے رابطہ کم سے کم تھا، اس لیے ان کے درمیان فروغ پانے والے علوم اور فنی تجربات سے اہل عرب عموماً محروم تھے۔ اس عہد میں طب کے میدان میں دو مراکز کو کافی شہرت حاصل تھی۔ ایک ایران کے شہر جندی شاپور میں قائم تھا اور دوسرا مصر کے شہر اسکندریہ میں۔ دونوں مقامات پر قائم تعلیم گاہوں میں طب کی نظری اور عملی دونوں پہلوؤں سے باقاعدہ تعلیم دی جاتی تھی۔ فاضل اساتذہ کی ایک ٹیم تھی، جن سے بڑی تعداد میں طلبہ فیض اٹھاتے تھے اور ان کی رہ نمائی میں مریضوں کا علاج معالجہ اور نت نئے طبی تجربات بھی کرتے تھے۔ عہد نبوی میں حارث بن کلدہ نامی ایک طبیب کا تذکرہ ملتا ہے، جو جندی شاپور کے مدرسہ طبیہ کا فیض یافتہ تھا۔ وہ طائف میں رہتا تھا اور اس کا تعلق قبیلۂ ثقیف سے تھا۔ موجودہ دور کی اصطلاح میں وہ ایک 'سند یافتہ' طبیب تھا۔ اس بنا پر اس کی دور دور تک شہرت تھی۔ سنن ابی داؤد کی ایک روایت کے مطابق حضرت سعد بن ربی وقاص ؓ کی ایک مرتبہ طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ اس موقع پر آپ ؐ نے فرمایا: ''اِئتِ الحَارِثَ بِنِ کِلْدَۃَ اَخَاثَقِیْفِ فَاِنَّہُ رَجُلٌ یَتَطَبَّبُ'' (ابو داؤد، کتاب الطب، ۳۸۷۵، ضعفہ/البانی) ''قبیلۂ ثقیف کے حارث بن کلدہ کے پاس جاؤ۔ وہ علاج معالجہ کرتا ہے۔''

عہد رسالت میں سرزمین عرب کی طب کو ہم قبائلی طب سے موسوم کر سکتے ہیں۔ پیہم تجربات اور دوسرے قبائل سے ربط باہمی کی بنا پر انھیں بعض امراض کے علاج معالجے کے طریقے اور کچھ ادویہ کے خواص معلوم ہو گئے تھے۔ بہ ہر حال اس عہد میں طب کی جو بھی شکل رہی ہو اور اس کی ہم جو بھی قدر وحیثیت متعین کریں، اس میں خواتین کا قابل قدر حصہ نظر آتا ہے۔ بل کہ بعض پہلوؤں سے ان کا حصہ مردوں سے کچھ زیادہ دکھائی دیتا ہے۔ عہد رسالت میں خواتین کی طبّی خدمات کا جائزہ ہم تین پہلوؤں سے لے سکتے ہیں:

(1) میدانِ جنگ میں زخمیوں کے لیے فوری طبی امداد (First Aid):

عہدِ جاہلیت میں، جب جنگ عموماً تلواروں اور نیزوں کے ذریعے لڑی جاتی تھی۔ عورتوں کو دورانِ جنگ فوجیوں کو

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

معرکہ آرائی اور شجاعت وجواں مردی کے جوہر دکھانے پر ابھارنے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ وہ گاتی بجاتی رزمیہ دعشقیہ اشعار پڑھتی ہوئی فوجیوں کے پیچھے پیچھے چلتی تھیں۔ مسلم فوج میں انھیں اس کام کے لیے تو نہیں استعمال کیا گیا۔ البتہ ان سے پیاسے فوجیوں کو پانی پلانے، زخمیوں کو اٹھا کر محفوظ مقامات پر لے جانے اور ان کی مرہم پٹی کرنے جیسے کام لیے گئے۔ کتب سیرت وتذکرہ میں ایسی متعدد خواتین کے نام محفوظ ہیں، جنھیں زخمیوں کی فوری طبّی امداد (First Aid) کے کام میں خصوصی مہارت حاصل تھی اور انھوں نے غزوات وسرایا میں اس خدمت کو بہ حسن وخوبی انجام دیا۔ حضرت رُبیع بنت مُعوذؓ فرماتی ہیں:

”کُنّا نَغزُو مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم نَسقِی القَومَ وَ نَخدِمُھُم وَنَرُدُّ القَتلیٰ والجَرحیٰ اِلیٰ المَدِیْنَۃِ“ (صحیح بخاری، کتاب الطب: ۵۶۷۹، کتاب الجھاد: ۲۸۸۳) ”ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں جاتے تھے، فوجیوں کو پانی پلاتے تھے، ان کی خدمت کرتے تھے اور مقتولین اور زخمیوں کو مدینہ واپس لاتے تھے“۔

حضرت ام عطیہ الانصاریہ کے بارے میں مورخین نے لکھا ہے کہ ان کا شمار عہد جاہلیت اور عہد اسلامی دونوں عہدوں میں طب اور جراحت کے مشہور ماہرین میں ہوتا تھا۔ (تاریخ الطب، شوکت موفق الشطی، مطبعۃ الجامعۃ السوریۃ: ۱۹۵۶ء، ۱/ ۱۳۰) وہ خود فرماتی ہیں: ”غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلی اللہ علیہ وسلم سَبعَ غَزَوَاتٍ فَکُنْتُ اَصْنَعُ لَھُمْ طَعَامَھُمْ وَاَخْلُفُھُمْ فِی رِحَالِھِمْ وَاُدَاوِی الجَرحیٰ وَاَقُوْمُ عَلَی المَرْضیٰ“ (الطبقات الکبری، ابن سعد، دار الفکر، بیروت، ۱۹۴۰ء، ۶/ ۳۰۷) ”میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات غزوات میں شریک ہوئی ہوں۔ میں فوجیوں کے لیے کھانا پکاتی تھی۔ ان کی غیر موجودگی میں ان کے کیمپ کی حفاظت کرتی تھی، زخمیوں کا علاج کرتی تھی اور بیماروں کی تیمارداری کرتی تھی“۔

مختلف غزوات کے حوالے سے بھی بعض خواتین کے ناموں کی صراحت ملتی ہے کہ انھوں نے ان میں زخمیوں کی مرہم پٹی اور علاج کی خدمت انجام دی تھی۔ حضرت نسیبہ بنت کعب المازنیہ جو اپنی کنیت ام عمارہ سے مشہور ہیں، نے غزوۂ بدر میں زخمی ہونے والے مسلمانوں کو طبی امداد بہم پہنچائی تھی۔ (الطب عند العرب، واحمد شوکت الشطی، موسسۃ المطبوعات الحدیثۃ، ص: ۵۶)

غزوۂ احد میں ان کے علاوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دایہ حضرت ام ایمن اور حضرت انس بن مالکؓ کی والدہ حضرت ام سلیمؓ نے بھی شرکت کی تھی اور انھوں نے اس موقع پر بڑی تعداد میں زخمی ہونے والے مسلمانوں کو طبی میدان میں اپنی خصوصی مہارت سے فائدہ پہنچایا تھا۔ کتب حدیث میں اس غزوہ کے دوران حضرت ام عمارہؓ کی شجاعت اور جاں نثاری کا تذکرہ بڑے شان دار الفاظ میں ملتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنوں کے نرغے میں گھرا دیکھ کر وہ آپؐ کے لیے سپر بن

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

گئی تھیں۔ چنانچہ آپؐ نے انھیں ان الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا تھا : ''مَا الْتَفَتُّ یَوْمَ اُحُدٍ یَمِیْنًا وَ لَا شِمَالًا اِلَّا وَ اَنَا اَرَاھَا تُقَاتِلُ دُوْنِی'' (الاصابة فی تمییز الصحابة ابن حجر عسقلانی، دار المعرفة بیروت، ۲۰۰۴، ۴/ ۲۷۳۰) ''غزوہ احد کے موقع پر میں دائیں بائیں جدھر دیکھتا انھیں جنگ کرتے ہوئے پاتا۔ یہ کام وہ میری حفاظت کے لیے کر رہی تھیں''۔

غزوہ خیبر کے موقع پر کافی تعداد میں طبی امداد فراہم کرنے والی خواتین نے شرکت کی تھی۔ حضرت کعبیة بنت سعد الاسلمیة کی اس موقع پر غیر معمولی خدمات کو دیکھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے مالِ غنیمت میں ایک مرد کے برابر ان کا حصہ لگایا تھا۔ (اسد الغابة، ۷/ ۲۵۲، الاصابة، ۲۶۲۱، طبقات ابن سعد، ۶/ ۲۱۲) غزوۂ خیبر میں شرکت کرنے اور اس میں فوجیوں کو طبی امداد پہنچانے کے لیے حضرت ام سنان الاسلمیہؓ نے خدمت نبوی میں حاضر ہو کر خواہش ظاہر کی تو آپؐ نے ان کی درخواست کو قبول کرتے ہوئے فرمایا: ''تمہارے قبیلے کی کچھ اور عورتوں نے اس سلسلے میں مجھ سے گفتگو کی تھی۔ میں نے انھیں اجازت دے دی ہے۔ تم بھی چلو۔ چاہو تو ان کے ساتھ اور چاہو تو میری زوجہ ام سلمہؓ کے ساتھ رہو'' انھوں نے حضرت ام سلمہؓ کے ساتھ رہنے کی خواہش کی، چنانچہ وہ دورانِ غزوہ انھی کے ساتھ رہیں۔ (طبقات ابن سعد، ۶/ ۲۱۳ الاصابة، ۴/ ۲۷۰۷)

حضرت اُمیمہ (بعض روایتوں کے مطابق اُمیّہ یا اٰمِنہ) بنت قیس الغفاریة جن کی عمر غزوۂ خیبر کے موقع پر بہت کم تھی (ابھی بالغ بھی نہیں ہوئی تھیں) اپنے قبیلے کی چند عورتوں کے ساتھ حاضر ہوئیں اور زخمیوں کے علاج معالجہ کی غرض سے اس غزوہ میں شرکت کی اجازت چاہی۔ آپؐ نے انھیں اجازت مرحمت فرمائی۔ (طبقات ابن سعد، ۶/ ۲۱۳، اسد الغابة، ۷/ ۳۱)

(2) پیشۂ طب:

بعض خواتین کے بارے میں صراحت ملتی ہے کہ غزوات کے علاوہ بھی وہ مریضوں کے علاج معالجہ کی خدمت انجام دیتی تھیں اور ان سے لوگ استفادہ کرتے تھے۔ اس سلسلے میں سب سے مشہور نام قبیلۂ اسلم کی خاتون حضرت رُیدہ کا آتا ہے۔ ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ غزوۂ احزاب کے موقع پر حضرت سعد بن معاذؓ کے ہاتھ میں ایک تیر آ لگا اور ان کی 'اکحل' نامی رگ زخمی ہو گئی، جس سے خون کسی طرح نہیں رک رہا تھا۔ آپؐ نے صحابہ سے فرمایا: ''اِجْعَلُوْهُ فِی خَیْمَةِ رُفَیْدَةَ حَتّٰی اَعُوْدَهٗ مِنْ قَرِیْبٍ'' (سیرة ابن ھشام، المکتبة التجاریة الکبریٰ مصر، ۳/ ۵۸) ''انھیں رفیدہ کے خیمے میں کر دو تاکہ میں قریب سے ان کی عیادت کر سکوں''

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زخمیوں کے علاج معالجہ کے لیے مسجد نبوی میں باقاعدہ ایک خیمہ لگایا گیا تھا اور حضرت رفیدہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کو اس کا ذمہ دار بنایا گیا تھا۔ مذکورہ خاتون کے بارے میں اصحاب سیر نے صراحت کی ہے کہ انھیں زخمیوں کے علاج معالجہ میں مہارت تھی اور وہ یہ کام بغیر کسی اجرت کے انجام دیتی تھیں۔ كَانَتْ اِمْرَأَةٌ تُدَاوِي الجَرْحي وَتَحْتَسِبُ بِنَفْسِهَا عَلَى خِدْمَةِ مَنْ كَانَتْ بِهٖ ضَيْعَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (سیرۃ ابن ہشام، ۳/ ۲۵۸، الاصابۃ، ۴/ ۲۵۰۵، اسد الغابۃ، ۷/ ۱۰) ''وہ ایسی خاتون تھیں جو زخمیوں کا علاج کرتی تھیں۔ مسلمانوں کی خدمت اور ان کی تکالیف کے ازالہ کا کام وہ بغیر کسی معاوضے کے محض اللہ سے اجر ملنے کی امید میں کرتی تھیں''۔

دوسری خاتون حضرت کعیبہ بن سعد الاسلمیہؓ کے بارے میں بھی مورخین نے لکھا ہے کہ وہ غزوات کے موقع پر ہی نہیں، بلکہ عام حالات میں بھی علاج و معالجہ کی خدمت انجام دیتی تھیں۔ (المرأۃ العربیۃ فی جاھلیتھا و اسلامھا، عبد اللہ العفیفی المکیۃ التجاریۃ الکبریٰ۔ ۲/ ۳۹۔ حاشیہ) غزوہ احزاب کے بعد ان کے لیے بھی مسجد نبوی میں ایک خیمہ نصب کیا گیا تھا اور انھیں زخمیوں کے علاج کی ذمہ داری دی گئی تھی۔ حضرت سعد بن معاذؓ کے علاج میں انھوں نے بھی حصہ لیا تھا۔ (طبقات ابن سعد، ۶/ ۲۱۲، الاصابۃ، ۴/ ۲۶۲۱)

(3) طبی معلومات:

اُس دور میں خواتین کو بہت سی طبی معلومات حاصل تھیں اور ان کے ذریعے وہ چھوٹے موٹے امراض کا علاج کرلیا کرتی تھیں۔ اگرچہ یہ معلومات ایسی تھیں جیسی آج کل دیہاتوں، قصبوں اور شہروں میں بھی بڑی بوڑھی عورتوں کو حاصل ہوتی ہیں، لیکن اُس زمانے میں، جب کہ طب بہ حیثیت فن ابتدائی مرحلے میں تھی، اُن کی بہت اہمیت تھی۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ کو جن مختلف علوم و فنون میں دست گاہ حاصل تھی، ان میں علم طب بھی تھا۔ ان کے بھانجے عروہ فرماتے ہیں: ''میں نے قرآن، میراث حلال و حرام (فقہ) شاعری، تاریخ عرب، انساب اور طب میں حضرت عائشہؓ سے زیادہ واقف کار کسی کو نہیں پایا''۔ ایک مرتبہ انھوں نے ام المومنین سے عرض کیا: ''اماں جان! مجھے آپ کے ذکاوتِ فہم پر تعجب نہیں، میں سوچ لیتا ہوں کہ آپ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ اور ابوبکرؓ کی صاحب زادی ہیں۔ مجھے آپ کی اشعار اور ایام العرب سے واقفیت پر بھی تعجب نہیں۔ میں سوچ لیتا ہوں کہ آپ ابوبکرؓ کی بیٹی ہیں جنھیں ان چیزوں کا سب سے زیادہ علم تھا۔ لیکن مجھے طب سے آپ کی واقفیت پر ضرور تعجب ہے۔ آپ کو طب سے کیسے واقفیت حاصل ہوگئی؟ یہ علم آپ نے کہاں سے سیکھ لیا؟ ام المومنین نے ان کے کندھے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مختلف وفود آتے رہتے تھے۔ وہ جو کچھ علاج معالجہ سے متعلق باتیں بتاتے تھے انھیں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

میں یاد کرلیا کرتی تھی''۔(مسند احمد،۶/ ۶۷)

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ حبشہ ہجرت کرنے والوں میں شامل تھیں۔وہاں انھیں بہت سی طبی معلومات حاصل ہوگئی تھیں،جن کا وہ استعمال کرتی تھیں اور مختلف امراض میں لوگوں کو ان کا علاج بتایا کرتی تھیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض وفات میں انھوں نے بعض دواؤں کے ذریعے آپ کا علاج کرنے کی کوشش کی تھی۔(زاد المعاد،ابن قیم،موسسۃ الرسالۃ،۴/)

حضرت شفاء بن عبداللہ بھی لوگوں کو مختلف علاجی تدابیر بتایا کرتی تھیں۔وہ نملہ (ایک جلدی مرض) کا علاج جھاڑ پھونک سے کیا کرتی تھیں۔ایک مرتبہ وہ ام المومنین حضرت حفصہؓ سے ملنے گئیں۔رسول اللہ ﷺ نے انھیں دیکھ لیا تو فرمایا: اَلَا تُعَلِّمِيْنَ هٰذِهٖ رُقْيَةَ النَّمْلَةِ كَمَا عَلَّمْتِهَا الْكِتَابَةَ (ابوداؤد، کتاب الطب، باب فی الرقی، ۳۸۸۷) بہ طور خلاصۂ بحث،دو نکتوں کی جانب توجہ مبذول کرانا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

1۔جدید علوم وفنون کی تاریخ نویسی پر چوں کہ اہل مغرب کی اجارہ داری رہی ہے۔اس لیے وہ ہر علم کا نقطۂ آغاز دو ڈھائی سو سال قبل کا زمانہ قرار دیتے ہیں اور کسی نہ کسی مرد یا عورت کو اس علم کا موجد اور بانی (Pioneer) قرار دیتے ہیں۔تیمارداری اور نرسنگ کا بھی یہی معاملہ ہے۔اہل مغرب اس علم کا بانی 'نائیٹنگل (Florence Nightingale 1820-1910) نامی انگریزی خاتون کو قرار دیتے ہیں،جو طبقہ اشراف سے تعلق رکھتی تھی۔لیکن اس نے نرسنگ کے پیشہ کو اختیار کرکے اسے وقار عطا کیا۔واقعہ یہ ہے کہ اس میدان میں عہد رسالت کی خواتین کی سبقت کو تسلیم کرنا چاہیے۔انھوں نے جس طرح پوری مہارت اور لگن کے ساتھ اس کام کو انجام دیا وہ قابل قدر ہے۔

2۔آزادئ نسواں کی تاریخ پر نظر رکھنے والے جانتے ہیں کہ مغرب میں عورتوں کو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے مواقع انیسویں صدی عیسوی کے اواخر اور بیسویں صدی کے اوائل میں حاصل ہوسکے۔اس سے پہلے ان پر اس کے دروازے بند تھے۔اسی طرح طبی تعلیم حاصل کرنے کا حق بھی عورتیں کافی جدوجہد اور مختلف مراحل کے بعد حاصل کرسکیں۔جب کہ اسلام کے زیر سایہ خواتین کو تحصیل علم کی آزادی شروع سے حاصل رہی ہے اور اس معاملے میں ان کے ساتھ کسی قسم کی تفریق نہیں برتی گئی ہے۔انھیں علم طب حاصل کرنے اور طبی پیشہ اختیار کرنے کی آزادی تھی۔

ooo

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سیدہ عائشہؓ کا علمی مقام اور خواتین کی علمی وابستگیاں

ام حبان

دنیا جوں جوں مادی ترقی کی طرف بڑھ رہی ہیں اس ترقی کے میدان میں خواتین مردوں کے شانہ بشانہ ہیں اور علمی میدان میں نمایاں کارنامے انجام دینے والی خواتین کی خدمات کا دنیا اعتراف بھی کرتی ہے، ان مستورات کو مختلف تمغہ جات دیئے جاتے ہیں جو آئے دن اخبارات وجرائد کی زینت بنتے ہیں مگر ہم سے نوک قلم کو شکوہ ہے اس کے ذریعے دنیا کو کیوں نہیں بتایا جاتا تاریخ اسلام میں بحرِ علم، فقیہہ مفسرہ، محدثہ، عالمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں جو مؤمنین کی ماں ہونے کے ساتھ تاریخ میں بحیثیت معلمہ عصر اپنا منفرد کردار ادا کر چکی ہیں۔ سیدہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کا درخشاں پہلو یہ بھی ہے مسلمان خواتین تو کجا جید و کبار صحابہ بھی مسائل دریافت کرنے کے لیے درِ اقدس پر حاضری دیتے اور ام المومنین رضی اللہ عنہا پردے کے پیچھے تشریف فرما ہیں اور دین سکھا رہی ہیں۔ سیدہ قاریہ تھیں، حافظہ تھیں، قرآن کی آیات شان نزول کا علم دریافت کرنا ہو تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تشریف لا رہے ہیں۔ کسی نے غسل کا مسئلہ دریافت کیا تو فرمانے لگیں تم لوگ اپنی خواتین کو گنجا کیوں نہیں کر دیتے، گویا آج کے مسلمانوں کو بڑا درس دے گئیں کہ احتیاط کے نام پر بے جا سختی اسلام کی فطرت نہیں ہے، اور پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ کی شان دیکھیئے اپنے محارم کو غسل کا طریقہ سمجھا رہی ہیں، یہاں ہمارے آج کے مسلمان مسائل دریافت کرتے ہوئے بے تکی حیاء کا ڈھونگ کرتے ہیں بتایئے ہماری صحابیات سے زیادہ باحیاء بھلا کون ہو سکتا ہے۔

جن کی تاریخ یہ ہو پھر انھی ماں جی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کی روحانی بیٹیوں نے کیونکر اپنے مقصد حیات ان جھمیلوں کی نظر کر دیا جہاں صرف مادیت ہے روحانیت نہیں یا پھر اسے ایک ایسی زندگی الجھا دیا گیا ہے میں جس میں دور دور تک دین کا علم سیکھنے، سکھانے کا نام ونشان باقی نہیں، بہت ہوا تو مدارس میں ترجمہ تفسیر پڑھا دیا گیا اور عربی صرف ونحو کے چند اصول سکھا دیئے گئے اس سب میں کہاں ہیں وہ مجتہدات؟ مسائل کے استنباطات واستدلال؟ جبکہ ام المؤمنین حافظہ حدیث تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات بہت سی احادیث زبانی یاد رکھتی تھیں سیدہ عائشہ اور ام سلمہ بہت اہتمام فرماتی تھیں (ابن سعد جلد) سیدہ کائنات کے علم کا اعتراف امام زہری رحمہ اللہ جیسے بلند پایہ محدث ان جملوں سے کرتے ہیں "**لو جمع علم الناس کلھم وعلم ازواج النبی ﷺ فکانت عائشة اوسعھم علماً**" اگر سب مرد وخواتین میں ازواجِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علم ملا یا جائے تب بھی سیدہ عائشہ کا علم زیادہ ہوگا۔ (مستدرک حاکم)

اس قول کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ سیدہ عائشہ کا بحر علم نجانے کتنوں کی تشنگی علم دور کرتا رہا ہوگا ائمہ حدیث سیدہ کی خدمات کا تذکرہ فرما گئے ہیں اور ایک نظر ذرا موجودہ اسلام پسند طبقے کو عورت کا دینی خدمات کے لیے عورت کی تعلیم کا کہا جائے تو نجانے کیسے کیسے حیلے بہانوں سے حیاء کے نام پر عورتوں سے سیدہ کی جانشینی چھین لی جاتی ہے سیدہ کا شمار سات کثرت سے احادیث روایت کرنے والے صحابہ میں ہوتا ہے چھٹا نمبر سیدہ کا ہے آپ سے بائیس سو دس روایات مروی ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مفتیہ تھیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں اپنی وفات تک فتویٰ دیتی رہیں فقیہ الامت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابہ سیدہ کے علم و عرفان سے رشک کرتے نظر آتے ہیں رضی اللہ عنہا (اللھم اجعل نسائنا مثلھا آمین) اکابر صحابہ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ام المؤمنین کے پاس جا کر احادیث پوچھنا ثابت ہے۔ گویا ماں جی کو یہ مقام حاصل ہے کہ آپ خسر رسول اور داماد رسول رضی اللہ عنہما کی استانی رہی ہیں، سیدہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہی احادیث کی جمع و تدوین میں خواتین رواۃ کا ذکر ملتا ہے۔ آج ہماری خواتین میں حفظِ حدیث کا ذوق بالکل مفقود ہو چکا ہے اس کی وجہ کچھ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ عورتوں کو اس علم کا اہل نہیں سمجھا جاتا حالانکہ ہماری مائیں اس علم میں اعلیٰ ذوق رکھتی تھیں۔

سیرت کے اس پہلو کو پڑھنے کے بعد ہماری اپنے معاصر معزز علمائے کرام سے گزارش ہے اگر کسی خاتون کا مزاج تحقیقی ہے نیز اس کی دل چسپی کا محور بھی دین کے صرف وہ موضوعات ہیں جن پر صرف مرد علماء گرفت رکھتے ہیں ان موضوعات پر کوئی خاتون اس پہلو کو اپنے انداز سے سامنے رکھنا چاہے یا جس خاتون کا محرم مجتہد یا عالم نہیں اور وہ دین کو جیسا ہے اور جہاں سے ہے کی بنیاد پر نہیں لینا چاہتی ایسی مستورات سے تعاون وقت کی اہم ضرورت ہے۔ ایسی علمی میلان کی حامل خواتین خط لکھ کر کسی عالم سے مسائل دریافت کر لیں اور نسوانی مسائل ہی میں کسی عالم کو اپنے مؤقف سے رجوع کروا کر دیگر خواتین کے لئے آسانیاں پیدا کرنے والیاں بھی ہوں اور وہ فتنے و اختلاط کے اس دور میں بھی اپنے وقار اور پندار کو بلند رکھتے ہوئے مردوں کی بھیڑ میں دینی و علمی گوشوں کو سنواریں اور مقصد حیات پالیں اور اس کے عوض تھوڑی سی حوصلہ افزائی اور مدد ان کے لیے ایندھن کا باعث ہوگی ان شاء اللہ العزیز۔

ooo

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اصحابِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مولانا ابوالمآثر حامد الانصاری انجم

زمانہ بھر میں نہ تھا ان سے کوئی بھی بہتر
خدا کے بندوں میں وہ لوگ سب سے تھے بڑھ کر
وہ نیک خو تھے اور امن و اماں کے تھے پیکر
زمانہ ان کو نجیب و شریف کہتا تھا
نبیٔ امّی کے اطوار کے تھے وہ خوگر
رسول پاک نے اس واسطے یہ فرمایا

مرے صحابہ کو گالی نہ دو خدا کے لیے
انھیں بُرا نہ کبھی تم کہو خدا کے لیے

جہاں بھی پہنچے ہیں اسلام لے کے وہ پہنچے
خدا کے دین کا انعام لے کے وہ پہنچے
رسولِ امّی کا پیغام لے کے وہ پہنچے
جہانِ کفر و ضلالت کے تیرہ زاروں میں
فروغِ طور کا اتمام لے کے وہ پہنچے
رسولِ پاک نے اس واسطے یہ فرمایا

مرے صحابہ کو گالی نہ دو خدا کے لیے
انھیں بُرا نہ کبھی تم کہو خدا کے لیے

انھوں نے دین پہ سب کچھ لٹا دیا یارو
خدا کی راہ میں خود کو مٹا دیا یارو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سروں سے دار و رسن کو سجا دیا یارو
متاعِ جان و دلِ پاک لے کے ہاتھوں میں
خدا کے دین کا ڈنکا بجا دیا یارو
رسولِ پاک نے اس واسطے یہ فرمایا
مرے صحابہ کو گالی نہ دو خدا کے لیے
انھیں بُرا نہ کبھی تم کہو خدا کے لیے

خدا کے نام سے سولی پہ چڑھ گئے ہنس کر
مقابلہ کیا دشمن کا خوب بڑھ بڑھ کر
پچھاڑ ڈالے ہیں میداں میں کتنے ہی لشکر
وہ شیر دل تھے بہادر تھے اور تھے جانباز
گواہ اس پہ ہے اللہ رے غزوۂ خیبر
رسول پاک نے اس واسطے یہ فرمایا
مرے صحابہ کو گالی نہ دو خدا کے لیے
انھیں بُرا نہ کبھی تم کہو خدا کے لیے

OOO

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عظمت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

انصر نیپالی

صحابہ سب سے پہلے دین پر ایمان لائے تھے
صحابہ سب سے پہلے جان کی بازی لگائے تھے
پلٹ کر بھی نہیں دیکھا وطن، گھر بار، دولت کو
محمد کی اطاعت میں سبھی کچھ چھوڑ آئے تھے
صحابہ ہر قسم کی دکھ مصیبت کو بھی سہہ کر کے
نبی کا ساتھ نہ چھوڑے ہمیشہ مسکرائے تھے
صحابہ کو دیا اللہ نے جنت کی خوش خبری
وہ باتوں کے نہیں عادی، عمل کر کے دکھائے تھے
تعجب ہے ہمیں فرصت نہیں ہے سر جھکانے کی
صحابہ اپنی پیشانی پہ سجدوں کو سجائے تھے
صحابہ کی طرح ایمان گر لاؤ مسلمانو!
ہدایت یافتہ ہو جاؤ گے وہ آزمائے تھے
مسلمانو! اٹھو باطل کا سینہ چیر کر رکھ دو
صحابہ قیصر و کسریٰ کو قدموں پر گرائے تھے
مرے پیارے صحابہ کو نہ دینا گالیاں انصرؔ
ہمیشہ نفس کی تنگی سے دامن کو بچائے تھے

○○○

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ اصحابِ نبی تھے کیسے

عبدالکریم شادؔ

رب کے سب سے مخلص بندے — قول و عمل کے پکے سچے
پیارے نبی کو جان سے پیارے — باطل کی راہوں کے کانٹے
رب کی رضا کو پانے والے — وہ اصحابِ نبی تھے کیسے

چھوٹی سی اک مسجد کچی — مٹی کی دیواریں جس کی
سطح شعاعوں سے تپتی تھی — بارش میں چھت ٹپکے پھر بھی
آب و گِل میں سجدہ کرتے — وہ اصحابِ نبی تھے کیسے

احکامِ قرآن کے عامل — ہر ربانی وصف کے حامل
اپنی ذات میں سارے کامل — خادم، حاکم، فوجی، عادل
آخر تھے شاگرد وہ کس کے — وہ اصحابِ نبی تھے کیسے

ظلمِ باطل وہ سہتے تھے — آنسو ان کے بھی بہتے تھے
پھر بھی احد' ہی وہ کہتے تھے — عہدِ خدا پہ جمے رہتے تھے
دینِ محمد کے رکھوالے — وہ اصحابِ نبی تھے کیسے

اس امت کے جو اسوہ ہیں — راہ خدا کے راہ نما ہیں
مومن جن پر جاں سے فدا ہیں — کافر ہیں جو ان سے خفا ہیں
ہم دشمن کو بتلا دیں گے — وہ اصحابِ نبی تھے کیسے

OOO

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منقبت در شانِ امیر المومنین

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

علی اُویس جعفری چاندپور

آقا کے جاں نثار ہیں صدّیقؓ دوستو
حق ہے کہ یارِ غار ہیں صدّیقؓ دوستو

الفت کی، انسیت کی، مروّت کی ہیں مثال
مہر و وفا ہیں پیار ہیں صدّیقؓ دوستو

اخلاقیت ملی ہے نبیؐ سے براہِ راست
کردار کی بہار ہیں صدّیقؓ دوستو

زوجِ رسولؐ آپؓ کی دختر ہیں عائشہؓ
کس درجہ باوقار ہیں صدّیقؓ دوستو

ٹِک پائے جس کے آگے نہ منکر زکوٰۃ کے
وہ مردِ استوار ہیں صدّیقؓ دوستو

وہ جس نے کاذبین کا کر ڈالا سدّ باب
باطل پہ شعلہ بار ہیں صدّیقؓ دوستو

جس نے کہ ارتداد پہ ضربیں لگائی ہیں
تلوار کی وہ دھار ہیں صدّیقؓ دوستو

فتنوں سے حق کے واسطے کرتے رہے جہاد
مومن کا اعتبار ہیں صدّیقؓ دوستو

ظاہر ہیں خاص و عام پہ ان کی صداقتیں
سچائی کا شعار ہیں صدّیقؓ دوستو

اصحابؓ ان کی رحم دلی پر تھے متفق
کہتے تھے، غم گسار ہیں صدّیقؓ، دوستو

صدیقؓ کا غلام ہوں ادنیٰ سا میں اُویس
دل کا مرے قرار ہیں صدّیقؓ دوستو

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منقبت درشان امیر المؤمنین

عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عطاؔ رحمانی رام پوری

آسمانی ہے عزتِ فاروق
ہے زبانوں پہ مدحتِ فاروق

شانِ اسلام بھی ہے شانِ عمر
شوکتِ دین شوکتِ فاروق

اہلِ ایماں کے ہاں مسلم ہے
بعدِ صدیق امامتِ فاروق

بالیقیں ہیں خلیفۂ راشد
یعنی حجت ہے سنتِ فاروق

خاتم الانبیاء ہیں میرے نبی
ورنہ ہوتی نبوتِ فاروق

ابن عباس حَبر امت ہیں
ان کو حاصل تھی صحبتِ فاروق

بدعت و زندقہ نہ پنپے کبھی
ان پہ پڑتی تھی ضربتِ فاروق

شیطنت نے بدل لیا رستہ
یا الٰہی! یہ ہیبتِ فاروق!

ہے دلیلِ محبتِ مُرسل
صدقِ دل سے محبتِ فاروق

ہر بڑے کار مصطفائی میں
لا محالہ تھی شرکتِ فاروق

کارناموں سے ہی تو زندہ ہے
ساری دنیا میں شہرتِ فاروق

مایۂ فخر ہے فقط اسلام
یاد رکھو وضاحتِ فاروق

حکم رانوں کے واسطے اب بھی
ہے نمونہ حکومتِ فاروق

دے الٰہی تو اپنے بندوں کو
دین میں اپنے شدّتِ فاروق

تھی گوارا نہ حق کی مغلوبی
یادگاری ہے ہجرتِ فاروق

بعد کے عہد میں کھلی ہے بہت
اہل ایماں کو فرقتِ فاروق

نام لیوا تو آپ کے ہیں بہت
ہے کہاں اب وہ غیرتِ فاروق؟

اے عطاؔ کیسے میں بتاؤں تمھیں
دل میں کتنی ہے عظمتِ فاروق

○○○

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

منقبت عثمان رضی اللہ عنہ

کاشف شکیل

دنیا کا خزانہ ہے اور دین کی دولت بھی
عثمان پہ ہے رب کی رحمت بھی، عنایت بھی

٭

اخلاص کی مورت ہیں ایثار کا پیکر ہیں
ہیں فخر مروت بھی اور رشکِ سخاوت بھی

٭

رب ان سے ہوا راضی دنیا میں خلافت دی
اور اس پہ عطا کی ہے جنت کی بشارت بھی

٭

دو نور ملے ان کو دربارِ نبوت سے
لوگوں کو بتاتی ہے عثمان کی عظمت بھی

٭

اسلام کی خدمت میں رہتے تھے سدا آگے
حاصل ہے انھیں پہلی ہجرت کی سعادت بھی

٭

اللہ نے لکھی تھی عثمان کی قسمت میں
قرآں کی تلاوت بھی اور جام شہادت بھی

٭

کاشف کی دعا ہے یہ، گستاخِ غنی پر ہو
اللہ کی لعنت بھی، اور لعنتِ خلقت بھی

○○○

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

منقبت سیدنا علی رضی اللہ عنہ

جنید اکرم فاروقی امروہہ

عارفِ رمزِ کلامِ خالقِ اکبر بھی ہیں
ورثہ دارِ دولتِ افکارِ پیغمبر بھی ہیں
صدق کا مصداق بھی ہیں عدل کا پیکر بھی ہیں
وہ حیا پروردہ ہیں بے شک حیا پرور بھی ہیں
جامع ِجملہ فضائل صاحبِ جوہر علی
مخزنِ اوصاف ہیں گنجینۂ گوہر علی
ہے حصارِ دین میں ان کا جلال ان کا جمال
فکر میں پاکیزگی ہے معتدل ہے چال ڈھال
بزم میں دل موہ لیتی ہے علی کی بول چال
رزم میں لرزہ فگن ہے ان کے لہجے کا جلال
بے گماں ہیں آبروئے پایۂ منبر علی
بالیقیں میدان میں ہیں رونقِ لشکر علی
شکر کس منہ سے ادا ہو تیرا اے پروردگار!
یادِ محبوب خدا ہے میرے دل کا کاروبار
مدحتِ اصحابِ پیغمبر بھی ہے اپنا شعار
اس لیے رہتا ہوں میں تیرے کرم سے ہم کنار
میرے ہونٹوں پر علی ہیں میرے خامے پر علی
یاد رہتے ہیں مجھے فاروق، مستحضر علی

OOO

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

منقبت در شان

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا

عطا رحمانی

مفتی ہیں اہل علم ونظر میں شمار ہیں
ذی شان عائشہ ہیں بہت باوقار ہیں

اللہ کے نبی کی چہیتی ہیں عائشہ
اللہ کے رسول کے گھر کی بہار ہیں

آتا تھا آسمان سے ان کے لیے سلام
رفعت مقام بھی ہیں مگر خاکسار ہیں

ان کے بھی واسطے سے ملا دین کچھ ہمیں
احسان ان کے ہم پہ ہزاروں ہزار ہیں

آیات عائشہ کے تقدس پہ ہیں گواہ
واللہ پاک باز بہ ہر اعتبار ہیں

جن کے دلوں میں بغض کوئی عائشہ سے ہے
وہ دین میں نہیں ہیں فقط آر پار ہیں

والد ہیں ان کے افضل امت بالاتفاق
جو مصطفیٰ کے لاڈلے اور یارِ غار ہیں

آیت جب اختیار کی نازل ہوئی عطاؔ!
بے ساختہ نبی ہی کی وہ خواست گار ہیں

ooo

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شانِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

عبدالغفار زاہد، بنارس

ایمان و دیں کی شان ہیں حضرت معاویہ
امت کے ماموں جان ہیں حضرت معاویہ

یوں تو ہر اک صحابی کا اپنا مقام ہے
رکھتے الگ ہی شان ہیں حضرت معاویہ

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہاں کاتبِ قرآن ہیں حضرت معاویہ

بحری جہاد جن کی قیادت میں چل پڑا
وہ قائدِ جوان ہیں حضرت معاویہ

حضرت حسن کی صلح نے ثابت یہ کر دیا
امت کے نگہ بان ہیں حضرت معاویہ

حسنین نے امیر جن کو اپنا چن لیا
بے مثل حکمران ہیں حضرت معاویہ

ابنِ سبا کے آگ لگانے کے بعد بھی
حیدر کے قدر دان ہیں حضرت معاویہ

امت کی خیر خواہی ہے ان کو عزیز تر
شفقت کا اک نشان ہیں حضرت معاویہ

خوش خلق وخوش مزاج ہیں، میٹھی زبان ہے
حد درجہ مہربان ہیں حضرت معاویہ

ان سے کٹے تو سمجھو صحابہ سے کٹ گئے
اک سخت امتحان ہیں حضرت معاویہ

بکواس کوئی کرتا ہے تو کرتا رہے میاں
محبوبِ انس و جان ہیں حضرت معاویہ

○○○

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

رحمانیہ چیریٹیبل ٹرسٹ دواخانہ گوونڈی ممبئی ایک نظر میں

- کم قیمت اور مناسب داموں میں علاج کا بہترین انتظام
- تجربہ کار ڈاکٹروں کی نگرانی
- دس روپے (RS:10) میں عام علاج
- مستقبل میں جلد ہی دانت اور آنکھ کے ڈاکٹروں کا مستقل انتظام۔ ان شاء اللہ
- ہر جمعرات صبح 11/ تا 12/ بجے آنکھ کے مخصوص ڈاکٹر کی خدمات
- امراض نسواں کے لیے مخصوص خاتون ڈاکٹر کی سہولت

اللہ کا شکر و احسان ہے کہ مدرسہ رحمانیہ جمعیت اہل حدیث ایجوکیشن سوسائٹی کے زیر اہتمام کئی رفاہی کام ہو رہے ہیں، اسی سلسلے کی ایک کڑی یہ ہے کہ گزشتہ سال 26/ جنوری 2017ء کو رحمانیہ چیریٹیبل دواخانہ کا افتتاح ممبئی شہر کے موقر علماء کرام اور شہر و مضافات کے مقتدر سماجی و سیاسی شخصیات کے ہاتھوں عمل میں آیا، ماشاء اللہ۔ دواخانہ سے اب تک 95/ ہزار سے زائد افراد کم قیمت پر صرف 10/ روپے میں فائدہ اٹھا چکے ہیں۔ دواخانہ ہذا میں دو ڈاکٹر، دو کمپاؤنڈر اور دو ملازم کام کر رہے ہیں یعنی کل چھ افراد کا اسٹاف ہے جس میں لائٹ، پانی کا بل وغیرہ پیسہ ماہانہ خرچ ہوتا ہے۔ یہ سب کام آپ مخیر حضرات کے تعاون سے ہوتا ہے، لہٰذا دردمندان قوم و ملت سے بھرپور تعاون کی اپیل ہے۔

ماہنامہ الاتحاد، ممبئی آپ ہمارے فیس بک پیج پر آن لائن مطالعہ کر سکتے ہیں اور ڈاؤن لوڈ بھی کر سکتے ہیں۔

https://www.facebook.com/hilalhidait
https://www.facebook.com/alittehadmumbai/

جامع مسجد اہل حدیث و مدرسہ رحمانیہ کملا رامن نگر، بیگن واڑی ہائیوے روڈ، گوونڈی ممبئی

رابطہ نمبر: 022-5571205/09820693189

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

MONTHLY T.C NO:MAHURD02330

AL-ITTEHAD MUMBAI

Vol. No. 7, Oct. / Nov. - 2019, Issue No. 78-79

اہل ثروت واصحاب خیر کی خدمت میں!

حضرات! مدرسہ رحمانیہ ہندوستان کے ترقی یافتہ شہر ممبئی کے علاقہ گوونڈی میں قائم ایک ایسا دینی، علمی، دعوتی اور رفاہی ادارہ ہے جو تقریباً ۴۰ ربرسوں سے اپنی خدمات بحسن وخوبی انجام دے رہا ہے۔ اس ادارے میں تقریباً ۴۰۰ رطلبہ وطالبات زیور تعلیم وتربیت سے آراستہ ہورہے ہیں جس میں سے تقریباً ۱۲۵ ربچے دارالاقامہ میں رہائش پذیر ہیں جن کی مکمل کفالت مدرسہ ہذا کے ذمہ ہے۔

لہٰذا تمام اہل خیر ودردمندان ملت سے اپیل ہے کہ مدرسہ ہذا کا دل کھول کر دامے، سخنے تعاون کریں اور دوسرے مسلمان بھائیوں سے بھی حتی المقدور تعاون کرائیں۔ "وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ" (مزمل: ۲۰) اور جو نیکی تم اپنے لیے آگے بھیجو گے اسے اللہ تعالیٰ کے یہاں بہتر سے بہتر اور ثواب میں بہت زیادہ پاؤ گے۔

اپیل کنندگان

جامع مسجد اہل حدیث ومدرسہ رحمانیہ کملا رامن نگر، بیگن واڑی ہائیوے روڈ، گوونڈی ممبئی

رابطہ نمبر: 022-5571205/09820693189

Published By:

MADRASA RAHMANIA JAMIAT AHLE HADEES EDUCATION SOCIETY

Kamala Raman Nagar, Baiganwadi, Highway Road, Govandi, Mumbai - 43, (Maharashtra, India)

Mob: 09820693189 Tell. 022-25571205 Email: alittehadmumbai@gmail.com